میٹرکیولیشن پرشین گرامر

مسمّٰے بہ

عُمدۃ القواعِد

مؤلفہ

مولوی فتح محمد خاں صاحب جالندھری

میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز تاجرانِ کتب انارکلی لاہور
نے
اپنے مطبع کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور میں
باہتمام لالہ گورانداتا کپور مینجر چھاپی۔

محمد نواز خان

هشت حرف است آنکه اندر فارسی ناید همی -
تا نیاموزی نباشی اندریں معنی معاف -
بشنو از من تا کدام است آں حروف یاد گیر
ثا - حا - صاد - ضاد - طا - ظا - عین - قاف

Muhammad Nawaz Khan

X class.

میٹریکیولیشن پرشین گرامر

مسمّےٰ بہ

عُمدۃ القواعد

مؤلفہ

مولوی فتح محمد خاں صاحب جالندھری

میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز تاجران کتب انارکلی لاہور

نے

اپنے مطبع کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور میں

باہتمام لالہ گوراندتا کپور مینیجر چھاپی۔

قیمت ۱۲ؔ

فہرست مضامین عمدۃ القواعد

تمام شد

دیباچہ

چونکہ فارسی زبان سکولوں میں جماعت ہفتم سے پڑھائی جاتی ہے۔ اور افسرانِ سررشتۂ تعلیم اس میں سہولتیں پیدا کر رہے اور امتحانوں میں جو مشکلیں پیش آتی تھیں اُن کو دور کر رہے ہیں۔ چنانچہ پنجاب یونیورسٹی نے منظور فرما لیا ہے۔ کہ ہائی کلاسوں کے طالب علم امتحانات میں فارسی قواعد کے جوابات ورنیکلر زبان میں تحریر کیا کریں*

نیز سررشتۂ تعلیم نے قدیم طریق تعلیم کی جگہ جدید طریقۂ تعلیم تجویز کیا ہے۔ یعنی پہلے مثالوں کا انضباط پھر قواعد کا استخراج۔ جس سے قواعد طالب علموں کے بخوبی ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اُن کو بہ سہولت و عجلت یاد کر سکتے ہیں*

کسی علمی کتاب کے لکھنے کے لئے یہ ضرور ہے کہ جس فن میں وہ لکھی جائے۔ اُس کے تمام ضروری مسائل اس میں درج کئے جائیں۔ تاکہ پڑھنے والوں میں کافی استعداد پیدا ہو جائے۔ خصوصاً صرف و نحو۔

کہ اس کی تالیف میں نہ تو ایسا اختصار ہونا چاہئے کہ طالب علم ضروری قواعد کے جاننے سے قاصر رہیں۔ نہ اتنی طوالت کہ لکھنے والا اس علم کی حد سے خارج ہو کر دوسرے مباحث میں جا پڑے۔ یہ بھی ضرور ہے کہ جو اصطلاحات اور قواعد جن کا اثر زبان کی صحت پر پڑتا ہے۔اور جو پہلی کتابوں میں مندرج نہ ہوں وہ خود وضع کر کے کتاب کو مکمل کر دے ؛

نئی کتاب کا لکھنے والا جب ادب فارسی کی کتابوں میں اس قسم کے اشعار یا فقرات دیکھتا ہے کہ :۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

نفس مے نیارم زد از شکر دوست
کہ شکرے ندانم کہ در خورد اوست

تو "نتوانست کشید" یا "نیارم زد" یا "باید دید" و "شاید گزشت" وغیرہ افعال کے باہمی تعلق پر غور کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ یہ کس قسم کے فعل ہو سکتے ہیں اور ان کا نام کیا ہونا چاہئے۔ کیونکہ قواعد کی قدیم کتابوں میں ان کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ کہ یہ کیسے فعل ہیں۔ اور ان کو کہتے

کیا ہیں +

اور جب وہ کسی کتاب میں یہ بیت دیکھتا ہے کہ

ولش ہرچند زخمے بس عجب داشت
ولے دامانِ صبر از دست نگذاشت

تو گو کتب قواعد فارسی میں حروف جزا پر بحث نہیں کی گئی۔ مگر وہ فی الفور کہ دیتا ہے کہ "ہرچند" جو شرط کا حرف ہے۔ اُس کے مقابل ولے آیا ہے تو یہ حرفِ جزا ہے +

جب وہ کتب قواعد میں حروف تمنّا کی فصل میں ایسے الفاظ لکھے دیکھتا ہے۔ جن میں امّید پائی جاتی ہے۔ تو وہ تقلید سے کام نہیں لیتا۔ اور مصرع

بو کہ بر حال من ببخشاید

میں لفظ بو کو کاش حرف تمنّا سے جدا کر دیتا اور اس کا نام کلمہ ترجی رکھتا ہے۔ کیونکہ آرزو اور چیز ہے اور امّید اَور چیز +

اور جب وہ نیک۔ نیکو۔ زیبا۔ شائستہ۔ ناخوش۔ نازیبا۔ ناشائستہ الفاظ کی نسبت دیکھتا ہے۔ کہ ان کو کلمات مدح و ذم لکھا ہے تو صاف بول اُٹھتا ہے کہ یہ مدح و ذم کے کلمات نہیں ہیں۔

بلکہ اسم صفت ہیں - اور صفت کا اطلاق ایسے الفاظ پر ہوتا ہے جن میں بھلائی یا بُرائی پائی جائے ؛

وہ جن الفاظ میں افسوس کے معنے پاتا ہے - تو اُن کا نام حروف تاسف رکھتا ہے - گو قواعد کی کتابوں میں اس کا ذکر نہ کیا گیا ہو ؛

وہ الفاظ کے صحیح تلفظ کو بہت ضروری سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ اعلام کو جو مرکب اضافی ہوں کسرہ اضافی سے نہیں پڑھنا چاہیئے - بلکہ فک اضافت سے استعمال کرنا چاہیئے - جیسے نورمحمد- فضل حسین - فیض علی ؛

وہ فارسی کے لفظوں کو عربی الفاظ کی طرف عربی ترکیب سے مضاف یا مضاف الیہ کرنے کو غلط ٹھیراتا اور اس کے لئے قاعدہ وضع کرتا ہے - اور اس بنا پر چراغ الدین - فیروز الدین اور اسی قسم کے اور لفظوں کو نادرست قرار دیتا ہے ؛

وہ ان غلط جملوں کی تصحیح کرتا ہے - جو کم استعداد لوگ لکھنے لگے ہیں - اور جن سے زبان خراب ہوتی ہے ؛

وہ ان کثیر الاستعمال الفاظ عربی کو جن کی

جمع میں لوگ تلفظ اور کتابت دونوں میں غلطی کرتے ہیں - ایک جگہ صحت کے ساتھ قلمبند کرتا ہے - تاکہ پڑھنے والے ان کو صحیح طور پر بولیں اور لکھیں +

بوجوہ مندرجہ بالا یہ ضروری خیال کیا گیا کہ انٹرنس کی جماعتوں کے لئے ایک نئی کتاب مرتب کر دی جائے - یہ کتاب اسی ضرورت کا نتیجہ ہے - اس کی تالیف میں بہت غور و فکر سے کام لیا گیا اور وہ باتیں لکھ دی گئیں جو طالبانِ علم کے لئے مفید اور ضروری سمجھی گئیں - اور یہ امر اس کتاب کی خصوصیات امتیازیہ میں سے ہے +

یقین کیا جاتا ہے - کہ اہل نظر کے نزدیک مقبول ہوگی اور پڑھنے والے اس سے زبان اور قواعد کی صحیح تعلیم حاصل کریں گے +

شہر جالندھر
۱۹۲۵ء

فتح محمد خان

حُروفِ تہجی

رُباعی

اَے تیرِ غمت را دلِ عُشّاق نشانہ
خلقے بتو مشغول تو غائب ز میانہ
گہ معتکفِ دَیرم و گہ ساکنِ مسجد
یعنی کہ ترا مے طلبم خانہ بخانہ

یہ کلام (اور لغت میں ہر بات کو کلام کہتے ہیں) کئی اجزا پر مشتمل ہے کلام کا ہر جزو لفظ کہلاتا ہے۔ لفظ مختلف آوازوں سے جو انسان کے مُنہ سے نکلتی ہیں مرکّب ہوتا ہے اور ہر آواز کا نام **حرف** ہے ؞

جن حروف سے کسی زبان کے لفظ ترکیب پاتے ہیں وہ اس حُرُوفِ تہجّی یا حُرُوفِ ہجا کہلاتے ہیں۔ فارسی زبان میں جو حروفِ تہجّی مستعمل ہیں۔ وہ یہ ہیں :-

ا ب پ ت ث ج چ ح خ د ذ ر ز ژ س
ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م
ن و ہ ء ی ٭

یعنی یہ حُرُوف اُن الفاظ میں بولے جاتے ہیں جو زبانِ فارسی میں مستعمل ہیں۔ اِن میں سے ث ح ذ ص ض ط ظ ع ق یہ حروف خاص عربی زبان کے الفاظ میں آتے ہیں۔ یعنی جن لفظوں میں یہ حرف آئیں اُن کو فارسی کے لفظ نہ سمجھو۔ اور پ چ ژ گ یہ حرف خاص فارسی زبان کے لفظوں میں آتے ہیں۔ یعنی جن لفظوں میں یہ حرف آئیں اُن کو عربی الفاظ نہ جانو ٭

حروفِ شمسی و قمری

حروفِ تہجّی کئی قسم پر منقسم ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں۔ التّعلیم۔ الثّواب۔ الدّہر۔ الذّلیل الرّوح۔ الزّمان۔ السّہیم۔ الشّریک۔ الضّعیف۔ الطّاہر۔ الظّاہر۔ اللّیل۔ النّہار۔ تو ان کے شروع

میں جو لام آیا ہے وہ پڑھنے میں نہیں آتا۔ جن حرفوں کے شروع میں لام واقع ہو اور پڑھنے میں نہ آئے۔ اُن کو **حروفِ شمسی** کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

ت۔ث۔د۔ذ۔ر۔ز۔س۔ش۔ص۔ض
ط۔ظ۔ل۔ن ٭

اور جب کہتے ہیں الابل۔ البحر۔ الجمیل۔ الحمد۔ الخلق۔ العالم۔ الغیاث۔ الفاتح۔ القادر۔ الکریم۔ الملک۔ الواحد۔ الہادی۔ الیمین۔ تو ان کے شروع میں جو لام آیا ہے وہ پڑھنے میں آتا ہے۔ ایسے حرفوں کو **حروفِ قمری** کہتے ہیں۔ حروفِ شمسی کے سوا جتنے حرف ہیں۔ سب قمری ہیں۔ حروف کی یہ تقسیم یعنی شمسی اور قمری بہ لحاظ تلفّظ کے ہے ٭

حروفِ ابجد

الفاظِ مندرجۂ ذیل میں جو حرف ہیں وہ حروفِ ابجد کہلاتے ہیں۔ اور اُن کو یوں پڑھتے ہیں:-

ابجد ہوّز حُطّی کلمن سعفص قرشت
ثخّذ ضظغ

یہ حروف شمار کا کام بھی دیتے ہیں۔ اس

طرح سے کہ پہلے اکائیاں پھر دہائیاں پھر سینکڑے - پھر ہزار - تفصیل یوں ہے :-

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰
ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

جس حرف کے نیچے جو ہندسہ لکھا گیا ہے وہ اس کا عدد ہے +

ان حرفوں سے دو طرح کے کام لئے جاتے ہیں - ایک تو کسی عمارت کے تعمیر کئے جانے - کسی کے پیدا ہونے - کسی کے رحلت کرنے - کسی اہم واقعے کے ظہور میں آنے - کسی کتاب کے تصنیف و طبع ہونے کی تاریخیں لکھی جاتی ہیں - دوسرے ہمشکل اور ہم مخرج حرفوں میں ان سے فرق کیا جاتا ہے - جیسا کہ ابھی بیان ہوگا +

تاریخ ولادت و رحلت حضرت مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی

آں کہ مولائے روم و اہلِ یقیں
نورِ کون و مکاں جلال الدیں
سال مولود آں خدا آگاہ
شد رقم آفتابِ عالی جاہ

۶۰۴

سال نقلش ز اوجِ ہفت طبق
ہاتفم گفت قطبِ جنت حق

۶۷۲

سال نقلش بہ اشتہارِ زماں
نور اللہ مرقدہ بر خواں

۶۷۱

تاریخ رحلت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سعدی کہ عارفِ حق بود
بہ شب جمعہ پنجم شوّال
چوں ز خاصانِ حق تعالےٰ بود

یک صد و بست سال عمر بود
شد بہ فردوس آں ستودہ خصال
خاص تاریخ او ملک فرمود

۶۹۱

حروف معجمہ و منقوطہ اور مہملہ و غیر منقوطہ

بعض بعض حروف ایسے ہیں جو شکل و صورت میں باہم ملتے جلتے ہیں جیسے ب پ ت ٹ ث ج ح خ وغیرہ ایسے حرفوں کو حروف متشابہ کہتے ہیں اور ان میں دو طرح سے فرق کیا جاتا ہے۔ بعض میں نقطہ دار یا بے نقطہ ہونے کے لحاظ سے بعض میں نقطوں کی تعداد کے اعتبار سے۔ نقطہ دار حرف کو معجمہ یا منقوطہ اور بے نقطہ حرف کو مہملہ یا غیر منقوطہ کہتے ہیں۔ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ان حرفوں میں د ر س ص ط ع کو غیر منقوطہ یا مہملہ کہینگے۔ اور ذ ز ش ض ظ غ کو معجمہ یا منقوطہ۔ منقوطہ حروف میں نقطوں کی تعداد سے اس طرح امتیاز کرتے ہیں :-

ب - بائے موحدہ (ایک نقطے والی)۔

ت - تائے مثناۃ فوقانیہ - یعنی ت جس پر دو نقطے ہیں۔

ث - ثائے مثلثہ یعنی ث جس پر تین نقطے ہیں۔

ی - اگر لفظ کے درمیان واقع ہو - تو اس کی صورت بھی ب اور ت وغیرہ سے مشابہ

ہوتی ہے - اس کو یاے مثناۃ تحتانی کہینگے ٭

بعض حروف میں حروف ابجد سے فرق کیا جاتا ہے - مثلاً حائل اور ہائل میں یوں فرق کریں گے کہ حائل کو بہ حاے حطی کہینگے - اور ہائل کو بہ ہاے ہوز - قبیل اور کلیم میں یوں فرق کریں گے کہ قبیل کو بہ قاف قرشت کہینگے - اور کلیم کو بہ کاف کلمن ٭

کبھی حروف مختصہ فارسی کہہ کر امتیاز کیا جاتا ہے - مثلاً اسپ میں باے فارسی اور گُل میں کاف فارسی اور ژند اور کژ میں زاے فارسی کہینگے ٭

حرفِ تازی یا عربی - جو حرف زبانِ عربی سے مختص ہو اور فارسی الفاظ میں نہ آئے اُس کو تازی یا عربی کہتے ہیں جیسے ج کہ اس کو جیم تازی کہیں گے ٭

حرفِ فارسی جو فارسی زبان سے مختص ہو - اور عربی الفاظ میں نہ آئے - اُس کو حرفِ فارسی کہتے ہیں - جیسے چ کہ اس کو جیم فارسی کہینگے - یا ژ کہ اس کو زاے فارسی کہینگے ٭

حرکت اور سکون اور وقف

جس آواز کے سہارے حرفوں کو ایک دوسرے

سے ملاتے ہیں۔ اُس کو **حرکت** کہتے ہیں۔ مثلاً
س ر زبر سر۔ د ل زیر دل۔ خ م پیش خم۔
تو زبر زیر اور پیش حرکتیں ہیں یا یوں کہو کہ
حرکت زبر اور زیر اور پیش کو کہتے ہیں۔ جس
حرف پر حرکت ہو وہ **متحرک** کہلاتا ہے +

اصطلاح میں حرکات کے اور نام ہیں۔ زبر کا
نام **فتح** یا فتحہ ہے۔ زیر کا کسر یا کسرہ۔ پیش
کا ضم یا ضمّہ۔ جس حرف پر فتحہ ہو اُسے **مفتوح**
کہتے ہیں۔ اور جس پر کسرہ ہو اس کو **مکسور**
اور جس پر ضمّہ ہو اُسے **مضموم** +

سر میں س مفتوح ہے اور دل میں د مکسور
اور خم میں خ مضموم۔ لیکن سر کی ر اور دل
کے ل اور خم کے م پر کوئی حرکت نہیں۔
حرف پر کسی حرکت کے نہ ہونے کو **سکون**
کہتے ہیں اور جس حرف پر سکون ہو اُسے **ساکن**
یا زدہ۔ سکون کو جزم بھی کہتے ہیں +

بعض الفاظ میں ایک ساکن حرف کے بعد اور
ساکن حروف آجاتے ہیں۔ کہیں ایک کہیں دو۔
اس طرح ہر ساکن حرف کے بعد اور ساکن حرفوں
کے آنے کو **وقف** کہتے ہیں۔ اور جس حرف پر
وقف ہو اُسے **موقوف**۔ مثلاً دُرُست۔ اُفتاد۔

دوشت میں دُرُشت کا سؔ ساکن اَور تؔ موقوف ہے اور اُفتاد میں الف ماقبل دال ساکن اور دؔ موقوف اور دوست کا سؔ اور تؔ دونوں موقوف ہیں *

حروفِ علّت

علّت بیماری کو کہتے ہیں ۔ اہلِ عرب کے منہ سے بیماری کی حالت میں "وای" نکلتا ہے ۔ تو اُنھوں نے ان تینوں حرفوں کا نام حروفِ علّت رکھ لیا ہے ۔ فارسی میں بھی ان حروف کا یہی نام ہے ۔ اور ہر ایک حرف حرفِ علت کہلاتا ہے * ایک شاعر کہتا ہے

در اہلِ دل و اہل دول گر نگری
فرقے نبود بغیر حرفِ علّت

حروف اور حرکات کے متعلق اَور اصطلاحات

ماقبل اور مابعد ۔ لفظوں میں کوئی حرف پہلے ہوتا ہے ۔ کوئی پیچھے ۔ جو پہلے ہوتا ہے اُسے ماقبل کہتے ہیں ۔ اور جو پیچھے ہوتا ہے اُسے مابعد ۔ جیسے خدا اور عبد ۔ خدا میں خؔ ماقبل دؔ کے ہے اور عبد میں بؔ مابعد عؔ کے *

الف ممدوہ و مقصورہ

(۱) آب - آمد - آرام - آسایش *

(۲) ازل - ابد - اگر - اہل - الم *

نمبر اوّل کے لفظوں میں الف کھینچ کر پڑھا جاتا ہے - جو الف کھینچ کر پڑھا جائے وہ الف ممدودہ کہلاتا ہے - اور جو کھینچ کر نہ پڑھا جائے اُسے الف مقصورہ کہتے ہیں *

ایک الف اور ہوتا ہے جو لکھنے میں تو ےؔ کی صورت میں لکھا جاتا ہے مگر بولنے میں الف بولا جاتا ہے - جیسے مرتضےٰ - عیسےٰ - مصطفےٰ - یحیےٰ - اصطلاحِ عربی میں ایسے الف کو بھی مقصورہ کہتے ہیں *

حروف مدّہ و لین

مال - قبول - نصیب *

ان الفاظ میں آؔ اور وؔ اور یؔ حروفِ علّت ہیں - مال میں الف سے پہلے میم مفتوح ہے - جس کی حرکت الف کے موافق ہے - قبول میں وؔ سے پہلے بائے مضموم ہے جس کی حرکت واو کے مطابق ہے - نصیب میں یؔ سے پہلے صاد مکسور

ہے جس کی حرکت ی کے موافق ہے *

جب لفظوں میں حروفِ علت ایسے طور پر واقع ہوں - کہ ان سے پہلے حرفوں کی حرکات ان کے موافق ہوں تو اُن کو حرفِ مدہ کہتے ہیں اور اگر موافق نہ ہوں تو وہ حروفِ لین کہلائینگے - مثلاً واؤ اور یاے ساکن کے پہلے حرف پر فتحہ ہو - جیسے قَول - خَیر - تَوسن - ضَیغم *

واو معروف و مجہول

(۱) ظہُور - سرُور - نمُود - طُول - نُور *

(۲) شور - ہوش - زور - مور - کور *

دونوں نمبروں کے الفاظ میں وٓ ہے - جس کے پہلے حرفوں پر پیش ہے - لیکن نمبر اوّل کے لفظ ایسے ہیں - جن میں وہ خوب ظاہر پڑھی جاتی ہے - ایسی وٓ کو واو معروف کہتے ہیں - دوسرے نمبر کے لفظوں میں وہ خوب ظاہر نہیں پڑھی جاتی - ایسی وٓ واو مجہول کہلاتی ہے *

یاے معروف و مجہول

(۱) جمیل - خبیر - علیم - نظیر - عجیب *

(۲) سیر - شیر - دیر - دریغ - تیز *

پہلے نمبر کے لفظوں میں یٓ کے پہلے حرفوں پر زیر ہے - اور وہ خوب کھُل کر پڑھی جاتی ہے - ایسی یٓ کو یاے معروف کہتے ہیں - اور دوسرے نمبر کے لفظوں میں بھی ی کے پہلے حرفوں پر زیر ہے - لیکن وہ خوب کھل کر نہیں پڑھی جاتی - ایسی یٓ یاے مجہول کہلاتی ہے +

واوِ معدولہ

خوِد - خوِش - خوِاب - خوِیش - خوِیشتن +

ان لفظوں میں واوٗ لکھنے میں آتی ہے پڑھنے میں نہیں آتی - جو وٓ لکھنے میں آئے پڑھنے میں نہ آئے - ایسی وٓ کو واوِ معدولہ کہتے ہیں +

ہاے ملفوظی و مختفی

(۱) شاہ - ماہ - راہ - جاہ - نگاہ - انبوہ - ابلہ - فربہ +

(۲) نشانہ - پروانہ - داہ +

پہلی مثالوں میں ہٓ واضح طور پر تلفّظ میں آتی ہے - ایسی ہٓ کو ہاے ملفوظی کہتے ہیں - دوسری مثالوں میں صرف حرکت ظاہر کرنے کے لئے آتی ہے اور تلفّظ میں نہیں آتی - ایسی ہٓ ہاے مختفی

کہلاتی ہے۔

تشدید۔ کبھی ایک حرف پہلے ساکن ہوتا ہے۔ پھر متحرک ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ تو اس سکون و حرکت کی حالت کو تشدید کہتے ہیں۔ تشدید کی علامت (ّ) ہے۔ جو اُوپر لکھی جاتی ہے۔ جس حرف پر تشدید ہو وہ مشدّد کہلاتا ہے۔ جیسے بچّہ (بچ چہ) میں چ اور دُرّاج (دُر راج) میں ر مشدّد ہے۔

تنوین۔ جن الفاظ کے حرف آخر پر دو زبر یا دو زیریں یا دو پیش آتے ہوں اور نون کی آواز دیتے ہوں۔ تو اس کو تنوین کہتے ہیں۔ جیسے طوعاً و کرہاً میں عَ اور ہَ پر دو زبر ہیں۔ تنوین کی وجہ سے پڑھنے میں طوعن اور کرہن آتا ہے۔ مشارٌ الیہ مشارُن الیہ اور بعد نسلٍ بعد نسلِن پڑھا جاتا ہے۔

جس حرف پر تنوین ہو وہ منون کہلاتا ہے۔

فائدہ۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ فارسی الفاظ پر تنوین نہیں آتی۔ مت کہنا آزمایشاً۔ پیدایشاً۔ سفارشاً۔ گفتاراً۔ کرداراً۔ یہ بھی معلوم رہے کہ عربی الفاظ جو افعل کے وزن پر ہوں۔ وہ بھی منون نہیں ہوتے۔ اسی بنا پر اغلباً نہیں بولا

جاتا - بلکہ غالباً بولا جاتا ہے - ایک فارسی کا شاعر کہتا ہے ٭ **شعر**

خواب دیدم کہ درآمد از درم آن خرشید
غالباً شام غمم را سحرے مے آید

اس شعر میں شاعر نے غالباً باندھا ہے اور یہی صحیح ہے ٭

نون غنہ - ایں - آں - زمیں - زماں - رواں - دواں - خنداں - شاداں ٭

ان الفاظ کے آخر میں ںؔ ساکن ہے - جس کی آواز ناک سے نکلتی ہے - جس ںؔ کی آواز ناک سے نکلے اُسے **نون غنہ** کہتے ہیں ٭

ادغام - کبھی دو ہمجنس یا ہم مخرج حرفوں کو باہم ملا کر بولتے ہیں - اس طریق پر حرفوں کے ملانے کو ادغام کہتے ہیں - جیسے شب بو (شبّو) شب پوش (شپّوش) شبّو میں ہم جنس اور شپّوش میں ہم مخرج حرفوں میں ادغام کیا گیا ہے - **بیت**

ببایدت عذرِ خطا خواستن
پس از شیخ صالح دعا خواستن

یہاں دؔ کا تؔ میں ادغام ہوا - اور ببایدت پڑھنے میں ببایتّ آیا ہے ٭

جس حرف کو دوسرے میں ادغام کرتے ہیں۔ اُسے **مدغم** کہتے ہیں +

حذف۔ کبھی عبارت میں سے لفظ کو یا لفظ میں سے حرف کو گرا دیتے ہیں۔ اُسے **حذف** کہتے ہیں۔ جو لفظ یا حرف گرایا جائے وہ **محذوف** کہلاتا ہے۔ حذف عام ہے۔ خواہ ابتدا میں ہو۔ خواہ وسط میں خواہ آخر میں۔ **شعر**

بہ قدرت نگہدارِ بالا و شیب
خداوند دیوان روزِ حسیب

یہاں نشیب کا نون حذف کر کے شیب کہا گیا ہے۔ مگر جب لفظ کے آخر سے حرف حذف کیا جائے تو اُس کو **ترخیم** کہتے ہیں۔ اور جس لفظ میں ترخیم ہو اُسے **مرخم**۔ جیسے آوا مرخّم ہے آواز کا اور دُخت مرخم ہے دختر کا + **شعر**

سپر دانم پے تیر حوادث پائمالی را
کہ صید کس ندیدم طائر تصویر قالی را

یہاں قالی قالین کا مرخّم ہے +

تخفیف۔ کسی حرف کو کم کر دیا جائے۔ یا مشدّد کو ہلکا کیا جائے تو اُسے **تخفیف** کہتے ہیں۔ جیسے لیکن سے لیک۔ جادّہ سے جادہ +

جس لفظ میں سے حرف کم کیا جائے۔ یا

ہلکا کیا جائے - اُس کا نام مخفّف ہے - جیسے چش زخ چشم زخم کا مخفّف ہے +

زیادت - کبھی لفظ میں کوئی حرف زیادہ کر دیتے ہیں اُسے زیادت کہتے ہیں +

جس لفظ میں حرف زیادہ کیا جائے - اُس کا نام مزید علیہ ہے - جیسے دیباہ مزید علیہ ہے دیبا کا اور قباہ مزید علیہ ہے قبا کا +

اماله - لغت میں جھکانے کو کہتے ہیں - اصطلاح میں الف کو یاے مجہول پڑھنے کا نام اماله ہے - جیسے کتاب کتیب - اعتماد اعتمید - اقبال اقبیل - حجاز حجیز - جہاز جہیز - مزاج مزیج + سعدیؒ

شاہداں مے کنند خانۂ زُہد
مطرباں مے زنند راہ حجیز

اماله نظم میں ہوتا ہے - اور ضرورت شعری کے سبب +

اشباع - کبھی حرکت کو اس قدر دراز کرتے ہیں کہ زبر کے کھینچنے سے آ اور زیر کے کھینچنے سے یٓ اور پیش کے کھینچنے سے وٓ پیدا ہوتی ہے - جیسے اچار آچار - مہماں میہماں - اُفتاد اوفتاد - اس کو اشباع کہتے ہیں - رودکی

اے بخارا شاد باش و شاد زی
شاہ نزدت میہماں آید ہمے

قلب - دو حرفوں کو اُلٹ دینا یعنی آگے پیچھے کر دینا - جیسے دیوزہ دریوزہ - بطلیموس بطلمیوس - تخلیص تلخیص - چشم - چمش ٭

ابدال - کسی حرف کو کسی سے بدل دینا - جیسے کاش کاج - خوشدامن خوشتامن کہ ش کو ج سے اور د کو ت سے بدل دیا ہے ٭

نقل - حرفِ مابعد کی حرکت حرف ماقبل کو دینی - جیسے سعدی

دراں دم کاجل بر سر ہر دو تاخت
نمے شاید از یک دگر شاں شناخت

اصل میں کہ اجل ہے - الف کا فتحہ کاف کو دیا گیا - پڑھنے میں کجل آیا ہے - دوسرے مصرع میں نمے شاید از یک دگر ہے - مگر از کے الف کا فتحہ شاید کی د کو دیا گیا اور پڑھنے میں نمے شاید زیک دگر آیا ہے ٭

تسکین - متحرک کو ساکن کرنا - جیسے حیوان طیران جریان کہ پہلے دو لفظوں میں ی اور تیسرے میں ر مفتوح ہے - مگر فارسی میں بسکون یا و را مستعمل ہیں ٭

تفریس۔ کسی غیر زبان کے لفظ کو فارسی بنا لینا۔ جیسے چھپّر اور کھچڑی میں تصرّف کر کے چپر اور کچری بنا لیا۔ یا جیسے ببغا کہ اصل عربی میں دونوں باے موحدہ ہیں۔ فارسی والوں نے دوسری ب کو پ سے بدل کر مفرس کر لیا۔ اور بپغا کہنے لگے۔ (ببغا طوطے کو کہتے ہیں) یا رقص کو رقصیدن بنا کر اُس کے صیغے نکال لئے*

نظیری

کفر و ایمان از برونِ پردہ اند
تو درونِ پردہ با خاصاں برقص

جس لفظ میں تفریس کرتے ہیں اُسے مفرس کہتے ہیں*

تعریب۔ کسی عجمی لفظ کو عربی بنا لینا۔ جیسے تنجیر کہ فارسی میں ت سے ہے۔ عرب والوں نے ت کو ط سے بدل کر طنجیر کر لیا۔ تنجیر کے معنے دیگچے کے ہیں۔ جس لفظ میں تعریب کرتے ہیں۔ اُسے معرّب کہتے ہیں*

مترادف۔ وہ الفاظ جو ہم معنی ہوں۔ جیسے تیغ و شمشیر۔ اور حسام و صمصام کہ سب کے معنے تلوار کے ہیں*

مشترک۔ ایک لفظ جو کئی معنے رکھتا ہو جیسے

جاریہ کہ لونڈی کو بھی کہتے ہیں۔ کشتی کو بھی۔ آفتاب کو بھی ؛

مقدر ۔ جو عبارت میں مذکور نہ ہو۔ مگر اس کے معنے لئے جائیں۔ جیسے **بیت**

بنام آنکہ نامش حرزِ جانہاست
ثنایش جوہرِ تیغ زبانہاست

اس بیت میں شروع مے کنم مقدر ہے۔ اصل میں ہے شروع مے کنم بنام آنکہ نامش حرزِ جانہاست ۔ ثنایش جوہرِ تیغ زبانہاست ؛

علم صرف

موضوع اور مہمل

نے سرو تواں گفت نہ خورشید نہ ماہ
آہ از تو کہ در وصف نمے آئی آہ
ہر کس برہے میرود اندر طلبت
گر رہ بتو بودے نہ بُدے ایں ہمہ راہ

کسی کہنے والے کے مُنہ سے یہ کیسا عجیب کلام نکلا ہے۔ مگر ہمیں لطافت سخن سے بحث کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ اس کے اجزا کتنے ہیں اور ان کو کہتے کیا ہیں؟

شعر اوّل کے اتنے اجزا ہیں:۔ نے۔ سرو۔ تواں گفت۔ نہ خورشید۔ نہ۔ ماہ۔ آہ۔ از۔ تو۔ کہ۔ در۔ وصف۔ نہ۔ مے آئی۔ آہ۔ اسی طرح دوسرے شعر کے اجزا ہیں۔ اور یہ تم پڑھ آئے ہو کہ کلام کا ہر جزو لفظ کہلاتا ہے۔ تو یہ سب لفظ ہیں +

لفظ عموماً با معنی ہوتا ہے۔ کبھی بے معنی بھی

منہ سے نکل جاتا ہے۔ جیسے حسن بسن۔ حسن کے معنے تو خوب کے ہیں۔ بسن کچھ معنے نہیں رکھتا۔ با معنی کو موضوع کہتے ہیں اور بے معنی کو مہمل۔ اگر با معنی لفظ مفرد ہو تو اُس کا نام کلمہ ہے ؛

ازمنۂ ثلاثہ

جب ہم کہتے ہیں کہ زید پرسید۔ حامد میخواند۔ نصیر خواہد کرد۔ تو ان میں یا تو گزرا ہوُا زمانہ پایا جاتا ہے۔ یا بالفعل کا یا آیندہ کا۔ زید نے پوچھا۔ کب؟ گزرے ہوئے زمانے میں۔ حامد پڑھتا ہے۔ کب؟ بالفعل۔ نصیر کریگا۔ کب؟ آنے والے زمانے میں۔ گزرے ہوئے زمانے کا نام ماضی ہے اور جو زمانہ گزر رہا ہو یعنی بالفعل کا زمانہ وہ حال کہلاتا ہے۔ آنے والے زمانے کا نام مستقبل ہے۔ تو یہ تین زمانے ہوئے :-

ماضی - حال - مستقبل

کلمے کی قسمیں

سپہرم مدد کرد و نصرت وفاق
گرفتم ببازوے دولت عراق

اس بیت میں سپہر - مدد - نصرت - وفاق - بازو دولت - عراق - یہ الفاظ تو چیزوں اور ملک کے نام ہیں - کرد - گرفتم (اُس نے کیا اور میں نے لیا) یہ کام ہیں اور ان میں زمانہ بھی پایا جاتا ہے - بازو کے پہلے جو بؔ ہے - وہ نہ نام ہے نہ کام - بلکہ الفاظ کے معنوں کو باہم ملانے کے لئے آئی ہے جو لفظ کسی چیز کا نام ہو - یا یوں کہو کہ جس میں مستقل معنے پائے جائیں اور کوئی زمانہ نہ پایا جائے - اس کو اسم کہتے ہیں اور جو کام ہو - یعنی مستقل معنے ظاہر کرے اور اُس میں زمانہ بھی پایا جائے وہ **فعل** ہے - اور جو نہ نام ہو نہ کام - یعنی مستقل معنے نہ دے - وہ **حرف** حرف صرف لفظوں کو باہم ملانے کے لئے آتا ہے - اس بیان سے پایا گیا کہ کلمہ تین قسم کا ہوتا ہے :-

اسم - فعل - حرف

اسم کی قسمیں وضع کے رو سے

(۱) خامشی بہ کہ ضمیرِ دلِ خویش
با کسے گفتن و گفتن کہ مگوے

(۲) کسے کہ لطف کند با تو خاک پایش باش
وگر ستیزہ کند در دو چشمش افگن خاک
سخن بہ لطف و کرم با درشت خوے مگو
کہ زنگ خوردہ نگردد مگر بسوہان پاک

پہلی مثال میں گفتن سے کہنا یعنی ایک کام کا کرنا پایا جاتا ہے - لیکن یہ نہیں سمجھا جاتا کہ کیا کہا - اور کہنا کس زمانے میں وقوع میں آیا - یعنی اس میں زمانہ نہیں پایا جاتا - اور جب زمانہ نہیں تو فعل نہیں - اسم ہے - مگر اس سے گفت - گوید - بگو - مگو - گوئندہ - گفتار - گفتگو - گفتہ - وغیرہ کلمات نکلتے ہیں - جس کلمے سے اور کلمے بنیں اس کو مصدر کہتے ہیں *

دوسری مثال میں کس - خاک پا - چشم - سخن درشت خو - زنگ - سوہان - پاک ایسے اسم ہیں - کہ نہ خود کسی کلمے سے بنے ہیں - نہ اُن سے کوئی کلمہ بنتا ہے - ایسے اسم کا نام جامد ہے *

جس طرح کائنات کی بعض چیزوں سے بعض چیزیں پیدا ہوتی ہیں ۔ جیسے انسان ۔ حیوان کہ اُن سے نسل چلتی ہے ۔ یا درخت کہ ان کے بیج یا شاخ سے درخت پیدا ہوتے ہیں ۔ اور بعض سے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا ۔ اسی طرح کلموں کا حال ہے کہ بعض سے اور کلمات بنتے ہیں اور بعض سے کوئی کلمہ نہیں بنتا ۔ جن چیزوں سے کچھ نہیں پیدا ہوتا جیسے سنگ ۔ ان کو جمادات کہتے ہیں اسی طرح اس کلمے کو جس سے اور کلمہ نہ بنے جامد کہتے ہیں ۔

اب وہ لفظ رہ گئے جو مصدر سے بنتے ہیں ۔ جیسے گفتن سے گوید ۔ گفتار ۔ گفتگو ۔ گفتہ ۔ ایسے لفظ جو مصدر سے نکلیں **مشتق** کہلاتے ہیں ۔ مشتق کے معنے ہیں نکلا ہوا ۔ اور مشتق اسم کی تیسری قسم ہے ۔

ہم نے مشتق کو اسم کی تیسری قسم اس لئے قرار دیا ہے ۔ کہ اسم بھی مشتق ہوتا ہے ۔ **فعل** کا بیان آگے آئیگا ۔

بہر کیف وضع کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں ہیں :-

مصدر ۔ جامد ۔ مشتق

اسم کی قسمیں معنوں کے لحاظ سے

نکرہ و معرفہ

اگر تم یوں کہو کہ در ملکِ ہند شجر و حجر۔ دشت و دریا۔ اسپ و گاؤ۔ فیل و شتر۔ تیغ و سنان۔ انسان و حیوان ہمہ چیز را دیدم۔ اور تم سے پوچھا جائے کہ شجر سے کونسا شجر مراد ہے اور حجر سے کونسا حجر۔ دشت سے کونسا دشت اور دریا سے کون سا دریا۔ اور اسی طرح دوسری چیزوں کی نسبت پوچھا جائے تو تم کوئی خاص چیز مقرر نہ کر سکو گے۔ کیونکہ ہر شجر پر شجر کا لفظ بولا جاتا ہے اور ہر حجر پر حجر کا۔ ہر دشت پر دشت کا اور ہر دریا پر دریا کا۔ اسی طرح ہر انسان پر انسان کا اور ہر حیوان پر حیوان کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اور ان سے تم کوئی خاص انسان اور خاص حیوان مقرر نہیں کر سکتے۔ لیکن جب گنگا و جمنا اور کلکتہ و کابل اور دہلی و لاہور اور عبد السلام اور رام داس کہو گے تو گنگا اور جمنا سے دو خاص دریا اور کلکتہ و کابل سے دو

خاص شہر سمجھے جائینگے۔ جو مشہور ہیں۔ اور دہلی و لاہور سے وہی شہر ذہن میں آئیں گے جہاں وائسرائے اور گورنر رہتے ہیں۔ اسی طرح عبد السلام اور رام داس سے وہی خاص شخص سمجھے جائینگے۔ جن کے نام ماں باپ نے یہی رکھے ہیں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ چیزوں کے نام دو طرح کے ہیں۔ ایک عام نام جو بلا تخصیص یعنی کسی غیر معیّن شے پر بولا جائے۔ دوسرا وہ جو خاص شخص اور خاص چیز اور خاص دریا اور خاص شہر اور خاص ملک پر بولا جائے۔ پہلی قسم کے نام کو اسم نکرہ کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے نام کو اسم معرفہ۔

معرفے اور نکرے کی کئی قسمیں ہیں۔ پہلے معرفے کی قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

معرفے کی قسمیں

۱۔ علم

امداد اللہ برائے تحصیلِ علوم بہ لندن رفتہ۔ امداد اللہ معرفہ ہے۔ یعنی ایک خاص شخص کا

نام ہے - لندن بھی معرفہ ہے - یعنی ایک خاص شہر کا نام ہے - شخصوں یا چیزوں یا شہروں یا دریاؤں یا مقاموں کے جو خاص نام رکھے جاتے ہیں - ان کو علم کہتے ہیں - گوبند پرشاد - ہرنام داس - گوپی چند - ہردت سنگھ - نرائن بخش یہ سب علم ہیں ؎

۲-تخلّص

مفتی صدر الدین خاں آزردہ - مولوی امام بخش صہبائی - مرزا اسد اللہ خاں غالب - منشی کالکا پرشاد موجد ؎ آزردہ اور صہبائی اور غالب اور موجد یہ مختصر سے نام ہیں - جو ان شاعروں نے جن کے ناموں کے ساتھ یہ لکھے گئے ہیں - شعر میں درج کرنے کے لئے رکھ لئے ہیں - ایسے نام تخلّص کہلاتے ہیں - ایک شاعر کہتا ہے -

شعر

تا بہ سلکِ اہل نظم آیند در عہد وحید
آفتاب اوجی تخلص کرد و عیسےٰ سوزنی

۳-لقب

کبھی کسی شخص کا کوئی خاص نام اُس کی

خوبیوں اور فضائل و کمالات کی وجہ سے رکھ دیتے ہیں - جیسے حسان العجم اور خلاّق المعانی - حسان العجم خاقانی شروانی کا اور خلاّق المعانی سلمان ساوجی کا نام مقرر کیا گیا ہے - ایسے نام کو جو کمالات کے سبب مقرر کیا جائے - لقب کہتے ہیں +

۴ - خطاب

کبھی بادشاہ یا امرا اپنے ملازموں یا رعایا میں سے کسی شخص کی خدمتوں سے خوش ہو کر اعزازی نام عطا کرتے ہیں - اس کو خطاب کہتے ہیں - زمانۂ حال میں لوگوں کو کثرت سے خطاب دئے جاتے ہیں - کسی کو خان صاحب کا خطاب عطا ہوتا ہے - کسی کو خان بہادر کا کسی کو رائے صاحب کسی کو رائے بہادر کا - کسی کو ستارۂ ہند کا - کسی کو علمی خطاب دیا جاتا ہے - جیسے شمسُ العلما حال میں ریاست محمود آباد کے مسلمان نواب صاحب کو مہاراجہ کا خطاب عطا ہؤا ہے - ایسے اعزازی نام خطاب ہیں +

۵۔ کُنیت

کسے مشکلے بُرد پیشِ علی
مگر مشکلش را کند منجلی
امیرِ عدو بند کشور کشائے
جوابش بگفت از سرِ علم و رائے
شنیدم کہ شخصے دراں انجمن
بگفتا چنیں نیست یا بوالحسن

کہنے والے نے حضرت علی سے بوالحسن یعنی حسن کے والد کہ کر خطاب کیا۔ اسی طرح اس بیت میں :۔

یکے از بزرگانِ اہل تمیز
حکایت کند ز ابن عبد العزیز

ابن عبد العزیز یعنی عبد العزیز کا بیٹا کہا ہے +

عورتوں کو ماں اور بیٹی کہ کر پکارتے ہیں جیسے ام جمیل۔ بنت ہاجرہ ایسے نام جن میں باپ یا بیٹا یا ماں یا بیٹی کہ کر پکاریں **کنیت** کہلاتے ہیں +

عرب میں کنیت کا اتنا رواج ہے کہ غیر ذوی العقول اور بے جان چیزوں کو بھی بیٹا بیٹی

یا باپ ماں کہ کر پکارتے ہیں - جیسے ابوالحارث (زراعت کنندہ کا باپ) شیر - ابومونس (ہمدم کا باپ) شمع - ابن صبح (صبح کا بیٹا) آفتاب - ابن اللّیل (رات کا بیٹا) چاند - ام العلوم (علموں کی ماں) علم صرف - ام الفضائل (فضیلتوں کی ماں) علم - بنت الشّفہ (لب کی بیٹی) بات - بنت العنب (انگور کی بیٹی) شراب ؀

تخلّص اور خطاب اور لقب اور کنیت سب داخل علم ہیں ؀

معرفے کی دوسری قسم

اسم ضمیر

جس طرح کسی چیز کا خاص نام معرفہ ہوتا ہے اسی طرح نکرہ بھی کسی خصوصیّت کے پیدا ہو جانے سے معرفہ ہو جاتا ہے - جیسے چوں اسلم را دیدی او بتو چہ گفت ؟

یہاں او اسلم کی جگہ استعمال ہؤا ہے - اصل میں ہے - چوں اسلم را دیدی - اسلم بتو چہ گفت ؟ جو لفظ اسم کی جگہ استعمال ہوتا ہے - اُسے ضمیر کہتے ہیں - چونکہ ضمیر میں ایک خصوصیّت ہوتی ہے - اس لئے وہ بھی داخل معرفہ ہے ؀

معرفے کی تیسری قسم

اسم اشارہ

کبھی اسم نکرہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور اشارہ سے خصوصیّت پیدا ہو کر وہ بھی معرفہ ہو جاتا ہے۔ جیسے این مرد کیست؟ یہ مرد کون ہے؟ این شعر از کیست؟ یہ شعر کس کا ہے؟ مرد اور شعر اسم نکرہ تھا۔ این کے کہنے سے اس میں خصوصیّت پیدا ہو گئی۔ یعنی یہ مرد اور یہ شعر اور وہ معرفہ ہو گیا۔

معرفے کی چوتھی قسم

اسم موصول

آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔ جو کچھ تو اپنے لئے پسند نہ کرے اوروں کے لئے بھی پسند نہ کر۔ آنچہ ایک عام کلمہ تھا۔ لیکن بر خود نہ پسندی کے ملنے سے اس میں خصوصیّت پیدا ہو گئی۔ آنچہ اور ہرچہ اور ہرکہ اور اس قسم کے اور کلمات جن کے معنے جو کچھ یا جو کوئی ہیں اسم موصول کہلاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو جملہ آتا ہے جیسے بر خود نہ پسندی وہ جملہ

کہلاتا ہے - اسم موصول بھی صلہ کے ساتھ مل کر معرفہ ہو جاتا ہے ÷

پس معرفے کے یہ اقسام ہیں :-

علم - اسم ضمیر - اسم اشارہ - اسم موصول

اسم ضمیر اور اسم اشارہ اور اسم موصول کا بیان مفصّل آگے آئیگا ؟

اسم نکرہ کی قسمیں

۱ - اِسم صفت

گُلِ خوشِ رنگ - لباسِ پاکیزہ - آبِ سرد - تیغِ تیز - کارِ نیک ÷

ان الفاظ میں یہ پایا جاتا ہے - کہ گُل کس قسم کا ہے - لباس کیسا ہے - آب کیسا ہے - تیغ کیسی ہے اور کار کس طرح کا ہے - جس اِسم سے یہ سمجھا جائے - کہ کوئی چیز کس طرح کی ہے اچھّی یا بُری - یا کسی اور قسم کی اس کو اسم **صفت** کہتے ہیں - اور جس چیز کی نسبت ظاہر کیا جائے کہ وہ کس طرح کی

ہے - وہ موصوف کہلاتی ہے +

صفت کے درجے

(۱) حامد نیک ست - (۲) محمود نیک تر است -
(۳) احمد نیک تریں ست +

پہلی مثال میں حامد کا فی نفسہٖ نیک ہونا بیان کیا گیا ہے - یعنی اس کا کسی سے مقابلہ کرکے اُس کو نیک نہیں کہا گیا - ایسی صفت کو تفضیل نفسی کہتے ہیں - دوسری مثال میں محمود کو دوسرے کی نسبت نیک کہا گیا ہے یعنی وہ بہت نیک ہے - جس صفت میں دوسرے کی نسبت فضیلت اور زیادتی پائی جائے - اُس کو تفضیل بعض کہتے ہیں - تیسری مثال میں احمد کا سب سے نیک ہونا بیان کیا گیا ہے - ایسی صفت تفضیل کل کہلاتی ہے +

عربی میں تفضیل کا ایک وزن خاص ہے - افعل اور اِس وزن کے بہت سے الفاظ فارسی میں مستعمل ہیں - جیسے اکبر - اشرف - اعظم - افضل - اسعد - اکرم - احسن - افصح - ابلغ - ادنےٰ - اعلےٰ - اشہےٰ - احلےٰ - احقر - اصغر - انقص - انفع - الطف - اثقل - الکن - اکمل - اکثر - اطہر - اصلح - اسفل -

اقدس - اسہل - اقدم - ازہر - ارذل +
اقلّ اور اصحّ اور اجلّ بھی اسم تفضیل ہیں - یہ بھی اصل میں افعل کے وزن پر تھے - لیکن ایک ایک جنس کے دو دو حرف اکٹھے ہو جانے سے اُن کی صورت میں تغیّر ہو گیا +

صفت مشبہ

بعض صفتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں دوام پایا جاتا ہے - جیسے طفل ذہین - مرد دلاور - پیر عاقل - ذہین کو ہر وقت ذہین کہیں گے - دلاور کو ہمیشہ دلاور اور عاقل کو ہر وقت عاقل - تو جس صفت میں ہمیشگی پائی جائے اُس کو صفت مشبہ کہتے ہیں +

اسم ظرف

بعض لفظ دوسرے لفظوں سے مل کر جگہ یا وقت کے معنے دیتے ہیں - جگہ کے معنے دیں تو ظرفِ مکاں کہلاتے ہیں - وقت کے معنے دے تو ظرفِ زماں +
ظرف مکاں کے لئے کبھی لفظ دان لگاتے ہیں جیسے قلمدان - گلدان - عطر دان - کبھی لفظ خانہ -

جیسے شتر خانہ - فیل خانہ - عبادت خانہ - کتاب خانہ -
کبھی لفظ گاہ جیسے عیدگاہ - نماز گاہ ÷
کبھی لفظ کدہ - جیسے عشرت کدہ - مے کدہ -
غمکدہ کبھی لفظ سرائے جیسے عشرت سرائے - ماتم
سرائے - **شعر**

بود محبّت ناداں بلا کہ یوسف را
طرب سرائے زلیخا تمام زندان است

کبھی لفظ زار جیسے گلزار - خار زار - سمن زار -

شعر

زعفران زارست رنگ زردمن
حالتِ ما قابلِ خندیدن ست

کبھی ستان جیسے ہندوستان - افغانستان - ترکستان -
گلستان - بہارستان ÷
کبھی سار - جیسے نمک سار - کوہسار ÷
کبھی بار - جیسے رودبار - جوئبار - زنگبار ÷
کبھی لاخ - جیسے سنگلاخ ÷
عربی میں ظرف مکان مفعَل یا مفعِل کے وزن
پر آتا ہے - جیسے مکتب - معبد - مجمع - مخزن -
مطبخ - مجلس - محفل - مسجد - محمل - مرجع ÷
کبھی عربی کے اسم ظرف پر لفظ خانہ بھی بڑھا
دیتے ہیں - جیسے ظہوری

کنم در عشق مکتب خانۂ خود کوہ و ہاموں را
بیاموزم طریق عاشقی فرہاد و مجنوں را

مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسی ترکیبیں بعید از صحت سمجھی گئی ہیں - جب مکتب کے معنے ہی کتابت کی جگہ یا کتاب کی جگہ ہیں - تو اس کے ساتھ خانہ کی کچھ ضرورت نہیں - مگر جہاں استادوں نے ایسا تصرّف کیا ہے - وہاں جائز ہے اور صرف وہیں جائز ہے - ہر جگہ نہیں ہو سکتا ؛

ظرف زماں - جس لفظ میں وقت پایا جائے وہ **ظرف زماں** ہے - صبح و شام - شب و روز - بامداداں - چاشت وغیرہ ظرف زماں ہیں ؛

کبھی لفظ سحر اور چاشت کے ساتھ گاہ کا لفظ زیادہ کر کے سحرگاہ اور چاشت گاہ کہتے ہیں ؛

اسم تصغیر

کبھی اسم میں چھٹائی ظاہر کرتے ہیں - تو اس کے آخر تصغیر کا کاف لگاتے ہیں - جیسے مردک - شیخک - روبہک - ڈہلک - ایسے اسم اسم تصغیر یا اسم مصغر کہلاتے ہیں ؛

تصغیر کبھی تحقیر کے لئے ہوتی ہے - مردک اور شیخک میں اسی قسم کی تصغیر ہے - کبھی شفقت کے لئے جیسے دخترک ۔

کبھی محبّت کے لئے جیسے بابک - مامک ۔

کبھی مقدار کے لئے جیسے کمک . بہت تھوڑی چیز ۔

کبھی واؤ سے اسم تصغیر بناتے ہیں - جیسے پسرو اور دختر ۔

کبھی چہ سے جیسے باغچہ - دیگچہ - کبھی چہ سے پہلے ی زیادہ کرتے ہیں - جیسے باغیچہ - دریچہ ۔

کبھی لفظ یزہ زیادہ کرتے ہیں - جیسے مشک مشکیزہ ۔

اسم مکبّر

بعض لفظ بعض اسموں سے مل کر بڑائی کے معنے پیدا کرتے ہیں - ایسے لفظ اسم مکبّر کہلاتے ہیں - شاہ یا شہ کا لفظ اسم کے معنوں میں بڑائی پیدا کرتا ہے - جیسے شاہ راہ - شاہ بیت شاہ باز یا شہباز - شہپر ۔

خر کا لفظ بھی بعض اسموں کے ساتھ مل کر یہی فائدہ دیتا ہے - جیسے خرسنگ - خراس -

خرنگس - خرمن - خرگاہ - خرکمان ÷

اسم عدد

جب چیزوں کو شمار کرتے ہیں - تو ایک سے نو تک یوں گنتے ہیں :-

یک دو سہ چہار پنج شش ہفت
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷

ہشت نہ
۸ ۹

اس سے آگے بیس تک یوں شمار کرتے ہیں :-

دہ یازدہ دوازدہ سیزدہ چہاردہ پانزدہ
۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۵ ۱۶

شانزدہ ہفدہ ہژدہ نوزدہ بست یا بیست
۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰

بست کے بعد اکائیاں لگاتے ہیں اور یوں شمار کرتے ہیں :-

بست و یک بست و دو بست و سہ بست و چہار
۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴

بست و پنج بست و شش بست و ہفت بست و ہشت
۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸

بست و نہ
۲۹
اس کے بعد دہائیوں میں یہی عمل کیا جاتا ہے اور دہائیاں یہ ہیں :-

سی	چہل	پنجاہ	شصت	ہفتاد	ہشتاد	نود
۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰

ان کو سی و یک ۳۱ چہل و دو ۴۲ پنجاہ و سہ ۵۳
شصت و چہار ۶۴ ہفتاد و پنج ۷۵ ہشتاد و شش ۸۶
نود و ہفت ۹۷ کہتے یعنی ان کے پہلے اکائیاں بڑھا کر شمار کرتے ہیں۔ سینکڑوں کو اس طرح گنتے ہیں :-

یک صد	دو صد	سہ صد	چہار صد
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
پنج صد	شش صد	ہفت صد	ہشت صد
۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰
نہ صد			
۹۰۰			

بیت

در آن مدت کہ مارا وقت خوش بود
ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود

دو صد کو دویست بھی کہتے ہیں +

سینکڑوں کے بعد ہزار کے اعداد ہیں - اور وہ یوں شمار کئے جاتے ہیں :-

یک ہزار - دو ہزار - سہ ہزار - چہار ہزار پنج ہزار - شش ہزار - ہفت ہزار - ہشت ہزار نہ ہزار - دہ ہزار - بست ہزار - سی ہزار چہل ہزا - پنجاہ ہزا - شصت ہزار - ہفتاد ہزار ہشتاد ہزار - نود ہزار - لک - لک کے مراتب شمار کرکے صد لک کو کرور کہتے ہیں +

جو کلمہ شمار کے معنے ظاہر کرے وہ اسم عدد ہے - اور جن چیزوں کو شمار کریں ان کو معدود کہتے ہیں +

ترتیب میں عدد معدود سے پہلے آتا ہے جیسے قاآنی

ایں چہ جشن ست کزو جان جہاں در طرب ست
در نُہ افلاک ازیں سور و سرورے عجب ست

نُہ اسم عدد ہے اور پہلے ہے - افلاک معدود ہے اور پیچھے ہے +

کبھی نظم میں یہ ترتیب بدل بھی جاتی ہے - یعنی معدود پہلے آجاتا ہے - اور عدد پیچھے +

سعدی

خبر شد بہ مدین پس از روز بیست
کہ ابر سیہ دل پریشاں گریست

اعداد ترتیبی

جب پہلا اور دوسرا اور تیسرا اور چوتھا وغیرہ کہنا ہوتا ہے تو یکم - دوم - سوم - چہارم - پنجم - ششم - ہفتم - ہشتم - نہم - دہم وغیرہ کہتے ہیں - یعنی اسم عدد کے حرف آخر کو مضموم کرکے مٓ زیادہ کر دیتے ہیں - چونکہ اس صورت میں اعداد میں ترتیب پائی جاتی ہے - اس لئے اُس کو اعداد ترتیبی کہتے ہیں اور صفت ترتیبی بھی ؛

جارج پنجم شاہے ست عظیم الشان - یہاں پنجم عدد ترتیبی ہے - یعنی پانچویں جارج ؛

الفاظ ترتیبی کے لئے الفاظ بالترتیب اس طرح استعمال کئے جاتے ہیں - اوّل - ثانی - ثالث - رابع - خامس - سادس - سابع - ثامن - تاسع - عاشر - جس طرح ہم سوا سو اور ڈیڑھ سو اور ڈھائی سو بولتے ہیں - اسی طرح فارسی میں بھی بولے جاتے ہیں - وہ سوا سو کو صد و بست و پنج اور ڈیڑھ سو کو صد و پنجاہ اور پونے دو

سَو کو صد و ہفتاد و پنج اور ڈھائی سَو کو دو صد و پنجاہ - پونے تین سو کو دو صد و ہفتاد و پنج - سوا چار سَو کو چہار صد و بست و پنج کہتے ہیں +

اعداد کسری

جب آدھا کہنا ہوتا ہے تو فارسی میں نیم کہتے ہیں - تہائی کو سہ یک - چوتھائی کو چار یک - پانچویں حصے کو پنج یک - چھٹے کو شش یک - ساتویں کو ہفت یک - آٹھویں کو ہشت یک - نویں کو نہ یک اور دسویں کو دہ یک +

اعداد کسری کے لئے عربی کے الفاظ ذیل بھی استعمال کئے جاتے ہیں - نصف - ثلث - ربع - خمس - سدس - سبع - ثمن - تسع - عشر +

اعدادِ ضعفی

جب کبھی اسم عدد کا دُگنا تگنا چوگنا ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے - تو اُس پر چند کا لفظ بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں - ایں ازاں دوچند یا سہ چند یا چہار چند ست - ایسا عدد عدد ضعفی کہلاتا ہے +

اسم صوت

جب آدمی کھکھلا کر ہنستا ہے تو قہقہہ یا قاہ قاہ کی آواز منہ سے نکلتی ہے۔ صراحی یا شیشے میں سے پانی یا عرق انڈیلیں تو قلقل کی آواز۔ نقب اور سرنگ لگاتے ہیں۔ یا زمین کھودتے ہیں۔ تو گُم گُم کی آواز۔ دو سخت چیزیں آپس میں ٹکراتی ہیں تو طقطق کی آواز۔ کباب سیخ پر جلنے لگتا ہے تو چر چر کی آواز۔ مومو بلی کی آواز۔ عوعو یا ہفہف کتّے کی آواز۔ کُوکُو فاختہ کی آواز۔

آں شاہ کہ خویش را ہلاکو مے گفت
وز کبر و منی سخن بہ ابرو مے گفت
بر کنگرۂ سرائے او فاختۂ
امروز نشستہ بود و کُوکُو مے گفت

کَھ کَھ کھانسنے کی آواز۔ کدکدہ ہتھوڑے کی آواز۔

جس لفظ سے کسی چیز کی آواز بیان کرتے ہیں خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان اس کو اسم صوت کہتے ہیں۔

صفتِ نسبتی

تیغِ ہندی - زبانِ فارسی - حکمت یونانی - شالِ کشمیری - کلاہِ پشاوری + تیغ ہندی وہ تلوار جو تلوار جو ہندوستان میں بنتی ہے - زبان فارسی وہ زبان جو ملکِ فارس میں بولی جاتی ہے - حکمتِ یونانی وہ حکمت جو یونان سے تعلق رکھتی ہے - شالِ کشمیری وہ شال جس کو کشمیر سے بنائے جانے کا تعلق ہے - کلاہِ پشاوری وہ کلاہ جس کو پشاور سے نسبت ہے - اس قسم کی نسبت صفت کے معنے پیدا کرتی ہے - اس لئے اس کو **صفت نسبتی** کہتے ہیں +

بنانے کا قاعدہ - صفت نسبتی بنانے کے لئے **اسم** کے آخر یائے معروف زیادہ کرتے ہیں اور اگر آخر میں ہ ہو تو حذف ہو جاتی ہے - جیسے مکّہ مکّی - بصرہ بصری - بنگالہ بنگالی - اور کبھی و سے بدل جاتی ہے - جیسے آرہ آروی - انبالہ انبالوی - اور اگر آخر میں ہ ہو اور اسم کا تیسرا حرف ی ہو تو دونوں حذف ہو جاتے ہیں - جیسے مدینہ مدنی - ابو حنیفہ - حنفی - حنفی میں ابو حنیفہ کا ابو بھی حذف ہو گیا - اس لئے کہ کنیتوں کی

نسبت میں کنیت کے الفاظ ابو - ابن وغیرہ حذف ہو جاتے ہیں +

اگر آخر میں یائے معروف ہو تو ؔو زیادہ کرتے ہیں جیسے علی علوی - نبی نبوی - دہلی دہلوی - مگر بمبئی میں ہمزہ حذف کرکے بمبی کہتے ہیں +

کبھی بلا لحاظ ؔی کے ؔو زیادہ کرتے ہیں جیسے دم دموی +

آخر میں آ ہو تو یائے نسبت سے پہلے ہمزۂ مکسور بڑھاتے ہیں - جیسے خدا خدائی - طلا طلائی - کبھی ؔو زیادہ کر دیتے ہیں - جیسے صفرا صفراوی بیضا بیضاوی - سما سماوی +

کبھی آ کو حذف کرکے ؔو زیادہ کرتے ہیں جیسے مولا مولوی - دنیا دنیوی +

اگر آخر میں الف مقصورہ ہو اجو ےؔ کی صورت میں لکھا جاتا ہے تو دونوں طرح جائز ہے - یعنی ہمزے کا زیادہ کرنا اور آ کو حذف کرکے ؔو کا بڑھانا جیسے مصطفٰے مصطفائی مصطفوی - موسےٰ موسائی موسوی - عیسےٰ عیسائی عیسوی +

بعض اسما کے آخر سے آنؔ حذف کر دیتے ہیں جیسے کاشان کاشی - بدخشان بدخشی +

بعض میں آنؔ زیادہ کر دیتے ہیں جیسے رب

ربّانی - حق حقانی - نور نورانی ٭

لفظ ستان کو جو ظرف کے معنے دیتا ہے حذف کر دیتے ہیں - جیسے افغانستان سے افغانی - ترکستان سے ترکی ٭

بعض الفاظ کی نسبت میں خلاف قیاس تصرف کیا گیا ہے - جیسے صنعا سے صنعائی - رے سے رازی - طے سے طائی - مرو سے مروزی - یمن سے یمانی - آرمینیا سے ارمنی ٭

ضمیر

گلے خوشبوے در حمّام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدّتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

گفتگو میں ایک چیز کا ایک دفعہ نام لیتے ہیں - جب دوبارہ اُس کے نام لینے کی ضرورت ہوتی ہے تو اُس کی جگہ ایک مختصر سا اسم بولتے

ہیں - اور اس سے نام ہی کا کام لیتے ہیں جیسے پہلے شعر میں گل۔ خوشبو کہا ہے - دوسرے شعر میں یہ کہنا مقصود تھا کہ میں نے گل خوشبو سے کہا مگر ایک چیز کا بار بار نام لینا اچھا معلوم نہیں ہوتا تو اُس کی جگہ بدو کہا - بدو اصل میں بہ او ہے - اور اُس کے معنے ہیں اس سے تو او ایک مختصر اسم ہے - جو بجائے گل خوشبو استعمال کیا گیا ہے - ایسا مختصر اسم جو بجائے نام بولا جائے ضمیر کہلاتا ہے - غائب کی حالت میں او بولتے ہیں - اور اس کو ضمیر غائب کہتے ہیں +

دوسرے شعر کے دوسرے مصرع میں تو کہا ہے - جو ایک مختصر اسم ہے - اور اسے مخاطب کے لئے بجائے اُس کے نام کے استعمال کیا ہے - تیسرے اور چوتھے شعر میں من کہا ہے - یہ بھی ایک مختصر اسم ہے جس کو متکلم نے اپنے حق میں بجائے اپنا نام لینے کے استعمال کیا ہے +

اس سے معلوم ہوا کہ ضمیر تین قسم کی ہے - ضمیر غائب - ضمیر مخاطب - ضمیر متکلم +
ضمیر جس اسم کی جگہ استعمال ہوتی ہے -

یا یوں کہو کہ جس اسم کی طرف پھرتی ہے۔ اُسے مرجع کہتے ہیں +

ضمیر بارز و مستتر

ضمیر آد اور تو او۔ تمن جب عبارت میں ظاہر ہو۔ جیسا کہ اشعار مرقومہ عنوان میں ظاہر ہے تو اس کو ضمیر بارز کہتے ہیں۔ اور اگر پوشیدہ ہو تو ضمیر مستتر۔ جیسے یوسف آمد و بنشست۔ آمد کا فاعل یوسف ہے۔ لیکن عبارت یوسف آمد و یوسف بنشست تو نہیں ہے۔ بلکہ ایک جگہ فعل کا فاعل ظاہر ہے اور دوسری جگہ یعنی بنشست میں پوشیدہ۔ اور وہ ضمیر او ہے۔ جو بجائے یوسف استعمال ہوئی ہے۔ ایسی ضمیر کو ضمیر مستتر کہتے ہیں +

ضمیر متصل اور منفصل

ضمیر ایک اور طریق سے بھی دو طرح کی ہے۔ اگر کلمے سے الگ ہو تو منفصل کہلاتی ہے۔ اور اگر کلمے کے ساتھ ملی ہو تو متّصل۔ جیسے روے او۔ خامۂ تو۔ دلِ من۔ ان مثالوں میں ضمیر او اور تو اور من الگ لکھی گئی ہیں۔ تو

یہ ضمیریں منفصل ہیں - اور قلمش دستت حالم
میں ش اور ت اور م ساتھ لکھی گئی ہیں - تو
ان مثالوں میں ضمیریں متصل ہیں *
فائدہ - ضمیر متصل کا ماقبل ہمیشہ مفتوح ہوتا
ہے جیسے جبینش - دہنت - چشمم - لیکن کَ کے ساتھ
ملے تو مکسور ہوتا ہے - جیسے رکِش - رکِت *
ضمیر منفصل کے ماقبل اگر آ یا وٗ ہو تو
یائے مکسور زیادہ کرتے ہیں - جیسے جائے او -
روئے تو - سوے من - اور اگر ہائے مختفی ہو -
تو ہمزہ بڑھاتے ہیں جیسے خامۂ او - نامۂ تو -
جامۂ من *
اگر ضمیر متصل کے ماقبل آ یا وٗ ہو تو یائے
مفتوح بڑھاتے ہیں - جیسے رویش - فدایت - پایم
کویش - خوِیت - رویت - خوِیم *
الفاظ خوِد اور خوِیش اور خوِیشتن بھی ضمیر کی
جگہ مستعمل ہوتے ہیں - جیسے رائے خوِد - ثنائے
خوِیش - جائے خوِیشتن *

اضمار قبل الذّکر

تم کو معلوم ہے - کہ جس اسم کی طرف ضمیر
پھرتی ہے اسے مرجع کہتے ہیں - مرجع ضمیر سے

پہلے آتا ہے - مگر کبھی نظم میں ضمیر کو مرجع سے پہلے لے آتے ہیں - اور اس کو اضمار قبل الذکر کہتے ہیں - جیسے شعر

اژاں ز دامن مقصود کوتہ افتاد ست
کہ پیش خلق درازست دست حاجت ما

افتادست میں ضمیر مستتر ہے جس کا مرجع دست حاجت ہے - اور وہ دوسرے مصرع میں ہے - اس شعر میں اضمار قبل الذکر ہے +

اضمار قبل الذکر میں نکتہ یہ ہے - کہ مرجع کے بغیر ضمیر سن کر طبیعت میں مرجع کے سننے کا انتظار اور شوق پیدا ہوتا ہے - اور سننے والا اس کو نہایت توجّہ سے سننا چاہتا ہے - جب کلام میں مرجع کا ذکر آتا ہے - تو اُسے ایک طرح کا لطف و حظ حاصل ہوتا ہے - کیونکہ جو چیز انتظار اور شوق کی حالت میں حاصل ہوتی ہے - اس کی لذّت اور لطف زیادہ ہوتا ہے +

اسم اشارہ

ایں زن چہ مے گوید - آں طفل چہ مے جست؟ ایں سے زن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور

پوچھا گیا ہے کہ یہ عورت کیا کہتی ہے - اور
آں سے طفل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے - اور
دریافت کیا گیا ہے - کہ وہ لڑکا کیا ڈھونڈتا
تھا ؛

جس لفظ سے اشارہ کریں اُسے اسم اشارہ
کہتے ہیں - اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا
جائے اُسے مشارٌ الیہ ؛

کسی قریب کی چیز کی طرف اشارہ کرنا مقصود
ہوتا ہے تو ایں کہتے ہیں - دور کی چیز کی
طرف اشارہ کرتے ہیں - تو آں استعمال کرتے
ہیں - شعر

بہ مال و جمال خویش مغرور مشو
کاں را بہ شبے برند و ایں را بہ تبے

اس شعر میں آں کا اشارہ مال کی طرف
ہے جو بیان میں بعید ہے اور ایں کا جمال
کی طرف جو قریب ہے ؛ سعدی

درِ میر و وزیر و سلطاں را
بے وسیلت مگرد پیرامن
سگ و درباں چو یافتند غریب
ایں گریباں گرفت و آں دامن

چوتھے مصرع میں ایں کا اشارہ دربان کی

طرف ہے جو قریب ہے - اور آں کا سگ
کی طرف جو بعید ہے *

جمع میں انسان کے لئے ایناں اور آناں
کہتے ہیں - اور غیر انساں کے لئے اینہا اور
آنہا *

اگر مشارٌ الیہ جمع ہو - اور اسم اشارہ اس
کے متّصل ہو - تو اسم اشارہ واحد آتا ہے -
جیسے - قطعہ

رحم اللہ معشر الماضیں	کہ بمردی قدم سپردندے
راحتِ نفس بندگانِ خدائے	راحتِ جان خود شمردندے
آں عزیزاں چو زندہ مے نشوند	کاش ایں ناکساں بمردندے

عزیزاں مشارٌ الیہ جمع ہے - اور آں اسم اشارہ واحد
اسی طرح ناکساں جمع ہے - اور ایں واحد *

مشارٌ الیہ اگر اسم اشارہ سے پہلے ہو - یا
اُن میں فاصلہ ہو تو بصورت جمع اسم اشارہ
جمع لاتے ہیں - جیسے با صالحاں صحبت اختیار
کن و از بداں اجتناب کن - کہ آناں نیکی آموزند -
و ایناں راہ بدی مے نمایند - یہاں صالحاں کی
طرف آناں سے اشارہ کیا گیا ہے - اور بداں
کی طرف ایناں سے اور اشارہ اور مشارٌ الیہ دونوں
جمع ہیں *

کبھی اسم اشارہ سے ضمیر کا کام لیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہنا ہو کہ قلمش کجا ست اور اُس کی جگہ کہا جائے۔ قلم آں کجا ست۔ یہاں اسم اشارہ بجاے ضمیر مستعمل ہوا ہے ؞

کبھی ضمیر سے اسم اشارہ کا کام لیتے ہیں۔ جیسے قاآنی

لب ببندد از سخن سحباں چو او گوید سخن
کانچہ او گوید خطا ہست آنچہ ایں گوید صواب

دوسرے مصرع میں او ضمیر بجاے آں استعمال کی گئی ہے۔ یعنی آنچہ آں گوید خطا ہست و آنچہ ایں یعنی ممدوح گوید صواب ؞

اسم اشارہ اور اسم ضمیر میں فرق بہت ہے اگر وہ مرد اور وہ عورت کہنا ہو تو آں مرد و آں زن کہتے ہیں۔ اَو مرد اور اَو زن نہیں کہتے۔ اس سے اسم اشارہ اور اسم ضمیر کا فرق کھل جاتا ہے۔ ہمیں اور ہماں بھی اسماے اشارہ ہیں۔ بیت

اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

شعر

در پس آئنہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہماں مے گویم

اَیَں اور آں پر بؔ آئے تو آ دؔ سے بدل جاتا ہے - یعنی بآیں اور بآں کی جگہ بدیں اور بداں کہتے ہیں - سعدی

ز لطفت ہمیں چشم داریم نیز
بدیں بے بضاعت ببخش اے عزیز

اور کبھی نہیں بھی بدلتے - شعر

بآن چشم سیہ نسبت ندارد
ز سرمہ تا ہادیک میل راہ است

تین لفظ ایسے ہیں کہ اُن میں ایں کی جگہ اِم بولا جاتا ہے - اِمروز - اِمشب - اِمسال - نظیری

از یک حدیث لطف کہ آں ہم دروغ بود
امشب ز دفتر گلہ صد باب شستہ ایم

یعنی ایں شب ٭

اینک بھی اسم اشارہ کا کام دیتا ہے - اینک ہلالِ عید بر آمد ٭

اسم کنایہ

گر بما شب گزرانی چہ شود
چہ شود آہ فلانی چہ شود

شعر میں محبوب کا نام نہیں لیا - تا کہ اغیار کو نام معلوم نہ ہو - اور فلانی کرکے کہا ہے

جس چیز کا صریح نام لینا مقصود نہیں ہوتا۔ تو اُس کی جگہ ایک مبہم سا اسم بول دیتے ہیں۔ ایسے اسم کو اسم کنایہ کہتے ہیں +

انسان کے لئے فلاں و بہماں کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے کہیں:۔

"شب مرا بہ محفلے بردند فلاں و بہماں را دیدم" فلاں و بہماں کہا۔ نام نہیں لیا۔ کہ کس کس کو دیکھا۔ سعدی

ولے نظم کردم بنام فلاں

فلاں سے ابوبکر بن سعد زنگی مراد ہے +

غیر ذوی العقول کے لئے چنیں اور چناں بولتے ہیں۔ اسلم چنیں گفت و چناں گفت۔ جو بات کہی اس کو چنیں اور چناں سے تعبیر کیا۔ کھول کر نہیں بتایا۔ کہ کیا کہا۔ چند کا لفظ بھی بمقام کنایہ مستعمل ہوتا ہے۔ چندے در کلکتہ قیام کردم۔ چند تگ و دو کنی۔ قاآنی

چند جوشم چند کوشم چند نوشم خونِ دل

چند پویم چند جویم چند گویم ترکِ خواب

فلاں و بہماں۔ فلانی و بہمانی بیائے معروف۔ فلانے۔ بہمانے بیائے مجہول تینوں طرح بولا جاتا ہے +

مذکّر و مؤنّث

جب کسی چیز کو نر کر کے بولتے ہیں تو اسے مذکر کہتے ہیں - اور جب مادہ کر کے بولتے ہیں تو مؤنّث عربی اور اُردو میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے - جو مذکّر یا مؤنّث نہ بولا جاتا ہو - افعال میں بھی تذکیر و تانیث ہے - اور مؤنّث فعلوں میں علامات تانیث بھی ہیں - فارسی میں افعال میں تذکیر و تانیث کا امتیاز قطعاً نہیں - مرد کو بھی کہینگے کہ مرد بنشست - عورت کو بھی کہینگے کہ زن بنشست - نشست کا لفظ مرد اور عورت پر یکساں بولا جاتا ہے - بے جان چیزیں بھی تذکیر و تانیث سے خالی ہیں - یعنی ان کے لئے فعل میں کچھ فرق نہیں - اسموں میں البتّہ تذکیر و تانیث ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں :-

(۱) نر کے لئے اَور لفظ - اور مادہ کے لئے اُس کے مقابل اَور +

مذکّر	مؤنّث	مذکّر	مؤنّث
پدر	مادر	داماد	عروس
باب	مام	بندہ	کنیز
برادر	خواہر	کدخدا	کدبانو

مذکّر	مؤنّث	مذکّر	مؤنّث
پسر	دختر	خواجہ	خاتون
مرد	زن	شاہ	شاہ بیگم
شوہر	زن		شاہ بانو
خسر[۱]	خوشدامن	خروس	ماکیان
		اسب	مادیان

(۲) ترکی اور عربی الفاظ بھی فارسی میں مستعمل ہیں۔ ترکی میں علامت تانیث م ہے۔ جیسے

خان	خانم	بیگ	بیگم

عربی الفاظ میں تانیث کی علامت ۃ ہے۔ جو تلفّظ میں ہ بولی جاتی ہے۔

مذکّر	مؤنّث	مذکّر	مؤنّث
والد	والدہ	حاکم	حاکمہ
جد	جدہ	جمیل	جمیلہ
عم	عمّہ	حسین	حسینہ
ملک	ملکہ	عاقل	عاقلہ
ماجد	ماجدہ	خادم	خادمہ

(۳) نر اور مادہ کے الفاظ مذکّر و مؤنّث ہیں

۱؎ بعض محققین فارسی نے لکھا ہے کہ خسر مسر کے معنوں میں فارسی کا لفظ نہیں ہے ✢

امتیاز کرتے ہیں :-

شیر نر (یا) نرہ شیر	شیر مادہ (یا) مادہ شیر
گرگِ نر	گرگِ مادہ
شتر نر	مادہ شتر
یوز نر	مادہ یوز
خوک نر	خوک مادہ
کنجشکِ نر	کنجشکِ مادہ
خر	مادہ خر (یا) ماچہ خر
گاؤ	مادہ گاؤ
فرزندِ نرینہ	فرزند مادینہ

واحد و جمع

انگشت - دہن - چشم - گوش - کتاب - قلم - قلعہ - پروانہ - دیوانہ - وثیقہ +

یہ جتنے لفظ لکھے گئے ہیں - اُن سے ایک ایک چیز سمجھی جاتی ہے - انگشت سے ایک انگشت - دہن سے ایک دہن - چشم سے ایک چشم - گوش سے ایک گوش - کتاب سے ایک

کتاب - قلم سے ایک قلم - یہی حال باقی الفاظ
کا ہے - کہ ان سے ایک ایک چیز سمجھی جاتی
ہے ؛

جس لفظ سے ایک چیز سمجھی جائے اُس کو
واحد کہتے ہیں ؛

جب انگشتہا - دہنہا - چشماں - گوشہا وغیرہ کہیں
تو ان کا اطلاق ایک سے زیادہ پر ہوتا ہے -
یعنی وہ ایک سے زیادہ سمجھی جاتی ہیں ؛

جو لفظ ایک سے زیادہ پر بولا جائے وہ
جمع ہے ؛

قاعدے - جاندار کی جمع میں آن لگاتے
ہیں - جیسے مرداں - زناں - غلاماں - پسراں -
دختراں - کنیزکاں - کودکاں - خروساں - شیراں -
گرگاں ؛

کبھی ہا لگاتے ہیں - جیسے اسپہا - مارہا - قاآنی

دریں بہار دل نشیں کہ گشتہ خاک عنبریں
زمن ربود عقل و دیں نگارے از نگارہا

بے جان چیزوں کی جمع ہا سے بنائی جاتی ہے
جیسے درہا - دیوارہا - قفلہا - کلیدہا - دُرہا - صدف ہا -
گوہرہا - درخت ہا - شاخہا - پیاہا ؛

کبھی آن بھی لگاتے ہیں - جیسے درختاں - سخناں

سالیاں - شعر

روزان و شباں ز ربّ عزّت
خواہم ایمان و استقامت

لفظ کے آخر میں ہائے مختفی ہو تو جمع میں گ سے بدل دیتے ہیں جیسے بندگان - خواجگان رفتگان - فرشتگان - شیفتگان - شہزادگان +

آ یا و آخر میں ہو تو یاں سے جمع بناتے ہیں - جیسے دانایاں - سخن گویاں - مہ رویاں - غالیہ مویاں +

بے جان چیزوں کے آخر میں ہائے مختفی ہو تو جمع میں ہا لگاتے ہیں - اور واحد کی ہ لکھنے میں نہیں آتی - جیسے جامہ - نامہ سے جاما - ناما اور اگر ہائے ملفوظی ہو تو قائم رہتی ہے جیسے زرہ ہا - گرہ ہا - راہ ہا - کلاہ ہا +

کبھی عربی کی طرح آت سے بھی جمع بناتے ہیں جیسے دہات یا دیہات - بیگمات - کاغذات +

کبھی لفظ جات لگاتے ہیں - جیسے نامجات - پروانجات قلعجات - نقشجات - کارخانجات - نسخجات +

بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کے آخر آن آتا ہے - مگر وہ جمع نہیں - جیسے :-

یزداں - جہاں - گیہاں - ساماں - دہاں -

خوان - جوان - نردبان - گران - جان - روان - بیابان - خیابان - پہلوان +

عربی کے بہت سے الفاظ جو جمع ہیں فارسی میں بھی استعمال کئے جاتے ہیں اور ان کے اوزان یاد رکھنے کے لائق ہیں +

جمع

عربی میں جمع دو قسم کی ہے - ایک وہ کہ جو کلمہ واحد کے لئے آتا ہے - اس پر کچھ حرف زیادہ کر دئے جاتے ہیں - یعنی واحد اپنی حالت پر قائم رہتا ہے - جیسے تعلیم تعلیمات - تشبیہ تشبیہات - دوسرے وہ کہ جمع میں کلمۂ واحد بدل جاتا ہے - جیسے تصویر تصاویر - صورت صور - فاضل فضلا - صفت صفات - عقل عقول - فلک افلاک - پہلی قسم کی جمع کو جمع سالم یا جمع تصحیح کہتے ہیں - دوسری قسم کی جمع کو جمع تکسیر +

اس مقام پر جمع تکسیر کے صیغے لکھے جاتے ہیں - کہ فارسی میں اکثر وہی مروّج و مستعمل ہیں اور طالب علموں کو انہیں کے اوزان سے واقف ہونا ضروری ہے :-

واحد	جمع	واحد	جمع
حبیب	احباب - احبّا	صغیر	صغار
عزیز	اعزّہ	کبیر	کبار
قریب	اقربا	دوا	ادویہ
صِنف	اصناف	فعل	افعال
نوَع	انواع	قول	اقوال
جنس	اجناس	عمل	اعمال
کِتاب	کُتُب	جسم	اجسام
عقل	عقول	یوم	ایّام
نفس	انفُس	لیل	لیالی
اُفق	آفاق	قلب	قلوب
ولی	اولیا	غلام	غِلمان
نبی	انبیا	طفل	اطفال
مکان	امکنہ	طالب	طلاب - طلبہ
ظن	ظنون	صِبی	صِبیان
دولت	دوَل	خُلق	اخلاق
دُمّل	دمامیل	خِلط	اخلاط
نُکتہ	نِکات - نُکت	خلیفہ	خُلفا - خلائِف
نقطہ	نِقاط - نُقط	نُسخہ	نُسخ
عالم	عُلما	حرف	حرُوف
فاضل	فضلا	مِزاج	امزِجہ

واحد	جمع	واحد	جمع
عظیم	عظام		
کریم	کرام		
قوی	اقویا	سیف	سیوف
عاقل	عقلا	شجر	اشجار
دلیل	دلائل - ادلّہ	مطلب	مطالب
ذہن	اذہان	مقصد[1]	مقاصد
جلیل	اجلّہ	سیرت	سِیَر
جناح	اجنحہ	امیر	اُمرا
حدیث	احادیث	رأس	رُؤُس
بثرہ	بثور	بیت	بُیُوت - ابیات
اسم	اسما	بحر	بحار - بُحُور
شکل	اشکال	مرأۃ	مرایا[2]
ریحان	ریاحین	قبیلہ	قبائل
زلزلہ	زلازل	حجاب	حُجُب
منہج	مناہج	صاحب	اصحاب
نمیقہ	نمائق	رفیق	رُفقا
سلطان	سلاطین	مقدار	مقادیر
راہب	رُہبان	علم	عُلوم

[1] یہ لفظ بکسر صاد ہے۔

[2] یہ جمع خلاف قیاس ہے۔

واحد	جمع	واحد	جمع
عَلَم	اعلام	حاجب	حُجّاب
مذہب	مذاہب	طریق	طُرق
مجلس	مجالس	صحیح	صحاح
بنت	بنات	حکمت	حِکم
اخ	اِخوان	لباس	اَلبسہ
اصل	اُصول	طعام	اطعمہ
رَوضہ	رِیاض	منفعت	منافع
مدرسہ	مدارِس	سانحہ	سوانح
قید	قیُود	مشرق	مشارق
جمع	جمُوع	مغرب	مغارب
حُسن	محاسن[1]	سبیل	سُبُل
خان	خوانین[2]	نجم	انجُم - نجُوم
سقف	سُقوف	حاشیہ	حواشی
حاجت	حوائج	اُمّت	اُمم
جبل	جِبال	کوکب	کواکب
مقراض	مقاریض	ہمّت	ہمم
اثر	آثار	حادثہ	حوادث
کلمہ	کِلم	امر	اوامر

[1] یہ جمع خلاف قیاس ہے ؛

[2] یہ جمع فارسیان عربی دان نے بنائی ہے ؛

واحد	جمع	واحد	جمع
سبیل	اسبال	موقع لہ	مواقع
قاعدہ	قواعد	موضع	مواضع
شاب	شبّان	شق	شقوق
معدن	معادن	طبیب	اطبّا
ضعیف	ضعفا	اکبر	اکابر
شمس	شموس	کسرے	اکاسرہ
خصلت	خصال	وضع	اوضاع
منشور	مناشیر	طور	اطوار
منظر	مناظر	شعبہ	شعب
حصّہ	حصص	رئیس	رؤسا
منقبت	مناقب	ورق	اوراق
جریمہ	جرائم	قلم	اقلام
شریف	اشراف	نقل	نقول
مصلحت	مصالح	اعلےٰ	اعالی
عندلیب	عنادل	ادنےٰ	ادانی
ثمر	ثمار - ثمر	ضابطہ	ضوابط
سہم	سہام	باب	ابواب
قاضی	قضاۃ	اعجوبہ	اعاجیب
دیوان	دواوین	دکّان	دکاکین

لہ موقع بفتح قاف بھی آیا ہے ۔

واحد	جمع	واحد	جمع
اقلیم	اقالیم	شئے	اشیا
فقیہ	فُقہا	جواب	اجوبہ
ضمیر	ضمائر	لوح	الواح
صورت	صُور	مرض	امراض
دعوےٰ	دعاوی	سقم	اسقام
ادیب	اُدبا	یتیم	یتامےٰ
اُستاذ	اساتذہ	مریض	مرضےٰ
تلمیذ	تلامذہ ۔ تلامیذ	مشغلہ	مشاغل
لِسان	اَلسِنہ	فکر	افکار
دُعا	ادعیہ	ذکر	اذکار
منصب[1]	مناصب	عُنصُر	عناصر
مصدر	مصادر	بصیرت	بصائر
اعظم	اعاظم	ذخیرہ	ذخائر
افضل	افاضل	فوج	افواج
خادم	خُدّام	قندیل	قنادیل
شعر	اشعار	مملکت	ممالک
فضیلت	فضائل	سطر	سُطُور
روح	ارواح	زمان	ازمنہ

[1] اگرچہ صحیح بکسر صاد ہے مگر اساتذہ نے بفتح صاد بھی باندھا ہے ۔ اس لیے یہ غلط العام میں داخل ہوگیا ہے ٭

جمع	واحد	جمع	واحد
دساتیر	دستور	اعنّہ	عنان
اراضی	ارض	اُساراے	اسیر
طیُور	طائر	اساطیر	اُسطُور
اَوطان	وطن	قصص	قصّہ
اہالی	اہل	اسالیب	اُسلوب
اضلاع	ضلع	خواتین[1]	خاتون
الباب	لُب	اجناد۔ جنوُد	جُند
عقائد	عقیدہ	اجزا	جُزو
مشاہیر	مشہور	حُدُود	حدّ
فتُوح	فتح	اجداد	جدّ
القاب	لقب	خواتم۔ خواتیم	خاتم
آداب	ادب	اطراف	طرف
دقائق	دقیقہ	مراثی	مرثیہ
معارک	معرکہ	قوانین	قانون
معارج	معراج	فرائض	فریضہ
معانی	معنی	فقرا	فقیر
لذائذ	لذّت	قرائن	قرینہ
		عجائب	عجیب
مدائح	مدیحہ	عجائز	عجوز

[1] یہ جمع فارسیان عربی داں کی بنائی ہوئی ہے ۔

واحد	جمع	واحد	جمع
مدینہ	مدائن	واسطہ	وسائط
مُلحد	ملاحِد - ملاحِدہ	سلسلہ	سلاسل
نفیسہ	نفائس	مرحلہ	مراحل
نقیصہ	نقائص	لئیم	لِئام
ہدیہ	ہدایا	منبر	منابر
معیشت	معائش	ہندو	ہنود
شعاع	اشعّہ	وظیفہ	وظائف
دماغ	ادمغہ	ذرّیت	ذراری
تمثال	تماثیل	زاویہ	زوایا
دہقان	دہاقین	سبب	اسباب
ذمیمہ	ذمائم	زوج	ازواج
ذنب	ذُنُوب	نعمت	نعم - نعما
ناقہ	نیاق	مولےٰ	موالی
رفیق	رفقا	میعاد	مواعید
طبق	طباق	وسیلہ	وسائل
حر	احرار	ذریعہ	ذرائع
بر	ابرار	قبہ	قباب - قُبُب
خبر	اخبار	جدول	جداول
لغت	لغوت	مضمون	مضامین
سلاح	اسلحہ	معجون	معاجین

واحد	جمع	واحد	جمع
مکتوب	مکاتیب	وجہ	وُجُوہ
مصحف	مصاحف	فرقہ	فِرَق
مصباح	مصابیح	قطعہ	قِطَع
مصیبت	مصائب	عطیہ	عطایا
صید	مصائد [۱]	قضیہ	قضایا
قفل	اقفال	حیلہ	حِیَل
فیل	افیال	رب	ارباب
عزیمت	عزائم	حجر	حجار - حجارہ -
مرکب	مراکب		احجار
درہم	دراہم	حزب	احزاب
دینار	دنانیر	ظلمت	ظلام
میّت	موتےٰ [۱]	ظل	ظِلال
وہم	اوہام	ناحیہ	نواحی
صاعقہ	صواعق	ناصیہ	نواصی
حدیقہ	حدائق	حاشیہ	حواشی
		ضد	اضداد
قرینہ	قرائن	برج	بروج
		قوت	قوےٰ [۱]
افغان	افاغنہ	قتیل	قتلےٰ

[۱] یہ جمع خلاف قیاس ہے ۔

واحد	جمع	واحد	جمع
بستان	بساتین	اقنوم	اقانیم
خط	خطوط	صوم	صیام
ترکیب	تراکیب	ثوب	ثیاب ۔اثواب
رسول	رُسل	جسد	اجساد
صلہ	صلات	متاع	امتعہ
ثقہ	ثقات	راعی	رعاۃ
صفت	صفات	داعی	دعاۃ
لغت	لغات	رسالہ	رسائل
نار	نیران		
حوت	حیتان	دفتر	دفاتر
تاج	تیجان	ہودج	ہوادج
حصن	حصون	ذخیرہ	ذخائر
ریح	ریاح	ذریعہ	ذرائع
حوض	حیاض	صومعہ	صوامع
عدد	اعداد	ساحل	سواحل
عضو	اعضا	ساطعہ	سواطع
نتیجہ	نتائج	سابقہ	سوابق
طبیعت	طبائع	سنہ	سنین
نصیحت	نصائح	غم	غموم
ورد	اوراد	ہم	ہُمُوم

واحد	جمع	واحد	جمع
محنت	مِحن	مَلِک	مُلوک
مِنّت	مِنن	ملک	ملائک }
مِلّت	مِلل		ملائکہ }

بعض الفاظ کی جمع دو طرح آتی ہے ۔ مگر ان میں سے ایک جمع ایک معنی کے لئے مخصوص ہوتی ہے ۔ جیسے بحار اور بحور کہ دونوں لفظ بحر کی جمع ہیں ۔ بحر کے معنی دریا کے ہیں اور وزن شعر کو بھی بحر کہتے ہیں ۔ بحر جب دریا کے معنوں میں ہو تو اُس کی جمع بحور بھی ہے اور بحار بھی ۔ لیکن جب وزن شعر مراد ہو تو اُس کی جمع میں خاص بحور کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے ۔ بحار نہیں کہا جاتا ۔ اسی طرح بیت کی جمع بیوت بھی ہے ابیات بھی ۔ گھر کو بھی بیت کہتے ہیں ۔ اور اس قسم کی نظم میں ۔ کہ

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد
کے از بندہ خیرے بہ غیرے رسد

در معرفت دیدۂ آدمی ست
کہ بکشادہ بر آسمان و زمی ست

بر آں خورد سعدی کہ بیخے نشاند
کسے برد خرمن کہ تخمے فشاند

ایک ایک شعر کو بھی بیت کہتے ہیں۔ مگر جمع میں ایسے تمام شعروں کو ابیات کہینگے نہ بیُوت یہی حال لفظ عین کا ہے۔ کہ اُس کی جمع اعیان بھی ہے اور عیون بھی۔ اعیان کے معنے آنکھیں بھی ہیں اور سردار بھی۔ اور عیون کے معنے آنکھوں کے ہیں۔ دونوں کا اطلاق ایک دوسرے پر ہوتا ہے۔ لیکن سرداروں کے معنوں میں صرف اعیان استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے اعیان مملکت۔ اس کی جگہ عیونِ مملکت نہیں کہینگے ؛

فارسی میں واحد اور جمع کے سوا تیسرا کوئی لفظ نہیں ہے۔ عربی میں ایک اور لفظ بھی ہے جو دو پر بولا جاتا ہے۔ اسے تثنیہ کہتے ہیں۔ اور کئی صیغہاے تثنیہ زبان فارسی میں بھی استعمال کئے جاتے ہیں جیسے عینین۔ نعلین۔ فرقدین۔ عیدین۔ فریقین۔ طرفین۔ نقیضین۔ ضدین۔ سعدین۔ مشرقین۔ والدین۔ دارین۔ کونین۔ جانبین۔ حسنین۔ لسانین۔ حربین۔ نیرین ؛ میر ناصر نصیر

دم جاں بخش ہر نفس آید منخرین تو کوچۂ جانند

والدین کا لفظ والد اور والدہ پر اور حسنین

کا حسن اور حسین پر اور مشرقین کا مشرق اور مغرب پر اور حرمین کا مکّے اور مدینے پر اور نیرین کا سورج اور چاند پر بولا جاتا ہے اور یہ تثنیہ جو دو جداگانہ چیزوں کا ہے تثنیہ تغلیبی کہلاتا ہے ؞
عربی کے اہل قواعد جار و مجرور کو بھی مجرورین اور مضاف و مضاف الیہ کو مضافین کہتے ہیں۔ اور یہ تثنیہ بھی تغلیبی ہے۔ فارسیاں عربی دان نے زُلف کا بھی تثنیہ بنا لیا ہے۔ مصرع

در جسم من ست آنچہ بزلفین تو تاب ست

ضمیر کی جمع

	قسم ضمیر	واحد	جمع
	غائب	او ۔ وے	ایشاں ۔ آنہا
	مخاطب	تو	شما ۔ تاں
	متکلّم	من	ما
فاعلی حالت	غائب	او شنید	ایشاں ۔ آنہا شنیدند
	مخاطب	تو شنیدی	شما شنیدید
	متکلّم	من شنیدم	ما شنیدیم
مفعولی حالت	غائب	اورا دید	ایشاں را ۔ آنہا را دید
	مخاطب	ترا دید	شمارا دید
	متکلّم	مرا دید	مارا دید

جمع الجمع

کبھی جمع کی بھی جمع بناتے اور اُسے جمع الجمع کہتے ہیں۔ جیسے قاآنی

معین شہ امین شہ یسار شہ یمین شہ
کہ فکر دوربین او گزیدش از کبارہا

کبارہا کبار کی جمع ہے۔ اور کبار کبیر کی۔ تو کبارہا کبیر کی جمع الجمع ہے +

اسی طرح اسامی اسم کی جمع الجمع ہے۔ کہ اسم کی جمع اسما ہے اور اسما کی جمع اسامی۔ اماکن مکان کی جمع الجمع ہے۔ مکان کی جمع امکنہ ہے اور امکنہ کی جمع اماکن۔ اناعیم انعام کی جمع ہے اور انعام نعم کی۔ جس کے معنے چار پائے کے ہیں۔ تو اناعیم نعم کی جمع الجمع ہے +

حوران کا لفظ بھی جمع الجمع ہے۔ کہ حوران حور کی جمع ہے اور حور حَورا کی۔ تو حوران حَورا کی جمع الجمع ہے +

حوران کی جگہ حوریاں بھی آتا ہے +

فائدہ۔ کبھی جمع کو بمعنے مفرد استعمال کرتے ہیں۔ جیسے احوال بمعنے حال۔ ایام بمعنے وقت و ہنگام اور اشراف بمعنے شریف۔ نیران بمعنے نار۔ شیخ

سعدیؒ فرماتے ہیں۔

به نیرانِ شوق اندرونم بسوخت
حیا دیده بر پشت پایش بدوخت

یہاں نیران بمقام مفرد استعمال ہؤا ہے ٭

اشراف بمعنے شریف کی مثال بھی سن لو۔ شعر

زرگر پسرے دوش چه نیکو گفتا
اشراف کسے که اشرفیها دارد

فائدہ۔ بعض ایسے لفظ ہیں کہ واحد کچھ ہے جمع کچھ۔ جیسے

واحد	جمع
مرآة	مرایا
حسن	محاسن
رسم	مراسم
امرءة	نسا نسواں نسوة
صید	مصائد
وجد	مواجید

ایسی جمع خلاف قیاس کہلاتی ہے ٭

اسم جمع

بعض اسما بناوٹ کے لحاظ سے تو واحد ہیں۔ لیکن معنے جمع کے دیتے ہیں۔ جیسے قافلہ۔ کاروان فوج۔ لشکر۔ سپاہ۔ انبوہ۔ گروہ۔ خلق۔ جمہور۔ جماعت جمعیّت۔ طائفہ۔ قوم۔ انجمن۔ عالم ٭

ان لفظوں میں کوئی علامت جمع کی نہیں۔ یعنی یہ علامت کے لحاظ سے جمع نہیں۔ مگر معنے جمع کے دیتے ہیں۔ ایسے لفظوں کو اسم جمع کہتے ہیں۔ اسم جمع کے ساتھ فعل بھی عموماً جمع آتا ہے۔ حافظ

قومے بجد و جہد گرفتند وصل دوست
قومے دگر حوالہ بہ تقدیر مے کنند

فریدالدین عطار

عدل باید بادشاہاں را و داد
تا ز عدلش عالمے گردند شاد

رباعی

دنیا داراں صلائے احساں ندہند
جز حالتِ تپ ناں بہ فقیراں ندہند
ایں طائفہ سوختنی ہمچو تنور
تا گرم نگردند بہ کس ناں ندہند

ان اشعار میں قوم کے لئے گرفتند - جماعت کے لئے شوند اور مے کنند - اور طائفہ کے لئے نگروند جمع کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں - خلق کا لفظ ایسا ہے کہ اس کے لئے فعل واحد اور جمع دونوں طرح آتا ہے - مگر وہ ہے اسم جمع +

مصدر اصلی اور جعلی

(۱) گفتن - شفتن - کاشتن - داشتن - شنیدن دیدن - دویدن - بریدن +

(۲) طلبیدن - رقصیدن - فہمیدن - شگیفتن - پریدن +

(۳) کاسہ کشیدن (شراب پینا) - دم زدن (خاموش ہونا) - قلم کردن (کاٹ ڈالنا) +

ان کلمات کے معنوں پر غور کرو - ان سے کام کا کرنا یا ہونا پایا جاتا ہے - مگر کسی زمانے سے ان کا کچھ تعلق نہیں - یا یوں کہو کہ یہ کاموں کے نام ہیں - اور ان میں زمانہ نہیں پایا جاتا - یعنی یہ مصدر ہیں - مگر پہلے نمبر کے مصدر ایسے ہیں کہ مصدری معنوں کے لئے وضع کئے گئے ہیں - ایسے مصدر مصدر اصلی کہلاتے ہیں - دوسرے نمبر کے مصدر ایسے

ہیں کہ دوسری زبان یا فارسی زبان کے لفظوں پر علامت مصدر زیادہ کرکے بنائے گئے ہیں۔ یعنی طلبیدن طلب سے بنایا گیا ہے۔ اور رقصیدن رقص سے اور فہمیدن فہم سے اور شکیفتن شکیب سے اور پُریدن پُر سے۔

شعر

تسکینِ دل ز صحبتِ روشن دلاں طلب
آئینہ بے قراری سیماب مے بُرد

مصرع

انائے کہ پُر شد دگر چوں پُرد

تیسرے نمبر کے مصدر ایسے ہیں۔ کہ اصلی مصدروں پر اور لفظ بڑھا کر بنائے گئے ہیں۔ پچھلے دونوں قسم کے مصدروں کو مصدر جعلی کہتے ہیں۔

فارسی میں مصدر کی علامت دَن یا تَن ہے جو ہر مصدر کے آخر میں ہوتی ہے۔ مگر چند لفظ ایسے ہیں کہ اُن کے آخر دن یا تن ہے۔ لیکن وہ مصدر نہیں ہیں۔ جیسے گردن۔ گرگدن۔ تہمتن۔ آبستن۔

فعل

ساکنانِ آگرہ در کسبِ ہنر و طلب علم سعی بلیغ دارند و طوائف مختلف از ہر دین و مذہب سکونت دریں بلدہ اختیار کردہ اند ÷

دارند اور اختیار کردہ اند ایسے کلمات ہیں جو مستقل معنے رکھتے ہیں - اور ان میں زمانہ بھی پایا جاتا ہے - دارند میں تو بالفعل کا زمانہ پایا جاتا ہے اور اختیار کردہ اند میں گزرا ہوا - ایسا کلمہ جو مستقل معنے دے یعنی جس سے کام کا کرنا یا ہونا سمجھا جائے - اور اس میں کوئی زمانہ بھی پایا جائے فعل کہلاتا ہے ÷

فعل جس کے معنے کام کے ہیں - اُس کے لئے ضرور ہے - کہ کوئی اُس کا کرنے والا بھی ہو - کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں -

فاعل

عنوان کی عبارت میں دارند کا کرنے والا دیکھا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ ساکنانِ آگرہ ہے سو وہی فاعل ہے - اور اختیار کردہ اند کا فاعل دیکھا جائے کہ وہ کون ہے - تو وہ طوائف مختلف ہے - اور وہی فاعل ہے ÷

اس سے فاعل تو معلوم ہو گیا - کہ وہ فعل کا کرنے والا ہوتا ہے - اب ایک اور چیز ہے کہ فعل کے وقوع میں آنے کے لئے اُس کا ہونا بھی ضرور ہے - اور وہ وہ ہے جس پر فعل واقع ہو - جیسے پہلے جملے میں سعی بلیغ اور سکونت - اگر اتنا ہی کہا جاتا - کہ ساکنان آگرہ در کسب ہنر و طلب علم دارند تو بات کا مطلب نہ کھُلتا کہ کیا رکھتے ہیں - سعی بلیغ کے کہنے سے معلوم ہو گیا - کہ جو کچھ وہ رکھتے ہیں وہ سعی بلیغ ہے - یعنی رکھنے کا فعل سعی بلیغ پر واقع ہوُا ہے - اسی طرح اگر کہیں کہ اُستاد شاگرد کا زد - تو زد کا فعل شاگرد پر واقع ہوُا ہے -

مفعول جس شخص یا چیز پر فعل واقع ہو - اُسے مفعول کہتے ہیں - واضح رہے کہ جو فعل فاعل پر پُورا ہو جاتا ہے - اُس کے لئے ضرور نہیں کہ اُس کا مفعول بھی ہو - جیسے زید آمد - آمد کا فعل زید پر جو اُس کا فاعل ہے پورا ہو گیا - تو اُس کے لئے مفعول کی ضرورت نہیں ؛

پھر فاعل ایک ہوتا ہے یا ایک سے زیادہ - ایک ہو - تو اُسے واحد کہتے ہیں - ایک سے

زیادہ ہوں تو جمع - شاگرد رسید میں شاگرد رسید کا فاعل ہے - اور وہ ایک ہے - تو اُسے واحد کہینگے - شاگردان آمدند - شاگردان سے ایک سے زیادہ سمجھے جاتے ہیں - تو یہ جمع ہے ✣

غائب - مخاطب - متکلم

(۱) حامد دانست ✣ (۲) تو دیدی ✣

(۳) من شنیدم ✣

ان مثالوں میں حامد دانست کا فاعل ہے - لیکن ایسا کہ نہ اُس نے بات کی ہے - نہ اُس سے بات کی گئی ہے - بلکہ ایسا کہ اُس کی نسبت بات کی گئی ہے - کہ اس نے جانا - ایسے فاعل کو **غائب** کہتے ہیں - دوسری مثال میں فاعل وہ شخص ہے - جو سامنے موجود ہے - اور اُس سے بات کی گئی ہے - ایسا فاعل جس سے بات کی جائے حاضر یا **مخاطب** کہلاتا ہے - تیسری مثال میں فاعل وہ شخص ہے - جس نے خود بات کی ہے - ایسے فاعل کا نام **متکلّم** ہے ✣

یہ بھی یاد رہے کہ جس طرح فاعل واحد یا جمع ہوتا ہے - اسی طرح مفعول بھی واحد

یا جمع ہوتا ہے۔ کتاب خوانِدم میں کتاب مفعول ہے اور واحد ہے۔ کتاب ہا خوانِدم میں کتاب ہا مفعول ہے اور جمع ہے ✣

اضافت اور مضاف و مضاف الیہ

برادرِ زید۔ اسپ ناظر۔ شیرِ گاؤ۔ ہوائے کشمیر ✣

ان مثالوں میں برادر کی نسبت زید کی طرف اور اسپ کی ناظر کی طرف اور شیر کی گاؤ کی طرف اور ہوا کی کشمیر کی طرف ہے۔ اس قسم کی نسبت کو **اضافت** کہتے ہیں۔ اور جس اسم کی نسبت کی جائے۔ اُسے **مضاف** اور جس کی طرف کی جائے اُسے **مضاف الیہ** تو برادر اور اسپ اور شیر اور ہوا مضاف ہیں اور زید اور ناظر اور گاؤ اور کشمیر مضاف الیہ ✣

فعل کی قسمیں ازمنہ ثلاثہ کے لحاظ سے

امیر رفت۔ تارا سنگھ خواند۔ گوکل چند نے خورد حمید خواہد آمد ✣

رفت میں گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے۔ خواند

ہیں بالفعل کا زمانہ بھی اور آیندہ کا بھی۔ میخورد ہیں وہ زمانہ جو گزر رہا ہے۔ خواہد آمد ہیں وہ زمانہ جو آگے آئے گا۔ جس فعل ہیں گزرا ہوُا زمانہ پایا جائے اُسے ماضی کہتے ہیں اور جس ہیں ایسا زمانہ پایا جائے۔ جو حال پر بھی دلالت کرے اور آئندہ پر بھی وہ مضارع ہے۔ اور جس ہیں بالفعل کا زمانہ پایا جائے وہ حال۔ اور جس ہیں آئندہ آنے والا پایا جائے وہ **مستقبل**۔ تو رفت فعل ماضی ہے۔ اور خواند مضارع اور مے خورد حال اور خواہد آمد مستقبل +

چار قسمیں فعل کی تو یہ ہوئیں۔ ان کے علاوہ دو قسمیں اور ہیں۔ ایک وہ جس ہیں حکم دیا جائے کہ یوں کر۔ جیسے بخواں (پڑھ) دوسرے وہ جس ہیں ممانعت پائی جائے۔ جیسے مکن (نہ کر)۔ جس فعل ہیں حکم ہو اُسے امر کہتے ہیں۔ اور جس ہیں ممانعت ہو اُسے نہی +

اس بیان سے پایا گیا کہ فعل کی چھ قسمیں ہیں :-

ماضی۔ مضارع۔ حال۔ مستقبل۔ امر۔ نہی

فعل کی قسمیں فاعل اور مفعول کے لحاظ سے

لازم و متعدی

درویشے در بیشۂ مے گزشت۔ و در آثار رحمت و اطوار قدرت اندیشہ مے فرمود۔ ناگاہ شاہ بازے تیز پر را دید۔ قدرے گوشت در چنگال گرفتہ گرد درختے پرواز مے کرد و بہ اہتزاز تمام بہ حوالی آشیانہ طوف مے فرمود۔ مرد ازیں معنی متعجب شدہ زمانے بہ نظارہ ایستاد۔ کلاغے بے بال و پر را دید در آشیانہ افتادہ۔ و آں باز پارہ پارہ گوشت جدا مے کرد۔ و بہ قدرِ حوصلہ کلاغ بے بال و پر در دہنش مے نہاد۔

اس عبارت میں مے گزشت اور ایستاد ایسے فعل ہیں کہ فاعل پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اور اس بات کی ضرورت نہیں رکھتے کہ ان کا کوئی مفعول بھی ہو۔ لیکن مے کرد اور مے نہاد ایسے فعل ہیں کہ فاعل کے سوا مفعول کی بھی ضرورت

رکھتے ہیں - یعنی مفعول کے بغیر بات پوری نہیں ہوتی پہلی قسم کے فعل لازم کہلاتے ہیں اور دوسرے قسم کے متعدّی +

فعل لازم کی علامت یہ ہے کہ اس کے اُردو ترجمے میں فاعل کے ساتھ نے نہیں آتا۔ مثلاً زید آمد - زید آیا - یہاں زید کے ساتھ نے نہیں آیا - تو آمد فعل لازم ہے - یہی حال موہن رفت کا ہے - موہن گیا میں بھی نے نہیں آیا - تو رفت بھی فعل لازم ہے +

اب احمد نان خورد (احمد نے روٹی کھائی) اور حمید سبق خواند (حمید نے سبق پڑھا) کو دیکھو - یہ فعل متعدّی ہیں - کہ مفعول کو چاہتے ہیں - خورد کا مفعول نان ہے اور خواند کا سبق - اور ان کے ترجمے میں فاعل کے ساتھ نے آیا ہے البتّہ آورد اور بُرد اور ربُود ایسے فعل ہیں کہ ہیں تو متعدّی مگر اُن کے ترجمے میں فاعل کے ساتھ نے نہیں آتا۔ اور یہ مستثنےٰ ہیں +

فعل متعدّی کی کئی قسمیں ہیں - ایک وہ جو ابتدا ہی میں متعدی وضع کیا گیا ہو - دوسرے وہ جو لازم سے متعدّی بنایا گیا ہو -

جیسے رسید سے رسانید۔ ترسید سے ترسانید۔ دوید سے دوانید +

تیسرے وہ جو تھا تو متعدّی۔ لیکن ایک مفعول کو چاہتا تھا۔ پھر دو مفعولوں کو چاہنے لگا۔ جیسے عزیز طعام خورد۔ اور عزیز رشید را طعام خورانید۔ خورد کا مفعول طعام ہے۔ جو ایک مفعول ہے۔ اور خورانید کے دو مفعول ہیں۔ ایک رشید دوسرا طعام۔ اس کو متعدی المتعدی کہتے ہیں +

ماضی کی قسمیں

ماضی مطلق

سہ شبانہ روز در زاویہ عزلت قرار گرفت۔ و از ہیچ ممر فتوحے روے ننمود۔ در ساعتے نحیف تر و ضعیف ترمے شد۔ عاقبت ضعف روے بہ قوت نہاد و مرد زاہد قوی ضعیف شد و از اداے مراسم طاعت و عبادت باز ماند +

گرفت۔ مے شد۔ نہاد۔ ضعیف شد۔ باز ماند یہ چاروں فعل ماضی ہیں۔ کیونکہ ان میں

گزرا ہؤا زمانہ پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ زمانے کو گزرے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی ہے یا زیادہ +

جس ماضی میں مطلق گزرا ہؤا زمانہ پایا جائے اور زمانے کے قرب یا بُعد کا کچھ لحاظ نہ ہو اُس کا نام **ماضی مطلق** ہے +

بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر کے آخر سے نَن حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے آورد۔ رسید۔ یہ واحد غائب کا صیغہ ہؤا۔ جمع غائب میں اند۔ واحد حاضر میں یائے معروف جمع حاضر میں ید۔ واحد متکلّم میں م۔ جمع متکلّم میں یم زیادہ کرتے ہیں +

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی مطلق	آورد	آوردند	آوردی	آوردید	آوردم	آوردیم

کبھی ماضی مصدر کے معنے دیتی ہے۔ جیسے

حرامست بود نانِ آں کس چشید
کہ چوں سفرہ ابرو بہم درکشید

یعنی چشیدن نان آن کس ۔

ماضی سے پہلے ایک ب زائد بھی لاتے ہیں۔ اور الف ممدودہ کو یٓ سے بدل دیتے ہیں ۔ جیسے آراست ۔ بیاراست ۔ آشفت ۔ بیاشفت ۔ آسود بیاسود ۔ آزمود بیازمود ۔

کبھی گفت کے ساتھ ایک الف زاید لگا دیتے ہیں ۔ بیت

بگفتا فراتر مجالم نماند
بماندم کہ نیروے بالم نماند

بگفتا میں بٓ اور آ دونوں زائد ہیں ۔

تنبیہ ضروری ۔ آج کل لوگ ایک عجیب غلطی کرتے ہیں ۔ اور اس سے طالب علموں کو آگاہ کر دینا ضرور ہے ۔ کہ عبارت میں صیغے اس طریق سے لکھتے ہیں کہ ان کی علامات ساتھ نہیں لکھتے ۔ مثلاً یہ لکھنا ہو ۔ کہ تو آیا ۔ یا میں گیا ۔ تو لکھینگے کہ تو آمد و من رفت اس طرح صیغوں کا استعمال قطعاً غلط اور خلاف محاورہ ہے ۔ تو آمد کی جگہ تو آمدی لکھنا چاہیئے ۔ اور من رفت کی جگہ من رفتم ۔

ماضی قریب

رام چند کتاب آوردہ است ✤ گوبند سہاے طعام خوردہ است ✤ آوردہ است اور خوردہ است سے پایا جاتا ہے کہ لانے اور کھانے کا فعل ابھی یعنی قریب کے زمانے میں ہوا ہے۔ جس کام کو کئے ہوئے تھوڑا زمانہ گزرا ہو اس کو ماضی قریب کہتے ہیں ✤

بنانے کا قاعدہ۔ ماضی مطلق کے آخر میں صیغہ واحد غائب کے لئے ہٗ اور است اور جمع غائب کے لئے ہٗ اور اَند اور واحد حاضر کے لئے ۂ[1] اور جمع حاضر کے لئے ہٗ اور اَید۔ واحد متکلّم کے لئے ہٗ اور اَم اور جمع متکلّم کے لئے ہٗ اور اَیم لگا دو ✤

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
ماضی قریب	آوردہ است	آوردہ اند	آوردۂ	آوردہ اید	آوردہ ام	آوردہ ایم

[1] ۂ کا تلفظ ئی ہے یعنی اس میں ہمزہ اور یاے معروف ہے ✤

کبھی ماضی قریب ماضی بعید کے معنے دیتی ہے - جیسے بیت

چناں صورتش بستہ تمثال گر
کہ صورت نہ بندد ازو خوب تر

بستہ ماضی قریب ہے - لیکن اس سے مراد ہے بستہ بود یعنی مصوّر نے اس کی صورت ایسی بنائی تھی - یہاں ماضی قریب نے ماضی بعید کے معنے دیئے +

نظم میں واحد غائب کے صیغے کی ہ اور آ نہیں پڑھا جاتا - یعنی بجائے آوردہ است کے آوردست پڑھا جاتا ہے - سعدی

گر تو انکارِ نظر در آفرینش مے کنی
من ہمے گویم کہ چشم از بہرایں کار آمدہ است

ما از تو بغیر از تو نداریم تمنّا
حلوا بہ کسے دہ کہ محبّت نہ چشیدہ است

پہلے شعر میں آمدہ است آمدست اور دوسرے میں نہ چشیدہ است نہ چشیدست پڑھا جاتا ہے +

ماضی بعید

حیدر نوشتہ بود - صفدر پرورده بود +

نوشتہ بود اور پرورده بود میں ایسا زمانہ پایا جاتا ہے جس کو گزرے ہوئے دیر ہوئی - ایسی ماضی کو **ماضی بعید** کہتے ہیں +

بنانے کا قاعدہ - ماضی مطلق کے آخر واحد غائب کے لئے ہ لگا کر بود اور جمع غائب کے لئے بودند اور واحد حاضر کے لئے بودی اور جمع حاضر کے لئے بودید - واحد متکلّم کے لئے بودم اور جمع متکلّم کے لئے بودیم لگایا جاتا ہے +

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی بعید	پرورده بود	پرورده بودند	پرورده بودی	پرورده بودید	پرورده بودم	پرورده بودیم

ماضی استمراری

مے دید و مے شنید - دیکھتا تھا اور سنتا تھا + اس سے کام کا جاری رہنا ظاہر ہوتا ہے -

ایسی ماضی کو ماضی استمراری کہتے ہیں ٭
بنانے کا قاعدہ - ماضی مطلق کے اوّل لفظ مے یا ہمے لگا دیتے ہیں ٭

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
ماضی استمراری	مے آورد	مے آوردند	مے آوردی	مے آوردید	مے آوردم	مے آوردیم

ماضی شکی یا احتمالی

سلیم دیدہ باشد - سلیم نے دیکھا ہوگا - جب پوچھیں سلیم دید یا ندید؟ جواب میں کہا جائے - دیدہ باشد - یہاں دیکھنے میں شک و احتمال پایا جاتا ہے کہ سلیم نے دیکھا ہے یا نہیں - جس ماضی میں شک و احتمال پایا جائے اُس کو ماضی شکی یا احتمالی کہتے ہیں ٭

بنانے کا قاعدہ - ماضی مطلق کے آخر ہ لگاکر صیغے کی صورت کے مطابق باشد باشند باشی وغیرہ لگا دو ٭

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی شکی یا احتمالی	آوردہ باشد	آوردہ باشند	آوردہ باشی	آوردہ باشید	آوردہ باشم	آوردہ باشیم

ماضی شرطی یا تمنائی

کبھی فعلِ ماضی بولتے ہیں - اور اُس میں شرط کے معنے پائے جاتے ہیں - جیسے بیت

گر از ہستیِ حق خبر داشتے
ہمہ خلق را نیست پنداشتے

اور کبھی آرزو کے - جیسے کاش اورا دیدمے ٭

ایسی ماضی کو جس میں شرط یا آرزو پائی جائے ماضی شرطی یا تمنّائی کہتے ہیں - شرط کی صورت میں شرطی - آرزو کی صورت میں تمنائی ٭

اس ماضی کے صرف تین صیغے ہیں - ایک واحد غائب کا - ایک جمع غائب کا - ایک واحد متکلّم کا ٭

بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے صیغہائے واحد غائب اور جمع غائب اور واحد متکلّم

ہیں یائے مجہول زیادہ کر دیتے ہیں +

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی شرطی یا تمنّائی	آوردے	آوردندے	×	×	آوردمے	×

کبھی ماضی مطلق اور ماضی تمنائی بھی ماضی استمراری کے معنے دیتی ہے۔ جیسا کہ عبارت ذیل میں ہے:-

قضا را موشے کہ از غایت شرہ خواستے کہ دانہ از خرمن ماہ دزدد و خوشہ پرویں از مزرعۂ آسمان بہ چنگال حرص در رباید۔ و حوالی آں منزل خانہ و در جوار آن انبار آشیانہ داشت۔ پیوستہ در زیر زمین از ہر طرف نقبے زدے۔ و بدندان خارا شگاف ہر جانبے حفرے بریدے +

خواستے۔ داشت۔ زدے۔ بریدے بمعنی مے خواست مے داشت۔ مے زد۔ مے برید +

کبھی ماضی شرطی ہیں ہمے اور مے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے مرزا قتیل اکبر

گر مونس و ہمدمے دمے داشتمے | زو چارۂ مرہمے ہمے داشتمے

در آتشِ غم سوختے سر تا پا | در دیدہ نمے اگر نمے داشتے

ماضی معطوف

ان ماضیوں کے علاوہ ایک اور ماضی ہے جو دو ماضیوں سے مرکّب ہوتی ہے۔ اور اُس کی کیفیّت یہ ہے کہ جب ایک کام کرتے ہی دوسرے کام کا کرنا یا ہونا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ تو ماضی مطلق کے آخر ہ لگا کر دوسری ماضی کے صیغے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے نماز خواندہ رفت۔ نماز پڑھتے ہی چلا گیا۔ ایسی ماضی کو ماضی معطوف کہتے ہیں۔

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی معطوف	آمدہ برگشت	آمدہ برگشتند	آمدہ برگشتی	آمدہ برگشتید	آمدہ برگشتم	آمدہ برگشتیم

یہ ماضی ایک اور طریق سے بھی استعمال کی جاتی ہے۔ یعنی اس میں بجائے ہ کے و استعمال

کرتے ہیں۔ مگر اس صورت میں غائب کے ساتھ غائب اور حاضر کے ساتھ حاضر اور متکلّم کے ساتھ متکلّم اور واحد کے ساتھ واحد اور جمع کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں ؛

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند

حوالت با خدا کردیم و رفتیم

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی معطوف	آمد و برگشت	آمدند و برگشتند	آمدی و برگشتی	آمدید و برگشتید	آمدم و برگشتم	آمدیم و برگشتیم

مضارع

کند (کرے)　دہد (دے)　بیند (دیکھے)　گوید (کہے)　نشیند (بیٹھے)

خورد رود ÷

(کھائے) (جائے)

یہ ایسے فعل ہیں جن میں بالفعل کا زمانہ بھی پایا جاتا ہے - اور آئندہ کا بھی - جس فعل میں یہ دونوں زمانے پائے جائیں اُس کو فعل مضارع کہتے ہیں - مضارع میں کبھی خاص حال کا زمانہ پایا جاتا ہے - اور کبھی خاص آیندہ کا - جیسے بیت

غم و شادمانی نماند ولیک
جزائے عمل ماند و نام نیک

غم اور خوشی نہیں رہتی - عمل کا بدلا اور نام نیک رہ جاتا ہے - اس میں بالفعل کا زمانہ پایا جاتا ہے ÷

شب چو عقد نماز مے بندم
چہ خورد بامداد فرزندم

میری اولاد صبح کو کیا کھائیگی ؟ اس مثال میں زمانہ آئندہ پایا جاتا ہے ÷

بنانے کا قاعدہ - مضارع ماضی سے بنتا ہے - مگر بنانے کا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں - ہاں ایک بات بطور قاعدہ کلیہ کے ہے - کہ مضارع کا حرف دَ اور دَ سے پہلا حرف مفتوح ہوتا

ہے - اور حرفوں کی یہ کیفیت ہے - کہ اگر ماضی کا حرف ماقبل آخر آ ہو - تو کبھی ہ سے بدل جاتا ہے - کبھی حذف ہو جاتا ہے - جیسے داد - دہد - نہاد - نہد +

اور اگر ماقبل آخر خ ہو - تو کہیں زاے معجمہ سے بدل دیتے ہیں - کبھی س مہملہ سے کبھی ش معجمہ سے - جیسے افروخت - سوخت - افروزد سوزد - شناخت شناسد - فروخت فروشد +

اور اگر رہو - تو اُسے متحرک کر دیتے ہیں جیسے برد خورد - برد خورد - اور کہیں ن سے بدل دیتے ہیں جیسے کرد کند +

اور اگر ر ہو تو ن بڑھا دیتے ہیں - جیسے زد زند - اور اگر س ہو تو کہیں ہ سے بدل دیتے ہیں - جیسے رست رہد - کہیں و ی سے جیسے شست شوید - اور کہیں ی سے جیسے آراست آراید - کہیں ن سے جیسے شکست شکند - کبھی ن اور د سے جیسے بست - پیوست - بندد - پیوندد - اور کبھی ی اور ن سے جیسے نشست نشیند - کبھی زاے معجمہ سے - جیسے برخاست برخیزد - کبھی ل سے جیسے گسست گسلد +

اور اگر شؔ ہو۔ تو کہیں رؔ اور دؔ سے جیسے گشت گردد۔ کبھی یؔ اور سؔ سے۔ جیسے نوشت نویسد۔ کبھی لؔ سے جیسے ہشت ہلد۔ کبھی اس کو مفتوح کر دیتے ہیں۔ جیسے کشت کشد۔ اور اگر ماقبل آخر فؔ ہو۔ تو کہیں اس کو بؔ سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے کوفت کوبد۔ اور کہیں یؔ اور رؔ سے جیسے گرفت گیرد۔ اور کہیں وؔ سے جیسے رفت رود۔ اور کہیں وؔ اور بؔ سے جیسے رُفت رُوبد۔ اور کہیں وؔ اور یؔ سے جیسے گفت گوید۔ اور کہیں سؔ اور پؔ سے جیسے خفت خسپد۔ اور اگر ماقبل آخر مؔ ہو تو یؔ سے بدل دیتے ہیں جیسے آمد آید ؛

اور اگر نؔ ہو تو متحرک ہو جاتا ہے۔ جیسے راند راند۔ اور اگر وؔ ہو تو کہیں اؔ اور یؔ سے بدل جاتی ہے۔ جیسے فرمود فرماید کہیں متحرک ہو جاتی ہے جیسے بُود۔ بُوَد اور کبھی آ اور شؔ سے بدل جاتی ہے۔ جیسے بود باشد ؛

اور اگر یؔ ہو تو کہیں حذف ہو جاتی ہے جیسے کشید کشد۔ کہیں متحرک کر دیتے ہیں۔

رید رئید - کہیں اس کے بعد ن بڑھا دیتے ہیں جیسے چید چیند - کبھی پہلے حرف کو بھی بدل دیتے ہیں جیسے دید بیند ؛

گردان

فعل / صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
مضارع	آورد	آورند	آوری	آورید	آورم	آوریم

جب ماضی کی طرح مضارع پر ب لگاتے ہیں تو الف ممدودہ ہونے کی صورت میں اس کو ی سے بدل دیتے ہیں - جیسے **فرد**

نہ بینی کہ گاوے در علف زار
بیالاید ہمہ گاوانِ دہ را

کبھی بولتے تو فعل مضارع ہیں اور مراد اُس سے بہت مدّت کا گزرا ہُوا زمانہ ہوتا ہے - جیسے **بیت**

نگہ دارد از تاب آتش خلیل
چو تابوتِ موسےٰ ز غرقابِ نیل

ان حالات کو گزرے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا۔ نمرود کے وقت میں ابراہیم بھی آگ سے بچا لئے گئے اور فرعون کے زمانے میں تابوت موسےٰ بھی غرقاب سے محفوظ رکھا گیا ؛

فعل حال

ہربنس رائے کتاب مے نویسد۔ بلدیو سہائے سبق یاد مے کند ؛

مے نویسد اور مے کند میں بالفعل کا زمانہ پایا جاتا ہے۔ یعنی اب لکھتا ہے۔ اور اب یاد کرتا ہے۔ ایسا فعل **فعل حال** کہلاتا ہے ؛

بنانے کا قاعدہ۔ مضارع کے پہلے مے یا ہمے زیادہ کر دو ؛

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
حال	مے آورد	مے آورند	مے آوری	مے آورید	مے آورم	مے آوریم

خزاں ہمے رود و نو بہار مے آید ۔
نظم میں ہمے پیچھے بھی آجاتا ہے:-

شاہ ماہ است و بخارا آسمان
ماہ سوے آسماں آید ہمے
شاہ سروست و بخارا بوستاں
سرو سوے بوستاں آید ہمے

کبھی مے اور ہمے دونوں اکٹھے آجاتے ہیں۔

شعر

نہ ہمے مے رہد آں نوگل خنداں از من
مے کشد خار دریں بادیہ داماں از من

فعل مستقبل

خواہد گفت (وہ کہے گا) خواہند شنید (وہ سنیں گے)۔ خواہی کرد (تو کرے گا)۔ خواہید دید (تم دیکھوگے)۔ خواہم برد (میں لے جاؤں گا)۔ خواہیم آورد (ہم لائیں گے) ۔

ان فعلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا وقوع زمانہ آئندہ میں ہوگا۔ جس فعل میں زمانہ آئندہ کا تعلق پایا جائے۔ اُس کو فعل مستقبل کہتے ہیں ۔

بنانے کا قاعدہ - ماضی مطلق کے پہلے خواہد لگاتے ہیں اور ماضی کو قائم رکھ کر لفظ خواہد کو بدلتے رہتے ہیں - یعنی جمع غائب میں خواہند - اور واحد حاضر میں خواہی اور جمع حاضر میں خواہید اور واحد متکلم میں خواہم اور جمع متکلم میں خواہیم کر دیتے ہیں - گردان دیکھو :-

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
مستقبل	خواہد آورد	خواہند آورد	خواہی آورد	خواہید آورد	خواہم آورد	خواہیم آورد

کبھی فعل مستقبل کی جگہ فعل حال استعمال کرتے ہیں - جیسے غنی

کس بعد مرگ گریہ بہ حالم نمے کند
در زندگی چو شمع بگریم بحال خویش

نمے کند یعنی نخواہد کرد +

فعل امر

بیا۔ بنشیں۔ بنگر۔ بکن۔ جامی

الٰہی غنچۂ امّید بکشاے
گلے از روضۂ جاوید بنماے

پہلے چار کلموں میں حکم پایا جاتا ہے۔ بکشاے اور بنماے میں جو بیت میں ہے دعا +

جس کلمے میں حکم یا دعا یا درخواست پائی جائے اس کو **امر** کہتے ہیں +

بنانے کا قاعدہ۔ مضارع کے واحد حاضر کا حرفِ اخیر حذف کر دو۔ امر حاضر بن جائیگا۔ امر حاضر وہ امر ہے جس میں شخص حاضر کو حکم دیا جائے +

کبھی غائب کو بھی حکم دیتے ہیں۔ جیسے زید را بگو سبق بخواند اور اس کا نام امر غائب رکھتے ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ امر کا مصداق صحیح وہی فعل ہے جس میں شخص مخاطب کو حکم دیا جائے۔ اس مثال میں کہ زید را بگو سبق بخواند امر نہیں بلکہ بگو کا بیان ہے +

جس کو امر غائب کہا جاتا ہے وہ مضارع غائب ہی کا صیغہ ہے ؛

فعل امر کے پہلے عموماً ب زائد لگاتے ہیں۔ نظم میں نہیں بھی لگاتے۔ بیت

پسر را نکو دار و راحت رساں
کہ چشمش نماند بدست کساں

امر حاضر اور غائب کے دو دو صیغے آتے ہیں ایک ایک واحد کے لئے ایک ایک جمع کے لئے ؛

گردان امر

فعل / صیغہ	واحد	جمع
امر حاضر	بیار	بیارید
امر غائب	بیارد	بیارند

کبھی امر کے آخر الف لگا دیتے ہیں۔ عبید زاکانی

اے خردمند عاقل و دانا
قصۂ موش و گربہ بر خوانا

بعض اوقات امر کے پہلے مے لاتے اور اس

سے دوام کے معنے لیتے ہیں۔ جیسے

گر تو مے خواہی کہ باشی خوش نویس
مے نویس و مے نویس و مے نویس

ایسے امر کو امر استمراری کہتے ہیں +

فعل نہی

آزردہ مشو۔ فارغ منشیں۔ بیکار مباش بیت

توقع مدار اے پسر گر کسی
کہ بے سعی ہرگز بجائے رسی

مشو اور منشیں اور مباش میں منع کیا گیا ہے جس فعل میں کام کرنے سے منع کیا جائے اس کو فعل نہی کہتے ہیں +

بنانے کا قاعدہ - امر حاضر کے پہلے میم مفتوح لگا دو فعل نہی بن جائے گا +

گردان

صیغہ / فعل	واحد	جمع
نہی حاضر	میار	میارید

نہی کے بھی امر کی طرح دو ہی صیغے ہیں۔ نہی حاضر کے بنانے کا قاعدہ تو لکھ دیا گیا ہے۔ نہی غائب مضارع غائب ہی کا صیغہ ہے۔ جس پر نفی کا نؔ لگایا جاتا ہے۔۔ یعنی مضارع منفی

گردان

فعل / صیغہ	واحد	جمع
نہی غائب	نیارد	نیارند

کمؔ کا لفظ بھی امر پر آ کر نہی کا فائدہ دیتا ہے۔ شعر

با بداں کم نشیں کہ صحبتِ بد
گرچہ پاکی ترا پلید کند

کم نشیں یعنی منشیں ؂

فعل کی قسمیں فاعل کے معلوم یا نہ معلوم ہونے کے لحاظ سے

معروف[1] و مجہول[2]

(۱) ناصر حکیم را کتاب داد ٭

(۲) کتاب دادہ شد ٭

پہلی مثال میں داد کا فاعل ناصر ہے ۔ جو معلوم ہے ۔ دوسری مثال سے یہ پایا جاتا ہے ۔ کہ کتاب دی گئی ۔ لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس نے دی یعنی دینے والا معلوم نہیں ٭

جس فعل کا فاعل معلوم ہو اسے معروف کہتے ہیں اور جس کا فاعل معلوم نہ ہو اُسے مجہول ۔ تو دَاد فعل معروف ہے اور دَادہ شد مجہول ٭

قاعدہ ۔ ماضی مطلق مجہول بنانے کا قاعدہ یہ ہے ۔ کہ ماضی مطلق معروف کے آخر ہ لگا کر صیغہ واحد غائب میں شد ۔ جمع غائب میں شدند واحد حاضر میں شدی ۔ جمع حاضر میں شدید ۔ واحد

متکلم میں شدم اور جمع متکلم میں شدیم لگا دو۔

گردان

فعل / صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلم
ماضی مطلق مجہول	آوردہ شد	آوردہ شدند	آوردہ شدی	آوردہ شدید	آوردہ شدم	آوردہ شدیم

ماضی قریب مجہول

بنانے کا قاعدہ۔ماضی مطلق معروف کے آخرہ ہ لگاکر صیغوں کی صورتوں کے مطابق شدہ است۔ شدہ اند۔شدۂ۔شدہ اید۔شدہ ام۔شدہ ایم لگایا جاتا ہے۔

گردان

فعل / صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی قریب مجہول	آوردہ شدہ است	آوردہ شدہ اند	آوردہ شُدۂ	آوردہ شدہ اید	آوردہ شدہ ام	آوردہ شدہ ایم

ماضی بعید مجہول

قاعدہ - ماضی بعید مجہول بنانے کے لئے ماضی قریب مجہول میں بجائے است و اند وغیرہ کے بود اور بودند لگا دو ÷

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی بعید مجہول	آوردہ شدہ بود	آوردہ شدہ بودند	آوردہ شدہ بودی	آوردہ شدہ بودید	آوردہ شدہ بودم	آوردہ شدہ بودیم

ماضی استمراری مجہول

بنانے کا قاعدہ - ماضی مطلق مجہول میں شد اور شدند کے پہلے مے کا لفظ لگا دو ÷

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی استمراری مجہول	آوردہ مے شد	آوردہ مے شدند	آوردہ مے شدی	آوردہ مے شدید	آوردہ مے شدم	آوردہ مے شدیم

ماضی شکی یا احتمالی مجہول

بنانے کا قاعدہ۔ ماضی بعید مجہول میں بجائے بود۔ بودند وغیرہ کے باشد۔ باشند۔ باشی وغیرہ لگاؤ۔

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
ماضی شکی یا احتمالی مجہول	آوردہ شدہ باشد	آوردہ شدہ باشند	آوردہ شدہ باشی	آوردہ شدہ باشید	آوردہ شدہ باشم	آوردہ شدہ باشیم

ماضی تمنّائی یا شرطی مجہول

اس ماضی کے تین ہی صیغے ہیں۔ گردان میں صیغوں کی صورت دیکھو۔

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد متکلّم
ماضی تمنّائی یا شرطی مجہول	آوردہ شدے	آوردہ شدندے	آوردہ شدمے

مضارع مجہول

قاعدہ۔ماضی مطلق مجہول میں بجائے شد۔شدند وغیرہ کے شود۔شوند وغیرہ لگاؤ۔

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
مضارع مجہول	آوردہ شود	آوردہ شوند	آوردہ شوی	آوردہ شوید	آوردہ شوم	آوردہ شویم

حال مجہول

قاعدہ۔مضارع مجہول میں شود۔شوند وغیرہ کے پہلے مے لگاؤ۔

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
حال مجہول	آوردہ مے شود	آوردہ مے شوند	آوردہ مے شوی	آوردہ مے شوید	آوردہ مے شوم	آوردہ مے شویم

مےؔ کا لفظ کبھی فعل کے شروع میں بھی لگا دیتے ہیں جیسے مے آوردہ شود۔ مے آوردہ شوند ۔

مستقبل مجہول

بنانے کا قاعدہ۔ ماضی مطلق معروف کے آخرہؔ لگا کر خواہد شد۔ خواہند شد وغیرہ زیادہ کرو ۔

گردان

صیغہ / فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلّم	جمع متکلّم
مستقبل مجہول	آوردہ خواہد شد	آوردہ خواہند شد	آوردہ خواہی شد	آوردہ خواہید شد	آوردہ خواہم شد	آوردہ خواہیم شد

فعل کی قسمیں اثبات اور نفی کے لحاظ سے

مثبت و منفی

فعل کی نسبت جس طرح کہا جاتا ہے کہ کیا

ہے یا ہُوا ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ نہیں کیا۔ یا نہیں ہُوا۔ جس فعل میں کام کا کرنا یا ہونا یعنی اثبات پایا جاتا ہے۔ اُس کو فعل مثبت کہتے ہیں۔ اور جس میں نہ کرنا یا نہ ہونا یعنی نفی پائی جائے اُس کو فعل منفی ۔

یہاں تک افعال کی جتنی گردانیں لکھی گئی ہیں۔ وہ سب فعل مثبت ہیں۔ فعل منفی بنانے کے لئے فعل مثبت کے شروع میں نَہ لگا دو۔ اور جن فعلوں میں مے لگایا جاتا ہے۔ وہاں مے کے پہلے نَ جیسے آوردہ نمے شد۔

اور یہ بھی معلوم رہے کہ جس طرح افعال پر بَ کے آنے سے الف ممدودہ ی سے بدل جاتا ہے۔ اسی طرح نَہ کے آنے سے یَ سے بدل جاتا ہے:۔

نیاورد۔ نیاوردہ است۔ نیاوردہ بود۔ نمے آورد۔ نیاوردہ باشد۔ نیاوردے۔ نیاورد۔ نمے آورد۔ نخواہد آورد۔

اسی طرح افعال معروف کی تمام گردانیں اور تمام افعال مجہول کی گردانیں کر لو۔

افعالِ قُلوب

دورانِ بقا چو بادِ صحرا بگزشت
تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگزشت
پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد
بر گردنِ او بماند و بر ما بگزشت

حامد را ذہین و عاقل انگاشتم ؞

افعال یا تو ہاتھ پاؤں اور زبان اور کان کے کام ہوتے ہیں یا دل سے وقوع میں آتے ہیں - چنانچہ پنداشت - انگاشت - فہمید - اندیشہ - دانست ایسے کام ہیں جو دل سے تعلق رکھتے ہیں ؞

ایسے افعال جو دل سے تعلّق رکھیں افعال قلوب کہلاتے ہیں ؞

افعال قلوب کا اگر کوئی جملہ مفعول نہ ہو بلکہ شخص یا چیز ہو - تو اُس کے دو مفعول آتے ہیں - گفتن جب اندیشیدن کے معنوں میں ہو تو اُس کا مفعول ایک جملہ ہوتا ہے -

مصرع

گفتم مگر بمنزل مقصود پے برم

اور جب اصلی معنوں میں بولا جائے۔ تو جو جملہ اُس کا مفعول ہوتا ہے اُس کو مقولہ کہتے ہیں۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ "امام مرشد محمد غزالیؒ را پرسیدند کہ چگونہ رسیدی بدیں منزلت در علوم۔ گفت۔ بداں کہ ہرچہ نداستم از پرسیدن ننگ نداشتم"۔

اس عبارت میں "بداں کہ ہرچہ ندانستم از پرسیدن ننگ نداشتم" مقولہ ہے گفت کا۔

فعل تائیدی

کسے را در قفا بد نباید گفت کہ ایں غیبت ست و غیبت امرے ست مذموم و ممنوع۔ شعر

تکلف گر نباشد خوش تواں زیست
تعلق گر نباشد خوش تواں مُرد

سعدی

نشاید برو سعدی جاں ازیں کار
مسافر تشنہ و جلاب مسموم

قاآنی

سیلے ز ہر کرانہ رواں شد کہ ہیچ کس
نارست بے سفینہ گزشتن بمعبرا

شیخ سعدی فرماتے ہیں - بیت

نفس مے نیارم زد از شکرِ دوست
کہ شکرے ندانم کہ در خورد اوست

ان مثالوں میں گفت کے ساتھ نباید اور زیست اور مُرد کے ساتھ تواں اور بُرد کے ساتھ نشاید اور گزشتن کے ساتھ نارست اور زد کے ساتھ مے نیارم بطور تائید آئے ہیں- ایسے افعال جو دوسرے فعلوں کے ساتھ تائید کے طور پر آئیں فعل "تائیدی کہلاتے ہیں- توانست - تواند - تواں - باید - شاید - بایست - بایستے - باید اور اسی قسم کے کلمات فعل تائیدی ہیں ؛

فائدہ - جن افعال پر جو کم سے کم چہار حرفی ہوں ب زائد لگاتے ہیں - اگر اُن کے شروع میں حروف شؔ اور گؔ اور نؔ آئیں تو وہ ساکن پڑھے جاتے ہیں - جیسے بشمرد - بشگفت - بگریست - بگریخت - بنھفت - بنہاد ؛ شعر

شنیدم کہ بگریست سلطانِ روم
بر نیک مردے ز اہلِ علوم

بگریست میں گؔ ساکن ہو گیا ؛

فعل نہی میں مؔ کا بھی یہی عمل ہے - شعر

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند
لاف یاری و برادر خواندگی
مشُمار مشمار پڑھا گیا + مصرع
ضمیرِ دلِ خویش منمائے زدو
منمائے کا نؔ ساکن پڑھا جاتا ہے +
افعال منفی میں نؔ بھی یہی عمل کرتا ہے۔

سعدی

کسے راہ معروف کرخی نجست
کہ ننہاد معروفی از سر نخست
ننہاد میں نؔ جو مکسور تھا ساکن ہو گیا + تواں پر نؔ نفی کا آئے تو تؔ ساکن ہو جاتی ہے۔ مصرع
کہ نتواں شستن از زنگی سیاہی

اسمائے مشتقہ

جس طرح فعل مشتق ہوتا ہے - اسی طرح اسم بھی مشتق ہوتا ہے - افعال مشتقہ کا بیان مفصل پہلے قلمبند کیا گیا ہے - اسمائے مشتق کا حال یہاں لکھا جاتا ہے +

حاصل مصدر

نوازش - آمیزش - افزائش - آرائش - آزمائش - خلش - خورش - پرورش +

یہ ایسے اسم ہیں کہ کام کا اثر یا کیفیت ظاہر کرتے ہیں - یعنی نوازش نواختن کا - آمیزش آمیختن کا - افزائش افزودن کا - آرائش آراستن کا - آزمایش آزمودن کا - خلش خلیدن کا - خورش خوردن کا پرورش پروردن کا اثر یا کیفیت ظاہر کرتا ہے - ایسے اسم حاصل مصدر کہلاتے ہیں - اردو میں یوں سمجھو کہ ایک ہے جلنا اور تڑپنا ایک ہے جلن اور تڑپ - یہ جلن اور تڑپ حاصل مصدر ہیں +

حاصل مصدر بنانے کا قاعدہ کلیہ نہیں ہے عموماً امر کے آخر شؔ لگایا جاتا ہے اور اُس کے پہلے حرف کو مکسور پڑھتے ہیں *
کبھی ماضی ہی حاصل مصدر کا کام دیتی ہے جیسے گفت اور گرفت سعدی

یکے را چو گفت وے آمد بگوش
دگر دیگ خشمش نیامد بجوش

کبھی ماضی پر کوئی اور لفظ زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے بازگشت - پیش رفت - فروگزاشت *
کبھی امر سے حاصل مصدر کا کام لیتے ہیں جیسے - شعر

آدمی را گر نباشد سوز عشق و درد دل
اسب چوبین ست کش نے دست و نے پا و سر ست

کبھی ماضی اور امر کے ملانے سے یہ معنے حاصل کرتے ہیں - جیسے گفتگو - جستجو - پخت و پز - خرید و فروش - عرفی

شست و شوے لباس گیتی را
عدل نزہت گر تو صابون باد

کبھی دو مختلف صیغہاے ماضی کے ملانے سے جیسے گفت و شنید - داد و ستد - خورد برد - نشست و برخاست - خرید و فروخت - آمد و رفت۔

دید و شنید *

کبھی دو صیغہاے امر کے ملانے سے - جیسے پیچ و تاب و سوز و گداز - تگ و دو *

کبھی دو امروں میں اتصال کا الف لگا کر جیسے کشاکش - دوا دو - تگاپو *

کبھی ایک امر اور ایک نہی کے ملانے سے جیسے خواہ مخواہ - کش مکش - نظامی

کن مکن ہرچہ درو زندگی ست
پیش خداوندی او بندگی ست

کبھی ماضی کے آخر "ار" لگانے سے جیسے رفتار گفتار - قاآنی

حق گواہ ست کہ گفتار تو در گوش خرد
گوہرے ہست کہ ملک دو جہانش ثمن ست

کبھی امر کے آخر "ہ" زیادہ کرتے ہیں - جسے خندہ - گریہ *

کبھی اسم اور امر کو ملا کر یہی فائدہ حاصل کرتے ہیں - جیسے دست رس *

کبھی اسم اور ماضی کو ملا کر جیسے دست بُرد - دست داد *

کبھی امر کے آخر "ی" بڑھا کر جیسے خموشی شعر:-

به طبعم هیچ مضموں به زلب بستن نمے آید
خموشی معنیِ دارد که در گفتن نمے آید

ہم مناسب خیال کرتے ہیں۔ کہ مصادر اور اُن کے حاصل مصدر ایک ساتھ لکھ دیں تا کہ طلبہ کو ان پر عبور ہو۔ کیونکہ ان کا جاننا ان کے لئے ضرور ہے :۔

مصدر	حاصل مصدر	مصدر	حاصل مصدر
آراستن	آرایش	آلائیدن	آلایش
	آراستگی	آلودن	آلودگی
آروغیدن	آروغ	آماسیدن	آماس
آزردن	آزار	آمدن	آمد
	آزردگی	آمرزیدن	آمرزش
آزمودن	آزمایش	آموختن	آموزگاری
آسودن	آسودگی	آمیختن	آمیزش
	آسایش	ورزیدن	ورزش
آشامیدن	آشام	استادن	استادگی
آشفتن	آشوب	افتادن	افتادگی
آغازیدن	آغاز		افتاد
آفریدن	آفرینش	افزودن	افزایش
آگاهیدن	آگاهی		افزونی

مصدر	حاصل مصدر	مصدر	حاصل مصدر
افسردن	افسردگی	بستن	بند و بست
افشاندن	افشاں		بندش
افشردن	افشار	بودن	بود
افگندن	افگندگی	بوسیدن	بوسہ
انجامیدن	انجام	بمعنی چومنا	
انداختن	انداز	بمعنی بوسیدہ ہونا	بوسیدگی
	اندازہ	پالودن	پالایش
اندیشیدن	اندیشہ	پائیدن	پائندگی
انگیختن	انگیزش	پختن	پزش
	انگیز	پذیرفتن	پذیرائی
باختن	بازی	پرستیدن	پرستش
باریدن	بارش	پرسیدن	پرسش
بافتن	بافت	پروردن	پرورش
بالیدن	بالیدگی	پرہیزیدن	پرہیز
	بالش	پریدن	پرواز
بخشودن	بخشایش	پژوہیدن	پژوہش
بخشیدن	بخشش	پسندیدن	پسندیدگی
برآمدن	برآمدگی	پنداشتن	پندار
برگشتن	برگشتگی	پوشیدن	پوشش
بریدن	برش	پوئیدن	پویہ

مصدر	حاصل مصدر	مصدر	حاصل مصدر
پیچیدن	پیچش	چشیدن	چاشنی
	پیچ	چکیدن	چکش
پیراستن	پیرایش	چمیدن	چمش
پیمودن	پیمائش	خاریدن	خارش
پیوستن	پیوند	خراشیدن	خراش
تاختن	تازش	خرامیدن	خرام
تافتن	تابش	خروشیدن	خروش
	تاب	خریدن	خرید
تپیدن	تپش	خستن	خستگی
تراشیدن	تراش	خفتن	خفت
تراویدن	تراوش	خلیدن	خلش
ترسیدن	ترس	خموشیدن	خموشی
توانستن	توانائی	خمیدن	خمیدگی
	تواں	خندیدن	خندہ
جَستن	جَست	خوابیدن	خواب
جُستن	جُستجو	خواستن	خواہش
جنبیدن	جنبش	خواندن	خواندگی
جوشیدن	جوش	خوردن	خورش
	جوشش	دادن	داد
چسپیدن	چسپیدگی		دہش

مصدر	حاصل مصدر	مصدر	حاصل مصدر
داشتن	داشت	رہیدن	رہائی
دانستن	دانش	ریختن	ریزش
	دانائی	زاریدن	زاری
درودن	درود	زائیدن	زائیدگی
دزدیدن	دزدی	زدن	زدگی
دمیدن	دم	زدودن	زدائش
دوختن	دوختگی	ساختن	سازش
دیدن	بینائی		ساخت
درخشیدن	درخش	سپردن	سپارش
ربودن	ربودگی	ستاندن	ستانیدنی
رستن	رستگاری	ستائیدن	ستائش
رسیدن	رسائی	ستدن	ستدگی
رفتن	روش	ستیزیدن	ستیز
	رفتار	سرشتن	سرشت
رُفتن	رفت	سزیدن	سزا
	روب	سگالیدن	سگال
رقصیدن	رقص	سوختن	سوزش ـ سوز
رمیدن	رم	شتاختن	شتاب
	رمیدگی	شستن	شست
رنجیدن	رنجش		شو

مصدر	حاصل مصدر	مصدر	حاصل مصدر
شکستن	شکستگی	فشردن	فشار
	شکست	فہمیدن	فہمایش
شکیبیدن	شکیبائی	کاستن	کاست
شگافتن	شگاف	کاویدن	کاوش
شگفتن	شگفت	کاہیدن	کاہش
شمردن	شمار	کردن	کردار
شناختن	شناسائی	کشادن	کشائش۔کشادگی
شنیدن	شنوائی	گشتن	گشت
شوریدن	شورش	کشودن	کشودگی
طپیدن	طپش	کشیدن	کشش
طرازیدن	طراز	کوشیدن	کوشش
طلبیدن	طلب	کوفتن	کوفت
غارتیدن	غارت	گداختن	گداز
غنودن	غنودگی	گزاشتن	گزاشت
فرسودن	فرسودگی	گرائیدن	گرائش
فرمودن	فرمائش	گرویدن	گردش
فروختن	فروخت	گرفتن	گرفت
	فروش	گرویدن	گرویدگی
فریفتن	فریب	گریختن	گریز
فزودن	فزائش	گریستن	گریہ

مصدر	حاصل مصدر	مصدر	حاصل مصدر
گزاردن	گزارش	نازیدن	نازش - ناز
گزیدن	گزیدگی	نالیدن	نالش
گشتن	گشتگی	نکوہیدن	نکوہش
	گشت	نگاشتن	نگارش
گفتن	گویائی	نگریستن	نگرانی
	گفتار	نمودن	نمائش - نمود
گنجیدن	گنجائش	نواختن	نوازش
گواریدن	گوارش	نوردیدن	نورد
لافیدن	لاف	نوشتن	نوشت
لرزیدن	لرزش	نوشیدن	نوش
لغزیدن	لغزش	ورزیدن	ورزش
مالیدن	مالش	ہراسیدن	ہراس
ماندن	ماندگی - ماند	یارستن	یارا
مانستن	مانائی		

جس طرح حاصل مصدر مصدر سے بناتے ہیں - اسی طرح اسم جامد سے بھی بناتے ہیں - اُس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے - کہ اسم کے آخر یائے معروف لگا دیتے ہیں - جیسے سرخ سے سرخی - سفید سے سفیدی - سبز سے سبزی - جوان

سے جوانی ۔ استاد سے استادی ۔ شاگرد سے شاگردی ؛

اسم فاعل

دانندہ (جاننے والا) ۔ خوانندہ (پڑھنے والا) ۔ فروشندہ (بیچنے والا) ۔ بافندہ (بُننے والا) ۔ یابندہ (پانے والا) ۔ شناسندہ (پہچاننے والا) ؛ **مصرع**

پرستندۂ آفرینندہ باش

یہ کلمات لفظاً یعنی بلحاظ اشتقاق اس ذات پر دلالت کرتے ہیں ۔ جس سے فعل صادر ہُوا ۔ دانندہ اس کو کہتے ہیں جو جانے ۔ خوانندہ اُس کو جو پڑھے ۔ فروشندہ اُس کو جو بیچے ۔ بافندہ اُس کو جو بُنے ۔ شناسندہ اُس کو جو پہچانے ۔ پرستندہ اُس کو جو پوجے ۔ آفرینندہ پیدا کرنے والے کو ۔ ایسا کلمۂ مشتق جس سے کسی فعل کا سرزد ہونا ظاہر ہو **اسم فاعل** کہلاتا ہے ؛

بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ امر کے حرف اخیر کو مکسور کرکے اس کے ساتھ ندہ لگا دیتے ہیں ۔ جیسا کہ الفاظ مندرجۂ بالا سے ظاہر ہے ؛

اگر امر کے آخر آ یا وٓ ہو تو ندہ لگانے سے

پہلے ﺁﺋی زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے آیندہ - نمایندہ - گویندہ - جویندہ ؛

اور اگر حرف آخر ﺁﺋی ہو تو ﺁﻧﺪہ لگانے سے پہلے حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے زی - زندہ ؛

اسم فاعل بسا اوقات اسم اور امر سے مل کر بنتا ہے۔ جیسے دل کش - جان آفریں - دوست نواز حق طلب - عذر نیوش - قبلہ نما - غمخوار - سخن گو - کار ساز - ان مثالوں میں دل اور جان اور دوست اور حق اور عذر اور قبلہ اور غم اور سخن اور کار اسم ہیں اور کش اور آفریں اور نواز اور طلب اور نیوش اور نما اور خوار اور گو اور ساز امر ؛

اس قسم کے اسم فاعل کو جو اسم اور امر سے مل کر بنے اسم فاعل ترکیبی کہتے ہیں ؛

کبھی امر کے آخر آ زیادہ کرتے ہیں - جیسے دانا - بینا - جویا - گویا - کبھی آں کرتے ہیں - جیسے باراں - تاباں - درخشاں - سوزاں - خواہاں ؛

شعر

از پے دنیا مشو پویاں کہ ایں لوح سراب
ہر نفس نقشے پدید آوردہ باطل کردہ اند

کبھی امر ہی اسم فاعل کے معنی دیتا ہے جیسے دزد ؛

کبھی ماضی کے آخر آر لگاتے ہیں۔ جیسے فرختار (فروشندہ۔یہاں ماضی میں سے وؔ بھی حذف ہو گئی ہے۔ اصل میں فروختار تھا۔ اس قسم کے اسم فاعل کو اسم فاعل سماعی کہتے ہیں +

فارسی میں عربی کے اسم فاعل بھی کثرت سے مستعمل ہیں۔ چونکہ عربی کے مصدر کئی طرح کے ہیں۔ اس لئے اس کے اسم فاعل بھی کئی وزنوں کے ہیں۔ اور سب میں بہ استثنائے وزن فاعل پہلا حرف مضموم اور ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے۔ اور اگر ماقبل آخر یؔ ہو تو اُس سے پہلا حرف مکسور ہوتا ہے +

اسم فاعل کے اوزان یہ ہیں :۔

فاعل۔ خالق۔ رازق۔ عالم۔ حاکم۔ قادر۔ حاضر۔ قائل۔ عادل۔ شاکر۔ صابر۔ حاذق۔ صادق۔ واصل۔ مائل۔ واجب۔ لازم۔ داعی۔ نامی +

مُفعِل۔ مُحسن۔ مُقبل۔ منصف۔ مرشد۔ مثمر۔ مخبر۔ مضحک۔ مشعر۔ مُسلم۔ مخلص۔ مورث۔ مفتی۔ معطی۔ معین۔ مقیم۔ مُدبر۔ مجیب۔ مشیر۔ مطیع۔ مفید +

اس وزن کے اسم فاعل کے حرف اخیر کا اگر

پہلا حرف یائے معروف ہو - تو اُس سے پہلا حرف مکسور ہوتا ہے +

مُفْتَعِل - مستعد - مجتنب - محترز - ملتمس - مجتہد - مخترع - مستتر - مشتعل - مشتمل - مرتکب - مستعد - مشتہر - مفترق +

جن اسما میں حرف ماقبل آخر آ ہو - تو اُس سے پہلا مفتوح ہوتا ہے - جیسے محتاط - مشتاق - محتاج - معتاد - محتال - ممتاز - ان تمام الفاظ میں تِ مفتوح ہے +

مُفَعِّل - مدبّر - مقرّر - محقّق - محدّث - مفرّح - مصوّر - منجّم - معلّم - مجوّز - مسلّح - مبلّغ - مصدّق - مخیّر - مصنّف - محرّک - مؤدّب - معبّر - مؤثّر - مصحّح - موحّد +

مُتَفَعِّل - متردّد - متفکّر - متجسّس - متفحّص - متاٴمّل - متغیّر - متصرّف - متکلّم - متحمّل - متاثّر - متعرّض - متعلّق - متملّق - متمنّی - متلوّن - متوکّل - متوطّن - متکبّر - متفرّق - متمکّن - متوجّہ +

مُفَاعِل - مطابق - مقابل - مجاہد - مخاطب - محافظ - مبارز - مساعد - محاسب - ملائم - ملازم - مشابہ - مشاور - مسافر - متابع - مضارع - موافق - مخالف -

لہ یہ لفظ بکسر لام مشدّد ہے +

مزارع - مقارن - معاون - مرادف - مساوی -
ملاقی +

متفاعل - متقابل - متزاید - متصاعد - متساوی -
مترادف - متکاثر - متشابہ - متلاطم - متواضع -
متواتر - متہاون +

مُنفعِل - منطبع - منحرف - منعطف - منبسط - منصرف -
منطبق - منہمک - مندمل - منقبض - منحصر - منقطع -
منکسر - منفرد - منکشف - منقلب - منفصل - منقسم
مندفع - منعدم - مندرج +

اس وزن کے اسم فاعل کا اگر حرفِ اخیر مشدّد
ہو - تو اس سے پہلا حرف مفتوح ہوتا ہے -
جیسے مُنحل - منجر - منضم - منفک - منشق +

مستفعل - مستبصر - مستبشر - مستاجر - مستعفی - مستفتی -
مستعجل - مستقبل +

تنبیہ - یاد رکھنا چاہیئے - کہ ان قاعدوں کی بنا پر
مصدر توجُّہ اور تواضُع کا اسم فاعل مُتوجِّہ بکسر جیم
اور متواضع بکسر ضاء ہے - مگر ناواقف لوگ اصل
مصدر کی حرکات پر قیاس کر کے متوجُّہ اور متواضع
کہتے ہیں - یہ غلط ہے اور اس سے احتراز ضرور
ہے +

اسم مفعول

آوردہ (لایا ہوا) - پروردہ (پالا ہوا) - خواندہ (پڑھا ہوا) - دادہ (دیا ہوا) - نہادہ (رکھا ہوا) - خوردہ (کھایا ہوا) *

یہ کلمات مشتق ہونے کے لحاظ سے اس ذات پر دلالت کرتے ہیں جس پر فعل واقع ہوا ہو۔ آوردہ اُس کو کہتے ہیں - جو لایا گیا ہو - پروردہ اُس کو جو پالا گیا ہو - خواندہ اُس کو جو پڑھا گیا ہو - دادہ اُس کو جو دیا گیا ہو۔ نہادہ اُس کو جو رکھا گیا ہو - خوردہ اس کو جو کھایا گیا ہو - ایسا کلمۂ مشتق جس پر فعل واقع ہو - اسم مفعول کہلاتا ہے *

بنانے کا قاعدہ - ماضی مطلق کے آخر "ہ" لگانے سے اسم مفعول بن جاتا ہے - کبھی اس پر لفظ شدہ بڑھا دیتے ہیں *

کبھی اسم اور امر مل کر اسم مفعول بنتا ہے - جیسے دل پسند (پسندیدۂ دل) - حق نواز (نواختۂ حق) - میرزا (زادۂ میر) *

کبھی اسم مفعول کلمۂ مشتق اور ایک اسم

جامد کی ترکیب سے جیسے نار پرورده - خدا داده -

شعر

زیب مشاطہ صفائے ندہد آن بہتر
کہ قناعت بہ ہمیں حسنِ خدا داده کنی

کبھی آخر سے ہ حذف کر دی جاتی ہے - جیسے نو آورد - بیت

اہل را صحبت نا اہل زیانہا دارد
آب در کوزۂ ناپختہ گِل اندود شود

کبھی ماضی کے بعد آر لگاتے ہیں جیسے گرفتار +
ایسے اسم مفعول جو دوسرے الفاظ کے ساتھ مل کر بنیں - اسم مفعول ترکیبی کہلاتے ہیں +
عربی کے بہت سے اسم مفعول فارسی میں بھی مستعمل ہیں - جیسے مقبول - محمود - ممدوح - ممنون - مقبول - معروف - مشہور - مسرور - محفوظ - مخطوظ - معبود - مسجود - محجوب - محسوب - معروف - موصوف - مخصوص - مکتوم - معصوم - مقتول - منقول - مجروح - مکتوب - مرقوم - منہی - نفی - مہدی - منفی - مروّج - مصوّر - مقدّر - مسلّم - موفّق - معجل - مسجّل - مقرّر - معیّن - مسجّع - مقرّب - مکرّم - معظم - مکمّل - منقّش - محمّد - موثّق - موفّق - مقفّا - مصفّا - معمّا - مستجاب - مستحان +

اسم مفعول مفعول کے وزن پر آتا ہے - اور دوسرے اوزان میں حرف ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے اور جن صیغوں میں حرف آخر سے پہلے آ ہو - تو آ کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے ؞

فائدہ - بعض ایسے اسم مشتق ہیں کہ ان کے آخر ہ آتی ہے - مگر وہ فعل لازم سے مشتق ہیں - چونکہ فعل لازم کا مفعول نہیں ہوتا - اس لئے ایسے اسم اسم مفعول نہیں کہلاتے - بلکہ صفت مشبہہ کہلاتے ہیں - جیسے آمدہ - رفتہ - تپیدہ - خزیدہ - دویدہ - افتادہ - چسپیدہ - نشستہ ؞

اسم آلہ

اسم آلہ عربی میں مشتق ہوتا ہے - اور اس کے اوزان مفعل یا مفعال ہیں - ان وزنوں کا جو لفظ ہوگا - وہ اسم آلہ ہوگا - جیسے مِصقل - مِسطر - مِنبر - مِطحن (چکّی) - مرآۃ - مِقراض - مسواک - مضراب - میزان - مقیاس - معیار - مفتاح - مصباح - منقار - منشار - فارسی میں اسم آلہ کا کوئی وزن خاص نہیں ہے - بلکہ ہر ایسی چیز

کے نام کو جس سے کوئی کام کیا جائے اسم آلہ کہتے ہیں۔ جیسے سوزن۔ گاز۔ آئینہ۔ وزنہ۔ تابہ۔ البتہ چند اسم آلہ مشتق ہیں، جیسے پیمانہ۔ کوبہ۔ استرہ۔ تابہ۔ سنبہ۔ اسی لیے یہ مشتقات میں داخل کئے جاتے ہیں ؞

اسم حالیہ

دردمند گریاں آمد۔ حامد را خنداں دیدم۔

نظیری

کیست ایں از روے رعنائی بجولاں آمدہ
کردہ در ہر کس نظر بر خویش نازاں آمدہ

گریاں اور خنداں اور نازاں، ایسے کلمات ہیں۔ جو فاعل اور مفعول کی حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو کلمہ کسی کی حالت کو ظاہر کرے اس کو اسم حالیہ کہتے ہیں ؞

گریاں دردمند کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ روتا ہؤا آیا۔ اور خنداں حامد کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں نے اُس کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ہنس رہا تھا۔ تو گریاں اور خنداں اسم حالیہ ہیں ؞

قاعدہ - امر کے آخر آن لگانے سے اسم حالیہ بنتا ہے - کبھی اسم اور امر کے ملنے سے جیسے نعت خوان - تسبیح خوان ٭

اسم ظرف

اسم ظرف کے اشتقاق پر خیال کیا جائے تو دوشہ یا دوشنہ کا لفظ ہے - جو دوشیدن سے مشتق ہے جس کے معنے دودھ دوہنے کا برتن ہے - اس کے سوا کوئی اور لفظ نہیں ہے جو ظرف کے لئے وضع کیا گیا ہو - البتّہ بعض ماضی اور امر کے صیغے ظرف کا کام دیتے ہیں - جیسے گزشت اور گزر اور شار - کہ گزشت دریا کے گھاٹ کو کہتے ہیں اور گزر چرواہوں کے برتن کو - اور شار پانی جھرنے کی جگہ کو - ایسے اسموں کو جو ظرف کا کام دیں اسم ظرف کہتے ہیں ٭

ان کے سوا بعض اسم اور امر مل کر ظرف کا فائدہ دیتے ہیں - جیسے زرخیز - بدرو ٭

حروف

اسم اور فعل کی بحث ختم ہوئی - اب حرف کا بیان لکھا جاتا ہے - حروف کئی قسم کے ہیں :-

حروف جارہ

ظالم بگردن افتاد - برائے نماز بہ مسجد رفتم - علم بے عمل سودے ندارد - **سعدی**

ز مغرورِ دنیا رہِ دیں مجوے
خدا بینی از خویشتن بیں مجوے

گرت جاہ باید مکن چوں خساں
بہ چشم حقارت نگہ در کساں

علم از بہر دیں پروردن ست نہ از بہرِ دنیا خوردن ۔ **شعر**

دو کس چہ کنند از پئے خاص و عام
یکے نیک سیرت دگر زشت نام

شعر

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا ست

مطلب گر توانگری خواہی
جز قناعت کہ دولتیست ہنی

مصرع

تاج بر سر نہ و علم بر دوش

ان مثالوں میں حروفِ ب - برائے - بے - ز - از - چوں - در - بر - بہر - پے - تا - جز جن لفظوں کے ساتھ آئے ہیں - ان کے معنوں کو فعلوں سے ملا دیا ہے - جو حروف کسی اسم کے معنوں کو فعل سے ملاتے ہیں وہ حروفِ جارہ یا حروفِ جر کہلاتے ہیں +

حرف جر دو دو اکٹھے بھی ہو جاتے ہیں - جیسے از بہر خدا یا از برائے خدا - از پے نفع خلائق - از سر تا بپا - بجز +

غیر اور بغیر کا لفظ بھی بہ زیادت با جز اور بجز کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے + یعنی جہاں جز اور بجز آتا ہے - وہاں غیر اور بغیر بھی آ سکتا ہے مگر کسرہ اضافی کے ساتھ

شعر

بغیر شہد خموشی کدام شیرینی ست
کہ از حلاوت آں لب بیک دگر چسپد

یہاں بغیر اضافت کے ساتھ بغیر شہد پڑھا گیا ہے ؛

حروفِ عطف

(۱) سلیم و کلیم آمدند و مناظرہ نمودند ؛

(۲) ارکانِ دولت و اعیانِ حضرت وصیّت ملک بجاے آوردند و تسلیم مفاتیح قلاع و خزائن بدو کردند ؛

پہلی مثال میں وؔ نے سلیم اور کلیم کو آمدند اور نمودند میں باہم شامل کیا ہے۔ اور دوسری مثال میں بھی وؔ نے ارکانِ دولت اور اعیانِ حضرت یعنی دو اسموں کو فعل بجاے آوردند میں شریک کیا ہے۔ اسی طرح مفاتیح قلاع و خزائن کو کردند میں باہم شامل کیا ہے۔ ایسے حرف جو دو کلموں یا دو جملوں کو ایک حکم میں شامل کریں۔ حروف **عطف** کہلاتے ہیں ؛

حرف عطف جن دو کلموں یا دو جملوں کے

درمیان واقع ہوتا ہے۔ ان میں سے پہلے کو **معطوف علیہ** کہتے ہیں۔ پچھلے کو **معطوف**۔

مثال اوّل میں سلیم اور کلیم کا صرف آنا پایا جاتا ہے۔ یہ نہیں پایا جاتا کہ پہلے کون آیا اور پیچھے کون۔ یعنی وؔ سے تقدیم و تاخیر نہیں پائی جاتی۔ لیکن جب عطف پس اور سپس سے ہوتا ہے۔ تو یہ حروف تعقیب کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے ظہیر آمد پس نصیر یا سپس نصیر۔ اس سے پایا گیا کہ ظہیر پہلے آیا۔ اور نصیر پیچھے۔

باز اور دگر بھی تعقیب کا کام دیتے ہیں۔ اس صورت میں وہ بھی حروف عطف ہیں۔

حروفِ استثنا

(۱) ہمہ آمدند مگر زید۔

(۲) جملہ طلبہ سبق خواندند اِلّا محمود۔

پہلی مثال میں آنے والوں میں سے زید کو جدا کیا ہے۔ کہ سب آئے مگر زید نہ آیا۔ اور دوسری مثال میں محمود کو الگ کیا ہے۔ کہ تمام طالب علموں نے سبق پڑھ لیا مگر محمود

نے نہیں پڑھا *

جن حرفوں سے کسی چیز کو دوسری چیزوں سے الگ کرتے ہیں ۔ ان کو **حروف استثنا** کہتے ہیں ۔ استثنا کے حروف یہ ہیں ۔ مگر ۔ الّا *

سِوا اور غیر اور بغیر بھی استثنا کا کام دیتے ہیں ۔ مگر وہ اضافت کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں ۔ **شعر**

کسے بہ پرسشِ احوال من نمے آید
بغیر گریہ کہ آید بحالِ خویش مرا

جس چیز کو الگ کرتے ہیں ۔ اسے **مستثنیٰ** کہتے ہیں اور جس سے الگ کرتے ہیں ۔ اُسے **مستثنیٰ منہ** *

فائدہ ۔ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ اگر ایک جنس سے ہوں تو **مستثنیٰ متّصل** ہے اور اگر مختلف ہوں تو **مستثنیٰ منقطع** *

حروف مفاجاۃ

بباز ار رفتم ناگاہ مسعود را دیدم ۔ **بیت**

تعالےٰ اللہ چہ دولت دارم امشب
کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب

ناگاہ اور ناگہاں سے پایا جاتا ہے ۔ کہ مسعود

کا دیکھنا اور دوست کا آنا یکایک ہو گیا - جن الفاظ سے کسی کام کا یکایک وقوع میں آنا پایا جائے - وہ **کلمات مفاجاۃ** ہیں ؞

ناگاہ کی جگہ ناگہ بھی آتا ہے ؞

کہ بھی مفاجات کے معنے دیتا ہے - جیسے من بہ لاہور رسیدہ بودم کہ بشارتِ کامیابی خود شنیدم ؞

یہاں کہ نے ناگہاں کے معنے دئے ہیں - ایسا کاف فجائیہ یا کاف مفاجات کہلاتا ہے ؞ **شعر**

دوش در خواب باو درد دلے مے گفتم
گریہ آبے بہ رخم ریخت کہ بیدار شدم

حروفِ علّت

در حفظِ آبرو ز گہر باش سخت تر
کیں آب رفتہ باز نیاید بجوے خویش

یعنی آبرو کی حفاظت میں موتی سے زیادہ سخت ہونا چاہیئے - کیونکہ پانی جب گزر جاتا ہے - تو نہر میں لوٹ کر نہیں آتا ؞

یہاں دوسرا مصرع پہلے کا سبب واقع ہوا ہے ؞

دیدم کہ صحبتِ نیکاں اثر کیمیا دارد - لہذا آں را ورزیدم ٭

یہاں لہذا سبب کے لئے آیا ہے ٭

جن حروف سے کسی کام کا سبب بیان کیا جائے وہ **حروف علت** کہلاتے ہیں - اور جس کا سبب بیان کیا جائے وہ **معلول** ٭

حروف علّت یہ ہیں :-

چراکہ - زیراکہ - کہ - لہذا - بنابراں ٭

شعر

چوں جامہ حریں شمرم صحبت ناداں
زیراکہ گراں باشد و تن گرم ندارد

حروف ندا

شعر

شاہا مدام کار جہانت بکام باد
گردوں ترا متابع و اجرام رام باد

اے خدا قربان احسانت شوم

غیاث شیرازی

زضبط گریہ عاجز ماندہ ام یارب چہ حال ست ایں
کہ آتش مے نہفتم در دل اکنوں آب نتوانم

ان مثالوں میں حرف الف جو شاہا کے آخر اور الفاظ اَے اور یَا جو خدا اور رب کے اوّل آئے ہیں ان سے پکارا گیا ہے۔ جس لفظ سے کسی کو پکاریں اُس کو حرف ندا کہتے ہیں۔ اور جس کو پکاریں وہ منادےٰ کہلاتا ہے ؛

منادےٰ کبھی سامنے ہوتا ہے۔ کبھی آنکھ سے اوجھل۔ جیسا کہ اشعار مندرجۂ عنوان سے ظاہر ہے ؛

کبھی اپنے آپ کو بھی منادےٰ ٹھیرا لیتے ہیں۔ **بیت**

سعدیا دی رفت و فردا ہم چناں موجود نیست
درمیان ایں و آں فرصت شمار امروز را

اس شعر میں سعدی نے اپنے تئیں منادےٰ ٹھیرایا ہے ؛

کبھی بے جان چیزوں کو پکارتے ہیں۔ **مصرع**

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

کبھی حرف ندا کو حذف کر دیتے ہیں ؛

شعر

نظیری پس ازیں آہ و فغاں دل خراش آخر
بمُردم تا یکے آزارِ دل خواہد رسید از من

حروفِ نُدبہ

جب کسی بات کا رنج کرتے یا کسی کو یاد کرکے روتے ہیں تو اس طرح کے الفاظ منہ سے نکالتے ہیں ۔ آہ ۔ آہ آہ ۔ ہائے ۔ وائے ائے ۔ وائے ۔ ایسے حرفوں کو حروف ندبہ کہتے ہیں ۔ **شعر**

در دل من آتش و در کام دشمن آب خضر
آہ آں بدخو کہ یک جا آب و یک جا آتش ست

بیت

گفت اے وائے آں سگگ چوں مرد؟
گفت از بسکہ خون اشتر خورد

نظیری

ہائے ہائے گریۂ باید کہ دل خالی کند
ورنہ چوں در دل گرہ باشد مداوا دشمن ست

ایسے موقع پر واویلا اور وامصیبتا بھی بولتے ہیں ۔

جس کا رنج کرتے یا جس کو روتے ہیں ۔ اس کو مندوب کہتے ہیں ۔

حروفِ تردید

ایں طوطی ست یا زاغ ٭

یہاں دو چیزوں میں سے ایک کی نفی کی گئی ہے۔ جس کلمے سے نفی کرتے ہیں۔ اُسے حرفِ تردید کہتے ہیں۔ سعدی

ندانی کہ برتر مقام تو نیست
فروتر نشیں یا برو یا بایست

یہاں تردید کا حرف یا ہے ٭

خواہ بھی یہی فائدہ دیتا ہے۔ مگر دو جملوں پر آتا ہے۔ شعر

لطف خاص و کرم عام توام درکار ست
کارِ من خواہ درست آمدہ و خواہ غلط

خواہ کی جگہ خواہی بھی بولتے ہیں۔ مصرع

خواہی بکشم بجور و خواہی بنواز

یا بھی دو جملوں پر آتا ہے۔ شعر

یا از درِ عاشقاں دروں آے
یا از دلِ طالباں بروں رو

حرفِ نفی

بے خرد۔ بے وفا۔ نا آشنا۔ نا عاقل ٭

قطعہ

تا غم نخورد و درد نیفزود قدرِ مرد
تا لعل خوں نکرد جگر قیمتے نیافت
از نامۂ سعادت خود مردِ راہ رو
بے داغ محنتے رقم دولتے نیافت

نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

کمن از رحمتت نومید مارا

ان مثالوں میں بےؔ - نا - نہ - نے نفی کے لئے آئے ہیں - ایسے حرف **حروف نفی** کہلاتے ہیں ∴

نہ فعل پر آتا ہے - نے جملے پر اور مکرّر آتا ہے ∴

ناؔ صفت پر آتا ہے - جیسے ناخوشنود - کبھی نا امید اور نامراد بھی کہ دیتے ہیں ∴

بےؔ صرف اسم پر آتا ہے اور صفت کے معنے پیدا کرتا ہے ∴

کم کا لفظ اگرچہ قلّت کے معنے دیتا ہے مگر مطلق نفی کے لئے بھی آتا ہے - جیسے :-

رباعی

کردم ہرچند جستجو در عالم
یارانِ موافق بہ جہان دیدم کم
افسوس کہ ہیچو مہرہاے شطرنج
یک رنگ نیند ہمنشیناں باہم

کم دیدم یعنی ندیدم ٭

کمتر کا بھی یہی حال ہے۔ عبید زاکانی

گر بہ گفتا دروغ کمتر گوے
نشنوم من فریب و مکر انا

کمتر گوے یعنی مگو ٭

حروف اضراب

آں چشمہ نبود بلکہ دریا بود
کانجا خود را بصورت چشمہ نمود

اس مثال میں چشمے کو ترقی دے کر دریا ظاہر کیا ہے ٭

جس حرف سے کسی کو ترقّی دیتے ہیں۔ اُس کو حرف اضراب کہتے ہیں۔ اور وہ "بلکہ" اور بل ہے ٭

ہر بنس پنجاہ سالہ است بل ہفتاد سالہ ٭

کبھی ایک چیز کی نفی کرتے ہیں اور اس کی جگہ دوسری چیز کا ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے "این عناب نیست بلکہ انگور ست"۔ یہاں عناب کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس کی جگہ انگور بنایا گیا ہے ؛

نظم میں "کہ" بھی "بلکہ" کے معنے دیتا ہے۔ بیت

نہ قندے کہ مردم بصورت خورند
کہ ارباب معنی بکاغذ برند

سعدی

نہ بلبل بر گلشن تسبیح خوانے ست
کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانے ست

ان دونوں بیتوں میں "کہ" بلکہ کی جگہ بولا گیا ہے ؛

شمول و شرکت کے حرف

(۱) ہم احمد سبق خواند ہم محمود ؛
(۲) این ہم دید و آں ہم دید ؛

پہلی مثال میں احمد اور محمود کا سبق خواندن کے فعل میں شریک ہونا پایا جاتا ہے۔ اور دوسری میں این اور آں کی دیدن میں شرکت

سمجھی جاتی ہے۔ ایسے حروف کا نام حرف شمول و شرکت ہے ؂

ہم کا لفظ معطوف علیہ اور معطوف دونوں پر آتا ہے۔ بیت

مژدہ ام دادی کہ مے آئی وزیں شادی مرا
ہم حیات رفتہ آمدہ، ہم عمر آیندہ رفت

لفظ نیز بھی شمول و شرکت کے لئے آتا ہے۔ مگر وہ نثر میں صرف معطوف پر آتا ہے۔ جیسے گوبند پرشاد طعام خورد نیز رام داس۔ نظم میں نیز اور ہم اکٹھے بھی آ جاتے ہیں۔

مصرع

چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

حروف استفہام

سو ہن کدام ست؟ آں کیست؟ ایں چیست؟ مصرع

کہ مے گوید کہ بر عزم سفر بست

کجا مے باشی؟ کے مے آئی؟ چہ مے پرسی؟ شعر

تو بجائے پدر چہ کردی خیر
تا ہماں چشم داری از پسرت؟

چرا۔ زچہ۔ از چہ۔ بہر چہ۔ چوں۔ چگونہ۔ چساں

چند - کجا - کو * ان مثالوں میں کدام وغیرہ الفاظ پوچھنے کے لئے استعمال ہوئے ہیں - ایسے حرفوں کو **حروف استفہام** کہتے ہیں *

کدام (کون - کونسا؟) کیست (کون ہے؟) چیست (کیا ہے؟) کہ مے گوید (کون کہتا ہے؟) کجا (کہاں؟) کے (کب؟) چہ (کیا؟) چرا - زچہ - ازچہ - بہرچہ (کس لئے؟) چوں (کیونکہ؟) چگونہ - چساں (کس طرح؟) چند (کتنے؟) کو (کہاں اور کون؟) *

کدام تعیین کے لئے آتا ہے - کدام کس - کدام روز - کدام تاریخ *

کیست انسان کے لئے - اور چیست غیر انسان اور بے جان چیزوں کے لئے - چرا - ازچہ - بہرچہ سبب کے لئے - چوں - چگونہ - چساں کیفیّت کے لئے - کجا مقام کے لئے - کو مقام کے لئے بھی آتا ہے - جیسے **عبید زاکانی**

گفت کو گربہ تا سرش بکنم
پوستنش پُر کنم ز کاہ نا

اور استفہام ذوی العقول کے لئے بھی - جیسا کہ بعض کتابوں میں لکھا ہے - مصرع

کو دوستے کہ حال مرا پرسشے کند

ایسا کون دوست ہے جو میرے حال کی پرسش کرے۔ مگر اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ ایسا دوست کہاں ہے جو میرا حال پوچھے۔ اور زیادہ تر کہاں کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے ٭

آیا عام استفہام کے لئے آتا ہے ٭

چہ جمع میں چہا ہو جاتا ہے ٭

استفہام کی قسمیں

استفہام تین طرح کا ہے۔ کبھی تو کسی امر کی نفی کرتے ہیں۔ جیسے سعدی

چو بیند کسے زہر در کام خلق
کیش بگزرد آب نوشیں بہ حلق

یعنی نہ گزرد۔ ایسے استفہام کو استفہام انکاری کہتے ہیں۔ کبھی کسی امر کو ثابت کرتے ہیں۔ جیسے اگر ایں قولِ شما نیست پس قول کیست؟ ایسے استفہام کو استفہام اقراری کہتے ہیں ٭

کبھی کوئی بات دریافت کرتے ہیں۔ جیسے بخدمت کے یا کجا حاضر شوم۔ ایسا استفہام استفہام استخباری کہلاتا ہے ٭

حروف ایجاب

حمید! لبّیک - محمود! بفارسی حرف زدن مے توانی؟ بلے آقا۔

یہاں لبّیک اور بلے پکارنے کے جواب میں بولے گئے ہیں - جو الفاظ پکارنے کے جواب میں بولے جائیں وہ **کلماتِ ایجاب** ہیں۔

نظم میں آرے اور آرے آرے بھی آتا ہے۔

ہاں فارسی میں تنبیہ کا حرف ہے - مگر بعض اوقات ایجاب کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں - اور یہ اہل ہند کی تقلید ہے - کیونکہ ان کی زبان میں ہاں ایجاب کے لئے بولا جاتا ہے۔

حروف شرط

اگر خفتی مُردی - و اگر رفتی جاں بہ سلامت بُردی - **قطعہ**

چو کم خوردن طبیعت شد کسے را
چو سختی پیشش آید سہل گیرد
وگر تن پرورست اندر فراخی
چو تنگی بیند از سختی بمیرد

بیت

آنچہ نصیب ست بہم میرسد
ور نستانی بہ ستم میرسد

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام
در ریاضِ آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

ہرچند نیم لائق بخشائش تو
بر من منگر بر کرمِ خویش نگر

ان مثالوں میں اگر - چوں - چو - وگر - ور سے ایک کام کو دوسرے کام پر موقوف کیا ہے - یعنی اگر یوں ہوتا تو یوں ہوتا - یا یوں ہو تو یوں ہو ❊

جس چیز کے ہونے یا نہ ہونے پر دوسری چیز کے ہونے یا نہ ہونے کو موقوف کرتے ہیں - اُسے **شرط** کہتے ہیں ❊

حرف شرط یہ ہیں :- چو - چوں - اگر - گر - ور - گرچہ - ہرچند - تا - تاکہ - بسکہ **شعر**

تاکہ از جانب خورشید نباشد کششے
کوشش ذرۂ بیچارہ بجائے نرسد

نگاہم بسکہ لبریز ست از شوق تماشایت
نمے گنجد خیالِ خواب در آغوش مژگانم

حروفِ جزا

حروفِ شرط کے مقابل جو حروف بولے جاتے ہیں۔ وہ حروف جزا ہیں۔ جیسے شعر

دلش ہرچند زخمے بس عجب داشت
ولے دامانِ صبر از دست نگزاشت

اگرچہ دیدہ مشرف نشد بہ دیدارت
ولیک نیست ز تو ہیچ فرق تا دیدہ

ان اشعار میں ولیک اور ولے کے لفظ اگرچہ اور ہرچند کے مقابل واقع ہوئے ہیں۔ اور یہ حرف جزا ہیں۔ اگر اور گر اور چو اور چوں کے لئے جزا کے حرف نہیں آتے۔ اگرچہ اور ہرچند کے ساتھ آتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں :-

وؔلیکن۔ وؔلیک۔ وؔلے۔ مؔگر اور الا بھی بمقام جزا استعمال کئے جاتے ہیں ؞

حروف تشبیہ

شہرے چو بہشت در نکوئی
چوں باغ ارم بہ تازہ روئی

اس شعر میں شہر کو بہشت اور باغ ارم سے تشبیہ دی گئی ہے ۔ یعنی اس کو بہشت اور باغِ ارم جیسا کہا گیا ہے ۔ جس کلمے سے تشبیہ دیتے ہیں اس کو حرفِ تشبیہ کہتے ہیں +

حروف تشبیہ یہ ہیں :۔
چو ۔ چوں ۔ ہمچو ۔ چنیں ۔ چناں ۔ گویا ۔ مانند ۔ مثل ۔

بیت

ز گفتار بیہودہ جز رنج نیست
چو خاموشی اندر جہاں گنج نیست

احمد در سخاوت ہمچو ابر مطیر است ۔ شعر

یک لحظہ گریہ گر نکنم کور مے شوم
گویا چراغ چشم من از آب روشن ست

چوں عارض تو ماہ نباشد روشن
مانند رخت گل نبود در گلشن
مژگانت گزر ہمے کند از جوشن
مانندِ سنانِ گیو در جنگ پشن

جس کو تشبیہ دیتے ہیں اُسے مشبّہ کہتے ہیں - اور جس سے تشبیہ دیتے ہیں اُس کو مشبّہ بہٖ ÷
مانند اور مثل کسرہ اضافی کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں ÷

حروفِ استدراک

شعر

نماند حاتمِ طائی ولیک تا بہ ابد
بماند نامِ نکوئیش در جہاں مشہور

اس شعر میں شک ہوتا تھا - کہ حاتم طائی مر گیا - تو اُس کا نام بھی مر گیا ہوگا - مگر ولیک کہ کر یہ شک دور کر دیا - کہ اگرچہ وہ خود نہیں رہا - لیکن اس کا نام نیک قائم رہ گیا - مصرع

صد غنچہ شگفت الّا دلِ من

جبکہ سیکڑوں غنچے کِھل گئے تو شبہہ ہوتا تھا - کہ کہنے والے کا غنچہ دل بھی کِھل گیا ہوگا - مگر الّا کے کہنے سے یہ شبہہ دور ہو گیا اور یہ پایا گیا کہ وہ نہیں کِھلا - جو حروف ایسے شک کو دور کریں جو کلام ماسبق سے پیدا ہوتا ہو - ان

کو حروف استدراک کہتے ہیں +
استدراک کے حروف یہ ہیں :-
لیکن - ولیکن - ولیک - ولے - الا - امّا +

مصرع

بسیار خوباں دیدہ ام امّا تو چیزے دیگری

کلماتِ تاسُّف

راز دیرینہ ز رُخ پردہ بر انداخت دریغ
حال ما شہرہ بہ انشاے غزل ساخت دریغ

دریغ کا لفظ تاسُّف کے مقام پر استعمال ہوا ہے - مصرع

دریغا حسرتا ہیہات ہیہات

ان سب لفظوں نے افسوس کے معنے دئے ہیں +
ہَیہات اکیلا بھی آتا ہے +
جو لفظ افسوس کے معنے دیں وہ **کلماتِ تاسُّف** کہلاتے ہیں +
آوخ بھی بمقام افسوس بولتے ہیں - اور یہ بھی کلمہ تاسُّف ہے - مصرع

آوخ کہ چہ روزگار برگشت

کبھی لفظ دریغ کے پہلے آ ے زیادہ کر دیتے

ہیں - سعدی

سرشک غم از دیدہ باراں چو میغ
کہ عمرم بہ غفلت گزشت اے دریغ

کلماتِ تمنّا

کاش حامد در تحصیلِ علم جہد بلیغ کردے - شعر

راز شوق دل بہ بسیاری نمے گنجد بہ حرف
کاش مارا در سخن پیچند چوں طومارہا

شعر

نامۂ من مے رود نزدیک دوست
کاشکے من نامۂ خود بودمے

کاش اور کاشکے سے آرزو ظاہر ہوتی ہے - جن لفظوں میں آرزو پائی جائے - ان کو کلماتِ تمنّا کہتے ہیں - تمنّا کے معنے آرزو کرنے کے ہیں +

کاش کی جگہ کاج بھی آتا ہے - سعدی

کاج کانانکہ عیب من گفتند
روئیت اے دلستاں بدیدندے

آرزو کے کلمات ماضی پر بھی آتے ہیں - اور مضارع پر بھی - جیسا کہ امثلہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے -

کلمات۔تمنّا یہ ہیں - کاش - کاشکے - کاج +

کلمات ترجی

اے فضل تو درد را دوا مے بخشد
ہر بے سر و پا را سر و پا مے بخشد
درد دل بیمار ز حد مے گزرد
امید کہ لطف تو شفا مے بخشد

مصرع

بو کہ بہ حال من بخشایند

شعر

من بہ خود معذرت جرم ندارم لیکن
چشم دارم کہ مرا لطف تو دارد معذور

امید اور بو اور چشم میں امید پائی جاتی ہے جن کلمات میں امید پائی جائے ۔ وہ کلمات ترجی کہلاتے ہیں - ترجی کے معنے امید کے ہیں +

کلماتِ نفرین

لعنت بر کار ابلیس لعین - اے لعنت خدا - تف بہ کردارش - نفرین بہ اطوارش +

سعدی

تفو بر چناں ملک و دولت کہ راند
کہ لعنت برد تا قیامت بماند

لعنت اور تف اور نفرین اور تفو نفرین کے مقام میں مستعمل ہوتے ہیں ؛

جو الفاظ نفرین کے معنے دیں وہ **کلماتِ نفرین** کہلاتے ہیں ؛

حروفِ تنبیہ

ہے - ہیں - ہاں - الا ؛

ہے چہ مے کنی ؟ **بیت**

الا تا بہ غفلت نہ خسپی کہ نوم
حرام ست بر چشمِ سالار قوم

ہاں تا سپر نیفگنی از حملۂ فصیح
کورا جزیں مبالغۂ مستعار نیست

موذن گریباں گرفتش کہ ہیں
سگ و مسجد اے فارغ از عقل و دیں

ان مثالوں میں حروف ہے اور ہیں اور

ہاں اور الا خبردار کرنے کے مقام پر بولے گئے ہیں ۔ جو حروف خبردار کرنے کے مقام پر بولے جائیں ان کو حروفِ تنبیہ کہتے ہیں ✦

کلمات تحقیق

ہمانا کلام سعدی بے مثل ست مصرع

مانا کہ دلش بسوخت بر گفتۂ خویش

ہر آئنہ گفتہ بودم ۔ البتّہ چنیں خواہد شد ✦

مانا اور ہمانا اور ہر آئنہ اور البتّہ تحقیق کے معنوں میں بولے جاتے ہیں ۔ اس لئے ان کو کلماتِ تحقیق کہتے ہیں ✦

سعدی

ہمانا کہ در پارس انشائے من

چو مشک است بے قیمت اندر ختن

کلمات شک و ظن

شاید کہ از وے شنیدہ باشی ۔ شعر

مگر صاحبدلے روزے بہ رحمت

کند در حقِ مسکیناں دعائے

مصرع

باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را

ان مثالوں میں شاید اور مگر اور باشد نے شک و ظن کے معنے دئے ہیں ۔ جن الفاظ میں شک و ظن پایا جائے ۔ وہ شک و ظن کے کلمات کہلاتے ہیں ۔

حروف قسم

حقا کہ خواہان بہروزی تو ام ۔

شعر

سادہ پوشیدی و از رنگ تنت
بقبایت کہ قبا رنگیں شد

ان مثالوں میں حقا کا الف اور بقبایت کی ب قسم کے معنے دیتے ہیں ۔ یعنی قسم حق مے خورم و قسم قبائے تو مے خورم ۔ جو حروف قسم کے معنے دیں وہ حروفِ قسم کہلاتے ہیں ۔

آ اور ب کے علاوہ قسم اور سوگند بھی کلمات قسم ہیں ۔

جن الفاظ پر کلمات قسم واقع ہوتے ہیں ۔ ان کو مقسم بہ کہتے ہیں ۔

کلماتِ تحسین و آفرین

دست کرد بہ بغل - کاغذے در آورد - بنا کرد بخواندن - و در اتمام ہر بیتے از مستمعین صدائے بارک اللہ احسنت احسنت ست کہ بلند مے شود یکے ازاں میان گفت - آفرین بر خیال مبارک شما بہ بہ چہ خوب گفتہ اید ؁

اس عبارت میں بارک اللہ احسنت احسنت آفرین - بہ بہ شاباش کے مقام پر استعمال کئے گئے ہیں - ایسے کلمات **کلمات تحسین و آفرین** کہلاتے ہیں ؁

کلمات تحسین یہ ہیں :-

مرحبا - آفرین - شاباش - بہ بہ - وہ وہ - زہ زہ خہے - حبّذا - بخ بخ - بخ بخ ؁

جب تعریفوں کی آوازیں ہر طرف سے پے در پے آتی ہیں تو ان کو زہازہ کہتے ہیں ؁

کلماتِ تعجّب

سبحان اللہ چہ شیریں سخنے ست - ماشاء اللہ

چہ گلشن ست۔ گویا رشک فردوس ست ٭

سعدی

وہ وہ کہ شمائلت چہ نیکو ست

جامی

تعالے اللہ زہے قیوم و دانا
توانائی دہِ ہر نا توانا

حافظ

دل بسے خون بہ کف آورد ولے دیدہ بریخت
اللہ اللہ کہ تلف کرد و کہ اندوختہ بود

بیت

جمادے چند دادم جاں خریدم
بنامیزد[1] عجب ارزاں خریدم

نظیری

تبارک اللہ از آئینۂ شمائلِ تو
کہ دل مطالعۂ صورتِ الٰہی کرد

شعر

نہ از سپہر مراد و نہ از زمانہ پناہ
چہ طالع است مرا لا الٰہ الا اللہ

ان مثالوں میں سبحان اللہ ۔ ماشاء اللہ ۔ وہ وہ۔ تعالے اللہ ۔ اللہ اللہ ۔ بنامیزد ۔ تبارک اللہ ۔

---

[1] بنامیزد اصل میں بنام ایزد ہے ٭

لا الٰہ الا اللہ تعجب کے مقام پر استعمال ہوتے ہیں ۔

ایسے الفاظ کو کلماتِ تعجب کہتے ہیں ۔

لوحش[1] اللہ بھی تعجب کے مقام پر بولا جاتا ہے ۔

لوحش اللہ کی طرح علے عینیہ[2] عین اللہ بھی استعمال کرتے ہیں ۔ ایک شاعر کہتا ہے :-

شعر

علے عینیہ عین اللہ چہ چشمان سیاہستش
چہ مژگانِ سناں آسا چہ مرد افگن نگاہستش

کلمات خیر مقدم

مرحبا ۔ خیر مقدم ۔

شعر

مرحبا طائر فرخ پے و فرخندہ پیام
خیر مقدم خبر یار کجا راہ کدام

کلمات اختصار کلام

قصّہ کوتاہ ۔ قصّہ مختصر ۔ سخن کوتاہ ۔ الحاصل ۔

---

[1] لوحش اللہ اصل میں لا اوحشہ اللہ ہے ۔
[2] ان کلمات میں وہ بھی پائی جاتی ہے ۔

المختصر - القصّہ ٭

شعر

القصّہ کہ نیست آدمی جز دینے
دخلش ہمہ لقمہ و خرجش سخنے

کلمہ تفسیر و توجیہ

کبھی عبارت میں ایسا فقرہ بول دیتے ہیں۔ جو تشریح طلب ہوتا ہے۔ تشریح کے لئے جو کلمہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کو کلمۂ تفسیر کہتے ہیں۔ اور وہ کلمہ یعنی ہے ٭

مصرع

بہ کاغذ اخگرے پیچیدہ ام یعنی دل خود را

اس مصرع سے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ شاعر کی اخگر سے کیا مراد ہے۔ اس نے دل خود را کہ کر اُس کی وضاحت کر دی کہ اس سے دل مراد ہے ٭

کبھی یعنی کے لفظ سے کسی چیز کی توجیہ بیان کرتے ہیں۔ شعر

نماز قصر فرمودند در غربت ترا یعنی
براہ دوست مے باید یکے کردن دو منزل را

یعنی مسافرت میں نماز کے قصر[1] کرنے کا حکم دینے کی یہ وجہ ہے۔ کہ دوست کے رستے میں دو دو منزلوں کو ایک ایک کر کے طے کرنا چاہیئے۔ دوسرا مصرع قصر نماز کی توجیہ ہے۔ یعنی اس سے وہ وجہ ظاہر ہوتی ہے جس کے لئے قصر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو یعنی کلمہ تفسیر بھی ہے۔ اور کلمۂ توجیہ بھی ؎

---

[1] قصر کہتے ہیں کم کرنے کو۔ قرآن مجید میں حکم ہے۔ کہ اگر انسان مسافرت کی حالت میں ہو۔ تو بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھ لے ؎

حصّۂ دوم

علمِ نحو میں

مرکّب تام یا جملہ اور کلام

(۱) در ولایت حلب پادشاہے بود کامگار و فرماں روائے عالی مقدار ٭
(۲) بسے انقلابات روزگار دیدہ ٭
(۳) بسیار تغیرات لیل و نہار مشاہدہ کردہ ٭
(۴) اورا دو پسر بودند ٭
(۵) در غرقاب غرور جوانی افتادہ ٭
(۶) و از نشہ شراب کامرانی سرخوش گشتہ ٭
(۷) پیوستہ بہ لہو و لعب مائل و بہ طرب و نشاط مشغول بودندے ٭
(۸) و نغمہ ایں ترانہ از زبان چنگ و چغانہ

استماع نمودندے - فرد

(۹) بہ عیش کوش کہ تا چشم مے زنی برہم
خزاں ہمے رود و نو بہار مے آید

یہ نو مرکبات ہیں - اور ان میں سے ہر ایک کا مطلب ایسا سمجھا جاتا ہے - کہ بات پوری ہو جاتی ہے - اور طبیعت کو انتظار نہیں رہتا - کہ کچھ اور کہا جائے - ایسے مرکب کو جس سے مطلب پورا سمجھ میں آئے - **مرکب تام** کہتے ہیں - نیز **جملہ** اور **کلام** - اور اگر یوں کہا جاتا در ولایت حلب - انقلاباتِ روزگار - تغیرات لیل و نہار - دو پسر - غرور جوانی - شرابِ کامرانی - لہو و لعب - طرب و نشاط - نغمہ ایں ترانہ - زبانِ چنگ و چغانہ - تو کچھ مفہوم نہ ہوتا کہ کہنے والے کا ان مرکبات سے کیا مطلب ہے - اس قسم کے مرکّب کو **مرکّب ناقص** کہتے ہیں - اور مرکّب ناقص جزو جملہ ہوتا ہے *

مرکب ناقص کی کئی قسمیں ہیں - اور جملہ بھی کئی قسم کا ہوتا ہے - مناسب ہے کہ پہلے مرکب ناقص کا حال لکھ دیا جائے *

اہل قواعد نے اس کی یہ قسمیں لکھی ہیں :-
اضافی - توصیفی - عددی - امتزاجی - بدل و

مبدل منہٗ - عطف بیان - تاکید و مؤکّد
تمیز و مُمیّز - مستثنےٰ و مستثنےٰ منہ - مرکب
ظرفی - اشارہ مشارٌ الیہ - مگر ہمارے نزدیک
موصول و صلہ بھی داخل مرکبات ناقص ہیں -
اور ہم ان کا بیان بھی انہیں کے ضمن میں
لکھینگے +

مرکّب ناقص کی قسمیں

مرکب ناقص کی قسمیں

(۱) مرکّب اضافی

قبائے نصیر - گلستانِ سعدی - خندۂ گُل +
ان مرکّبات میں قبا کو نصیر کے ساتھ -
گلستان کو سعدی کے ساتھ - خندہ کو گل کے ساتھ
ایک لگاؤ ہے - ایسے لگاؤ کا نام **اضافت** ہے -
اور جس چیز کا لگاؤ ہو - اُسے **مضاف** - اور
جس چیز کے ساتھ لگاؤ ہو اُسے **مضاف الیہ**
کہتے ہیں +

ایسا مرکب جو مضاف اور مضاف الیہ سے
ترکیب پائے مرکّب اضافی کہلاتا ہے - اوپر کی

مثالوں میں قبا اور گلستاں اور خندہ مضاف ہیں۔ اور نصیر اور سعدی اور گُل مضاف الیہ۔

مضاف عبارت میں پہلے آتا ہے اور مضاف الیہ پیچھے۔ اور مضاف کا حرف اخیر مکسور ہوتا ہے۔ جس کو کسرۂ اضافی کہتے ہیں۔ اور یہ کسرہ اضافت کی علامت ہے۔

کبھی مضاف الیہ مقدّم ہوتا ہے اور مضاف موخر۔ اس صورت میں اس کو **اضافت مقلوبہ** کہتے ہیں۔ اور اس پر کسرۂ اضافی نہیں ہوتا۔ جیسے گیہاں خدیو۔ جہاں پناہ۔ شہنشاہ۔ یہاں گیہاں مضاف الیہ ہے۔ اور مقدم ہے۔ اور خدیو مضاف ہے۔ اور مؤخر ہے۔ اسی طرح جہاں پناہ میں جہاں مضاف الیہ اور مقدّم ہے۔ پناہ مضاف ہے اور موؔخر ہے۔ شہنشاہ حقیقت میں شاہِ شاہاں ہے۔ جس میں شہن مخفف شاہاں ہے۔ اور اس ترکیب میں بھی اضافت مقلوب ہے۔ ہر چند قلب اضافت سے لفظ آگے پیچھے ہو جاتے ہیں مگر معنوں میں کچھ فرق واقع نہیں ہوتا۔

اضافت کی کئی قسمیں ہیں:-

(۱) **اضافت تخصیصی**۔ اس میں مضاف جو عام ہوتا ہے۔ مضاف الیہ کی وجہ سے خاص ہو

جاتا ہے - جیسے اسپ زید - کتاب احمد - اسپ کا لفظ عام تھا - اور معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کس کا اسپ - زید کے کہنے سے اس میں تخصیص ہو گئی - یعنی وہ اسپ جو زید کا ہے - یہی خال کتاب احمد کا ہے - کہ کتاب کا لفظ عام تھا احمد سے خاص ہو گیا - ایسی اضافت کو **اضافت تخصیصی** کہتے ہیں ٭

(۲) **اضافتِ توضیحی** - اس اضافت میں کسی چیز کو جس کے بہت سے فرد ہوں کسی ایک فرد کی طرف مضاف کرتے ہیں - جیسے درختِ انار - ملکِ دکن - درخت میں سب درخت شامل تھے - اور کھلتا نہیں تھا کہ کونسا درخت مراد ہے - انار کہنے سے اس کی وضاحت ہو گئی کہ انار کا درخت مراد ہے - اسی طرح ملک میں سب ملک آ جاتے تھے - مگر وضاحت نہیں ہوتی تھی کہ کونسا ملک مقصود ہے - دکن کہنے سے توضیح ہو گئی - ایسی اضافت کو **اضافتِ توضیحی** کہتے ہیں - اضافت تخصیصی میں مضاف الیہ کس کا - کس کی کے جواب میں واقع ہوتا ہے - مثلاً اسپ زید میں جب پوچھیں کس کا اسپ - تو جواب ہوگا زید کا - یعنی زید

اور چیز ہے - اور اسپ اور چیز ٭
اضافت توضیحی میں مضاف الیہ کونسا کے جواب میں واقع ہوتا ہے - جیسے درخت انار اور ملکِ دکن میں جب پوچھیں کونسا درخت اور کون سا ملک تو جواب ہوگا انار کا اور دکن کا ٭ اس اضافت میں جس چیز پر مضاف کا اطلاق ہوتا ہے - اُسی پر مضاف الیہ کا - برخلاف اضافت تخصیصی کے کہ نہ مضاف کا اطلاق مضاف الیہ پر ہو - نہ مضاف الیہ کا مضاف پر کیونکہ وہ ایک دوسرے سے مغائر ہوتے ہیں ٭

(۳) **اضافت بیانی** - اس اضافت میں مضاف وہ چیز ہوتی ہے جو مضاف الیہ سے بنائی گئی ہو - جیسے خاتم طلا - آفتابۂ مس - خاتم طلا کے معنے ہیں سونے کی بنی ہوئی انگوٹھی - اور آفتابۂ مسی کے معنے ہیں تانبے کا بنا ہوا آفتابہ اس قسم کی اضافت کو اضافت بیانی کہتے ہیں ٭

(۴) **اضافت تملیکی** - جس اضافت میں مضاف مملوک اور مضاف الیہ مالک ہو - یا مضاف مالک اور مضاف الیہ مملوک ہو تو اضافت تملیکی کہلاتی

ہے - جیسے قصرِ فریدوں - گنجِ قاروں - کاخِ سکندر - ان میں قصر اور گنج اور کاخ مملوک ہیں - اور فریدوں اور قاروں اور سکندر مالک یا قیصر ہند و سلطان روم - ان مثالوں میں قیصر اور سلطان مالک ہیں اور ہند اور روم مملوک - ایسی اضافت کو **اضافت تملیکی** کہتے ہیں ٭

(۵) **اضافت ابنی** - جس میں مضاف بیٹا اور مضاف الیہ باپ یا ماں ہو - جیسے عیسیٰ مریم - موسیِ عمران - رستم زال - ابوالفضلِ مبارک - بیت

ابوبکرِ[ل] سعد آنکہ دستِ نوال
نہد ہمتش بر دہانِ سوال

مریم کا بیٹا عیسےٰ - عمران کا بیٹا موسےٰ - زال کا بیٹا رستم - مبارک کا بیٹا ابوالفضل - سعد کا بیٹا ابوبکر - ایسی اضافت کو **اضافت ابنی** کہتے ہیں ٭

(۶) **اضافت ظرفی** - اس اضافت میں مضاف مظروف اور مضاف الیہ ظرف ہوتا ہے - یا بالعکس مضاف ظرف اور مضاف الیہ مظروف

[ل] یہاں اضافت ابنی ہونے کی یہ بیت دلیل ہے ؎
کہ سعدی کہ گوئے بلاغت ربود در ایامِ بوبکر بن سعد بود

جیسے آب دریا - ہوائے گلشن - سفرۂ نان - جام شراب - اسی اضافت کا نام اضافت ظرفی ہے ؛

(۷) **اضافت تشبیہی** - کبھی ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دیتے یعنی ایک کو دوسری کی مانند کہتے ہیں - شعر

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولیک
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

تشبیہ کہتے ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند کہنے کو اس شعر میں تزویر کو دام سے تشبیہ دی گئی ہے - یعنی مکر و فریب جو انسان کو پھنسا لیتا ہے - دام کی مانند ہے - تیرِ نگاہ اور چاہِ زنخ داں) میں نگاہ کو تیر سے تشبیہ دی گئی ہے اور زنخ داں کو چاہ سے - جس چیز کو تشبیہ دیتے ہیں اُسے مشبّہ کہتے ہیں - اور جس چیز سے تشبیہ دیتے ہیں اُس کو مشبّہ بہٖ - تشبیہ میں چار چیزوں کا ہونا ضرور ہے - ایک مشبّہ کا ایک مشبہ بہٖ کا - ایک وجہ تشبیہ کا - ایک حرف تشبیہ کا - اضافت تشبیہی میں مضاف تو مشبّہ بہٖ ہوتا ہے - مضاف الیہ مشبّہ - وجہ

تشبیہ اور حرفِ تشبیہ کا کام کسرۂ اضافی سے
سے لیا جاتا ہے - جب ہم کہتے ہیں تیرِ نگاہ -
تو اس کے یہ معنے ہیں کہ نگاہ جو دل میں
جا کر لگنے اور زخم کرنے میں تیر کی مانند
ہے - پس دو لفظوں میں چاروں باتیں موجود
ہیں - ایسی اضافت **اضافت تشبیہی** کہلاتی
ہے ÷

(۸) **اضافتِ استعارہ** - کبھی ایک چیز کو کچھ
اور فرض کرکے اور اس کے لوازمات میں
سے کچھ لے کر اس چیز کی طرف مضاف
کرتے ہیں - جس کو کچھ اور فرض کرتے
ہیں - جیسے گوش ہوش - یہاں ہوش کو
انسان فرض کیا ہے - اور اُس کے لوازمات
ہاتھ - پاؤں - سر - گردن - ناک کان میں سے
کان لے کر اُسے ہوش کی طرف مضاف
کیا ہے ÷

استعارہ کے لغوی معنے مانگے لینے کے ہیں
اور اضافت استعارہ میں تین چیزوں کا ہونا
ضرور ہے - ایک مستعار منہ یعنی جس سے
کچھ مانگا گیا - دوسرے مستعار لہٗ یعنی جس سے مانگا گیا - تیسرے
مستعار یعنی جو چیز مانگی گئی - یہاں مستعار منہ

انسان ہے - جس سے گوش مانگا گیا ہے - اور مستعار لہٗ ہوش ہے - اور جو چیز دونوں میں پائی جاتی ہے وہ شنوائی ہے - ایسی اضافت کو جس میں کسی چیز کو کچھ اور فرض کر کے کوئی چیز مانگی جائے - **اضافت استعارہ** کہتے ہیں - **بیت**

نہ بر اوج ذاتش پرد مرغ وہم
نہ در ذیل وصفش رسد دست فہم

مصرع اوّل میں وہم کو پرندہ کہ کر اس سے اڑنے میں تشبیہ دی ہے - یعنی وہمے کہ در پریدن مثل مرغ ست - اور یہ اضافت تشبیہی ہے - دوسرے مصرع میں فہم کو انسان قرار دے کر اس سے ہاتھ مستعار لیا ہے - اور یہ اضافت استعارہ ہے - یہ بیت دونوں قسم کی اضافتوں کی مثال ہے - اور اس سے اضافت تشبیہی اور اضافت استعارہ کا فرق بھی ظاہر ہو جاتا ہے - یعنی یہ کہ سکتے ہیں کہ وہم ہمچو مرغ - اور یہ نہیں کہ سکتے کہ فہم ہمچو دست *

(۹) **اضافت بہ ادنےٰ ملابست** - کبھی ایک چیز کو دوسری چیز سے جس سے تھوڑا سا تعلّق

ہوتا ہے۔ نسبت کر دیتے ہیں۔ جیسے ملک ما۔
شہر شما۔ محلہ انصاریاں۔ دیار دوست ما۔ ملک
کو ہمارے ساتھ اور شہر کو تمہارے ساتھ۔
محلے کو انصاریوں کے ساتھ اور دیار کو ہمارے
دوست کے ساتھ تھوڑا سا تعلّق ہے۔اس وجہ
سے ان کو اپنی اور تمہاری اور انصاریوں اور
اور اپنے دوست کی طرف منسوب کر دیا۔
ایسی اضافت **اضافت بہ ادنےٰ ملابست**
کہلاتی ہے +

چند لفظ ایسے ہیں۔کہ اضافت کی حالت
میں مضاف پر کسرہ نہیں پڑھا جاتا ۔ جیسے
صاحب دل۔ صاحب شعور۔ **شعر**

خواب راحت درحقیقت مایۂ درد سر ست
ہرکہ دارد ایں مرض پیوستہ صاحب بستر ست

ان مثالوں میں صاحب کا لفظ مکسور نہیں
پڑھا جاتا +

سَر کا لفظ بھی بے کسرہ پڑھا جاتا ہے۔
جیسے سرگروہ۔ **مصرع**

سر خیل سخنوران دانا

مضاف میں کسرہ اضافی نہ پڑھے جانے کو
فک اضافت کہتے ہیں۔کبھی الفاظ مندرجہ بالا

کے سوا اور لفظوں میں بھی فک اضافت کر دیتے ہیں۔ جیسے **بیت**

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

پردہ کس میں فک اضافت ہے۔ اصل میں ہے پردۂ کس۔

فائدہ - اسم علم بھی فک اضافت سے بولے جاتے ہیں۔ جیسے گل محمد - حبیب احمد - فضل الٰہی - غلام حسین - نور احمد - فیض علی۔

مگر وہ نام جن میں لفظ فتح مضاف واقع ہوتا ہے - اس سے مستثنےٰ ہیں - جیسے فتح محمد - فتح علی - فتح دین - فتح الٰہی - ان ناموں میں کسرہ اضافی پڑھا جاتا ہے - اس کی وجہ یہ کہ اگر ح ساکن پڑھی جائے - تو اس میں ثقل پیدا ہو جاتا ہے - اور ثقل خلاف فصاحت ہے۔

کبھی عطف کی صورت میں مضاف کئی ہوتے ہیں - اور مضاف الیہ ایک - مگر کسرۂ اضافی پچھلے مضاف پر پڑھا جاتا ہے - جیسے عقل و دانش احمد دل و جگر محمود - چشم و گوش عاقل - اور دوسرے مضاف - جو واوِ عطف سے پہلے

آتے ہیں - ان کا حرفِ اخیر مضموم پڑھا جاتا ہے *

کبھی را سے اضافت کا کام لیتے ہیں - اور اس صورت میں مضاف الیہ کو مقدّم لاتے ہیں - جیسے سعدی

زہے بندگاں را خداوندگار
خداوند را بندۂ حق گزار

یعنی زہے ممدوح کہ خداوندگار بندگان ست - و بندۂ حق گزار خداوند تعالےٰ ست *

کبھی مضاف اور مضاف الیہ مل کر مضاف ہو جاتا ہے - کبھی مضاف الیہ - جیسے دعائے بندگان خدا - یہاں دعا مضاف ہے - اور بندگانِ خدا مضاف و مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ *

غنیمت

بنامِ شاہدِ نازک خیالاں
عزیزِ خاطرِ آشفتہ حالاں

پہلے مصرع میں نام مضاف ہے - اور شاہد نازک خیالاں مضاف و مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ - دوسرے مصرع میں دونوں ہی ترکیبیں ہو سکتی ہیں - ایک تو عزیز مضاف اور خاطر آشفتہ حالاں مضاف و مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ -

دوسرے عزیز خاطر مضاف و مضاف الیہ مل کر مضاف اور آشفتہ حالاں مضاف الیہ۔یعنی آشفتہ حالاں را عزیز خاطر ÷

فائدہ۔فارسی کا لفظ فارسی طریق اضافت سے سے اردو کے لفظ کی طرف اور عربی اسلوب اضافت سے عربی لفظ کی طرف مضاف یا مضاف الیہ نہیں ہو سکتا۔مثلاً پردۂ کان۔درد آنکھ۔بڑائی تن۔چھٹائی گردن ÷

یہ ترکیبیں صحیح نہیں۔کیونکہ ان میں فارسی الفاظ کو اردو کے لفظوں کی طرف مضاف یا مضاف الیہ کیا گیا ہے۔اسی طرح زیب النسواں۔چراغ الدین۔نیاز الدین۔زینت المردان اور فیروز الدین بھی صحیح نہیں۔کیونکہ ان میں فارسی الفاظ کو عربی طریق اضافت سے مضاف یا مضاف الیہ کیا گیا ہے۔یاد رکھنا چاہئے۔کہ ایسی صورتوں میں مضاف الیہ پر ال نہیں لانا چاہیئے ÷

فائدہ۔اسم کبھی ایسے لفظ کی طرف مضاف ہوتا ہے جو فاعل ہوتا ہے۔کبھی ایسے کی طرف جو مفعول ہوتا ہے۔کبھی ایسے کی طرف جو فاعل بھی ہو سکتا ہے اور مفعول بھی۔

جیسے بُرّشِ تیغ - خلشِ خار - ان کلمات میں اضافت فاعل کی طرف ہے - نظارۂ جمال - حمدِ خدا - ان کلمات میں اضافت مفعول کی طرف ہے -

مصرع

جوابِ جاہلاں باشد خموشی

اس میں جواب کی اضافت فاعل کی طرف بھی ہو سکتی ہے - مفعول کی طرف بھی - یعنی اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں - کہ جو جواب جاہل دیں وہ خاموشی ہے - اور یہ بھی کہ جو جواب جاہلوں کو دیا جائے وہ خاموشی ہے +

مرکّب ناقص کی دوسری قسم

(۲) مرکّب توصیفی

مردِ دانشور - پیرِ کہن سال - زنِ نیکو شمائل +

ان مرکبات میں مرد اور پیر اور زن موصوف ہیں اور دانشور اور کہن سال اور نیکو شمائل ان کی صفتیں - جو مرکب موصوف و صفت سے ترکیب پائے - اُس کو مرکّب توصیفی کہتے ہیں +

جس طرح مضاف کا حرف اخیر مکسور ہوتا

ہے۔ اسی طرح موصوف کا حرفِ اخیر مکسور ہوتا ہے۔ جیسے اوپر کی مثالوں میں مرد کی دؔ۔ اور پیر کی رؔ اور زن کا نؔ مکسور پڑھا جاتا ہے۔ اور جس طرح مضاف مضاف الیہ سے مقدم آتا ہے۔ اسی طرح موصوف صفت سے پہلے آتا ہے +

کبھی صفت بھی مقدم آتی ہے۔ مگر اس صورت میں کسرہ نہیں پڑھا جاتا۔ جیسے ہوشمند دختر۔ نیک کردار پسر +

کبھی ایک موصوف کی کئی صفتیں ہوتی ہیں۔ جیسے طفل ہنرمند و خوش منظر و خوب رو و صاحب خرد +

کبھی موصوف اور صفت مل کر مضاف الیہ ہوتے ہیں۔ جیسے حافظ

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تردارند

جوانانِ سعادت مند پند پیر دانا را

یہاں پند مضاف ہے۔ اور پیرِ دانا موصوف و صفت مل کر مضاف الیہ +

موصوف واحد ہو یا جمع صفت واحد ہی آتی ہے۔ جیسے پیران آزمودہ کار۔ راویانِ شیریں کلام۔ مردمانِ دانا۔ خادمان وفادار۔ اگر موصوف

محذوف ہو تو صفت کو جمع لاتے ہیں - جیسے

سعدی

بہ پیکارِ دشمن دلیراں فرست
ہژبران بہ ناوردِ شیراں فرست

اصل میں ہے مردانِ دلیر - مگر موصوف کے محذوف ہونے کے سبب صفت کو جمع کر دیا ہے ÷

کبھی موصوف و صفت کو اُلٹ دیتے ہیں - جیسے روے زیبا - آواز خوش - جبین شگفتہ - ابروے کشادہ - ہمّت عالی - طینت پاک - طبع نیک - دہانِ تنگ - حوصلہ بلند - ان مرکّبات میں پہلے الفاظ موصوف ہیں اور پچھلے صفت - جب ان کو الٹا تو زیبا رو - خوش آواز - شگفتہ جبیں - کشادہ ابرو - عالی ہمّت - پاک طینت - نیک طبع - تنگ دہان - بلند حوصلہ ہو گئے - اس قسم کے مرکّب صفت بن جاتے ہیں - اور صفتِ ترکیبی کہلاتے ہیں ÷

جب کسی موصوف کی کئی صفتیں آئیں اور ان میں حرف عطف نہ ہو - تو موصوف کی طرح صفات کو بھی مکسور پڑھتے ہیں - جیسے سعدی

یلانِ کماندارِ نخچیر زن غلامانِ ترکش کش تیر زن

اس بیت میں کماندار کی رَ اور ترکش کا
شِ بالکسر پڑھا جاتا ہے +
کبھی موصوف کے آخر یاے مجہول زیادہ کرتے
ہیں ۔ جیسے اسپے چابک ۔ مردے عاقل +
کبھی صفت کے آخر ے لگاتے ہیں ۔ جیسے
خط خوبے ۔ قد درازے +
فائدہ ۔ معلوم رہے ۔ کہ ضمیر موصوف نہیں
ہوتی ۔ ہاں ضمیر متکلم موصوف ہوتی ۔ اور کسرہ
توصیفی سے پڑھی جاتی ہے ۔ جیسے شعر

منِ بیدل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال ست بدیں بوالعجبی

منِ ضمیر متکلم ہے اور موصوف ہے ۔ جس
میں نِ مکسور پڑھا جاتا ہے +

(۳) مرکّب عددی

مرکب ناقص کی تیسری قسم +

ایں اسپ را بہ قیمت ہزار دینار خریدم
صد سال براں گزشت ۔ ان مثالوں میں
ہزار اور صد عدد ہیں اور دینار اور
سال معدود +
جو مرکب عدد اور معدود سے بنے وہ

مرکب عددی ہے - اور یہ بھی مرکب ناقص کی ایک قسم ہے ؛

مرکب ناقص کی چوتھی قسم

(۴) مرکّب عطفی

پسر گفت - اے پدر! فوائد سفر بسیارست از نزہت خاطر و جرِ منافع و دیدنِ عجائب و شنیدنِ غرائب و تفرج بلدان و مجاورت خلّان و تحصیل جاہ و ادب و مزید مال مکتسب و و معرفت یاران و تجربت روزگار ؛

یہ الفاظ واوِ عاطفہ کے سبب معطوف علیہ اور معطوف ہیں - جب کوئی مرکب معطوف علیہ اور معطوف سے ترکیب پائے اُس کو مرکب **عطفی** کہتے ہیں - یہ مرکّب مرکب ناقص ہے اور جزوِ جملہ ہوتا ہے ؛

فائدہ - مرکب عطفی میں جب حرفِ نفی آتا ہے - تو اگرچہ وہ معطوف علیہ پر واقع ہوتا ہے - مگر معنےً معطوف پر بھی نفی کا عمل کرتا ہے - جیسے بے عقل و ہوش - بے ساز و برگ - ان الفاظ میں بے نے جس طرح عقل اور ساز کی نفی کی - اسی طرح ہوش اور برگ کی نفی کی

ہے - یعنی بے عقل و بے ہوش - بے ساز و بے برگ - یہ عمل تو بے کا ہے - نا کا عمل بھی دیکھو - بیت

خبر نامبارک و مسعود
گر بدریا رود بر آرد دود

اس بیت میں حرف نا لفظ مبارک پر واقع ہوا ہے - مگر اُس نے لفظ مسعود پر بھی نفی کا عمل کیا ہے - یہ نہ ہو تو ایک ہی چیز پہ الفاظ نامبارک اور مسعود جو باہم ضد ہیں صادق نہیں آ سکتے - پس نامبارک و مسعود کے معنے ہیں - نامبارک و نامسعود +

فائدہ - مرکب عطفی میں معطوف علیہ کا حرف اخیر مضموم پڑھا جاتا ہے - **شعر**

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بہ غفلت نخوری

اس شعر میں ابر کی ر باد کی د مہ کی ہ خورشید کی د آری کی ی ضمے سے پڑھی جاتی ہیں - **قطعہ**

اے خالق ہر بلندی و پستی
شش چیز عطا بکن ز ہستی
ایمان و امان و تندرستی
علم و عمل و فراخ دستی

(۵) مرکّب امتزاجی

بعض مرکّب ایسے ہیں کہ نہ تو اضافی ہیں۔ نہ توصیفی نہ عددی نہ عطفی۔ جیسے سلطان پور عظیم آباد۔ علی گڑھ۔ محمد حسن۔ اسحاق احمد خاں یہ مرکب صرف لفظوں کے جمع ہونے سے بن گیا ہے۔ اور آپس میں کچھ تعلّق نہیں رکھتا۔ ایسے مرکّب کو مرکب امتزاجی کہتے ہیں ؛

مرکب ناقص کے اور اقسام

موصول و صلہ

اسم موصول کا بالاجمال بیان اقسام معرفہ میں ہو چکا ہے۔ یہاں یہ تفصیل لکھا جاتا ہے ؛
اسماے موصولہ یہ ہیں۔ آنکہ۔ ہرکہ۔ کسے کہ۔ آنکس کہ۔ ہرکس کہ۔ ہر آنکہ۔ شخصیکہ۔ آنکو۔ ہر آنکو۔ اور یہ بحالت وحدت استعمال کئے جاتے

ہیں ۞

جمع میں کہتے ہیں - آنانکہ - کسانیکہ ۞

اشیا کے لئے آنچہ - ہرچہ - ہرآنچہ بولتے ہیں ۞

ہرکہ بہ زندگی نانش نخوروند - چون بمیرد نامش نبرند ۞ شعر

آنکہ او تکیہ بر خدا دارد

کامران سریر مطلب شد

ترکیب

آنکہ موصول دارد فعل او فاعل تکیہ مفعول بر جار خدا مجرور - فعل فاعل اور مفعول اور متعلق کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ہؤا موصول کا - موصول اور صلہ مل کر مبتدا ہؤا - شد فعل ناقص ضمیر راجع بسوے موصول اسم کامران مضاف - سریر مطلب بہ ترکیب اضافی مضاف الیہ - مضاف و مضاف الیہ مل کر خبر - فعل ناقص اسم اور خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ہوئی مبتدا کی - مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہؤا - شعر

قانع کسے کہ شد بکفش خاک ہم زر ست

سیماب نفس ہرکہ کشد کیمیا گر ست

ترکیب

کسے کہ موصول شد فعل ناقص ضمیر راجع بسوے موصول اسم - قانع خبر - فعل ناقص اسم اور خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ - موصول اور صلہ مل کر مبتدا - بکفش خاک ہم زرست خبر مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہؤا - ہرکہ موصول کشد فعل ضمیر راجع بسوے موصول فاعل - سیماب نفس بہ ترکیب اضافی مفعول - فعل فاعل اور مفعول کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مبتدا - کیمیاگرست خبر - مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہؤا + شعر

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مے کل من علیہا فان

ترکیب

ہر آنکہ موصول - زاد فعل ضمیر راجع بسوے موصول فاعل - فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ہؤا - موصول اور صلہ مل کر مبتدا - ز جام دہر مے کل من علیہا فان بایدش نوشید خبر - مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہؤا + محمد علی ماہر

آنکو بہ قناعت آشنا شد - منظور تعز من تشا شد
وآنکو رہ حرص و آز پیمود - مقہور تذل من تشا شد

بیت

بہ عزت ہر آنکو فروتر نشست

بخواری نیفتد نہ بالا بہ پست

شعر

آنکس کہ توانگرت نمے گرداند

او مصلحت تو از تو بہتر داند

ترکیب

آنکس موصول ۔ نمے گرداند فعل ضمیر راجع بسوے موصول فاعل ۔ ت بمعنے ترا مفعول توانگر مفعول ثانی۔ فعل فاعل اور دونوں مفعولوں کے ساتھ مل کر صلہ ہوا ۔ موصول اور صلہ مل کر مبتدا ۔ او مصلحت تو از تو بہتر داند خبر۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا + شعر

ہر آنکس کہ عیبش نگویند پیش

ہنر داند از جاہلی عیب خویش

پہلا مصرع مبتدا ۔ دوسرا خبر ۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا ۔ کبھی خبر مقدم ہو جاتی ہے اور مبتدا مؤخر ۔ شعر

سنگیں دل ست ہر کہ بہ ظاہر ملائم ست

پنہاں درونِ پنبہ نگر پنبہ دانہ را

ہرکہ بہ ظاہر طائم ست مبتدا موخر۔ سنگیں دل ست خبر مقدم۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیّہ ÷
کبھی ہرکہ کی جگہ کہ بولتے ہیں۔ بیت

خدا را ندانست و طاعت نہ کرد
کہ بر بخت و روزی قناعت نہ کرد

یعنی ہرکہ بر بخت و روزی قناعت نہ کرد ÷
اس بیت میں بھی مبتدا موخر اور خبر مقدم ہے۔ بیت

کرا زشت خوئی بود در سرشت
نہ بیند ز طاؤس جز پاے زشت

کرا یعنی ہرکرا ÷
کبھی اسم کے بعد یاے مجہول اور صلے کا کاف لگا کر موصول بناتے ہیں۔ جیسے شخصے کہ۔ کسے کہ۔ ابلہے کہ۔ درختے کہ ÷ بیت
کسے کانقش ظلم زد در جہاں برآورد از اہل عالم فغاں

شعر

ابلہے کو روز روشن شمع کافوری نہد
زود بینی کش بہ شب روغن نباشد در چراغ

درختے کہ اکنوں گرفت ست پاے
بہ نیروے شخصے برآید ز جاے

کبھی موصول کی یَے حذف کر دیتے ہیں +

بیت

گر انصاف پرسی بد اختر کس ست
کہ در راحتش رنج دیگر کس ست

یعنی کسے کہ در راحتش رنج دیگر کس ست بد اختر ست +

کبھی اسم موصول اور کاف صلہ میں فاصلہ ہو جاتا ہے ۔ **بیت**

قیامت کسے بینی اندر بہشت
کہ معنی طلب کرد و دعوے بہشت

یعنی کسے کہ معنی طلب کرد و دعوے بہشت اورا روز قیامت اندر بہشت بینی +

مصرع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگزرد
آنچہ در دل داری بگوے +

مبین اور بیان

کبھی نظم یا نثر میں ایسے لفظ بول دیتے ہیں۔ جن کے لئے تشریح کی ضرورت ہوتی ہے - اور تشریح کسی فقرے یا مصرع سے کر دیتے ہیں۔ اس تشریح طلب لفظ کو مبین کہتے ہیں - اور

تشریح کو بیان +

مبین اور بیان کا حال موصول اور صلے کا سا ہے - کہ ان سے بھی بات پوری نہیں ہوتی - اور وہ بھی جزو جملہ ہوتے ہیں - مثلاً بیت

خدائے کہ از خاک مردم کند

عجب دارم ار مردمی گم کند

لفظ خدا کے لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ اس کا حال بیان کیا جائے - تاکہ کہنے والے کا مقصد معلوم ہو - تو اُس نے خدا کے ساتھ کہ از خاک مردم کند کہا - یہ تو مبین اور بیان ہوگیا - مگر انہوں نے بھی اصل مدعا کو پورا نہیں کیا - ان سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے - کہ خدا جو یہ کچھ کرتا ہے - ابھی یہ بتانا باقی ہے - کہ اس نے کیا کیا - یا وہ کیا کرتا ہے یا اس سے کیا امّید ہے +

بہر کیف خدا جو مبین ہے اپنے بیان کے ساتھ مل کر مبتدا ہے - اور عجب دارم ار مردمی گم کند اس کی خبر - مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا +

تمیز و ممیز

کبھی ایسے لفظ بولتے ہیں جن سے معلوم نہیں ہوتا کہ بولنے والے کی اس سے کیا مراد ہے۔ پھر ایسے لفظ بول دیتے ہیں جن سے ابہام جاتا رہتا ہے۔ پہلے لفظ کو یا لفظوں کو ممیز کہتے ہیں پچھلے لفظ کو تمیز۔ جیسے رشید در جملہ علوم مہارتے کامل دارد۔ یہاں جملہ کا لفظ اسم مبہم ہے جس سے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اس سے کیا مراد ہے۔ مگر جب علوم کہا۔ تو اس سے ابہام دور ہو گیا۔ تو لفظ جملہ اسم مبہم یا ممیز ہے۔ اور علوم تمیز۔ دہ من شیر۔ ہشت زنجیر فیل سے مفہوم نہیں ہوتا تھا کہ دہ من اور ہشت زنجیر سے کیا مراد ہے۔ جب شیر اور فیل کہا۔ تو وضاحت ہو گئی۔ اور ابہام جاتا رہا۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ممیز یا اسم مبہم کا حرف اخیر متحرک نہیں ہوتا۔ جیسے شش مہار شتر۔ دوازدہ راس گاؤ۔ ہفت شاخ آہو۔ ان کلمات میں مہار کی اور راس کا س اور شاخ کی خ ساکن ہے۔ اس کو متحرک نہیں پڑھنا چاہیئے۔

کبھی تمیز محذوف ہو جاتی ہے۔ جیسے مصرع

ہمہ با ہوا و ہوس ساختی

یعنی ہمہ عمر ٭

تمیز و ممیز مل کر مرکب ناقص ہے۔ جو جزو جملہ ہوتا ہے ٭

اشارہ و مشارٌ الیہ

اشارہ اور مشارٌ الیہ کا حال تم اسم اشارہ کے بیان میں پڑھ چکے ہو۔ یہ بھی مرکب ناقص ہیں۔ دیکھ لو۔ ایں شمشیر۔ اور آں طفل کے کہنے سے بات پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ بھی جزوِ جملہ ہیں ٭

مُفسَّر اور تفسیر

ایں مصحف یعنی قرآن مجید از آن من ست ٭ اس فقرے میں قرآن مجید کے لفظ نے مصحف کی تفسیر کر دی ہے۔ جس کی تفسیر کی جائے اُسے مفسَّر کہتے ہیں اور جس سے تفسیر کی جائے اُسے تفسیر۔ تو مصحف مفسر ہے اور قرآن مجید

تفسیر - مفسر اور تفسیر بھی جزو جملہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے ساتھ جب تک اور الفاظ شامل نہ ہوں بات پوری نہیں ہوتی ÷

بدل و مُبدل منہ

کبھی دو اسم اس طرح پر بولے جاتے ہیں۔ کہ پہلے سے چنداں غرض نہیں ہوتی - دوسرا ہی مقصود ہوتا ہے - جیسے وفادار خادم شما بمن گفت - یہاں وفادار نام ہے اور اس سے نہیں کھلتا کہ کونسا وفادار مراد ہے - جب خادم شما کہا تو وضاحت ہو گئی کہ وہ وفادار جو تمہارا خادم ہے - یعنی اصل مقصود خادم شما ہے - وہ اسم جو مقصود بالذات ہو بدل کہلاتا ہے - اور پہلے اسم کو جس سے چنداں غرض نہ ہو مبدل منہ کہتے ہیں ÷

مبدل منہ اور بدل مل کر جزو جملہ ہوتے ہیں ÷

مبدل منہ کا حرف اخیر مکسور نہیں ہوتا ÷

مبین اور عطف بیان

کبھی ایک شخص کے دو ایسے نام بولتے ہیں۔ جن میں پچھلا نام جو زیادہ شہرت رکھتا ہے۔ پہلے کو اور واضح کر دیتا ہے ۔ جیسے مولوی فخرالدین خاں نوّاب فخر یار جنگ بہادر ۔ نواب فخر یار جنگ کے کہنے سے جو خطاب ہے ۔ اور اصلی نام کی نسبت زیادہ مشہور ہے ۔ مولوی فخرالدین خاں کی زیادہ توضیح ہو گئی ✣

اس قسم کے پہلے نام کو مبیّن کہتے ہیں اور پچھلے کو عطف بیان ✣

مبین کا حرف اخیر بھی مکسور نہیں ہوتا ✣

مبین اور عطف بیان بھی مل کر جزو جملہ ہوتے ہیں ✣

مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ

مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کا بیان حروفِ استثنا میں لکھا گیا ہے ۔ یہ بھی مرکب ناقص ہیں اور باہم مل کر جزو جملہ ہوتے ہیں ✣

تاکید و موکد

کبھی کلام میں بعض الفاظ زور دینے کے لئے بولے جاتے ہیں۔ جیسے من خود نصیر را دیدم۔ یہاں خود کا لفظ من کی تاکید کے لئے آیا ہے جس کی تاکید کی جاتی ہے اُسے مؤکّد کہتے ہیں۔ کبھی لفظ کے دوبارہ بولنے سے تاکید کا کام لیتے ہیں۔ جیسے۔ مصرع

ترحّم یا نبیّ اللہ ترحّم

یہاں ترحّم دوسری دفعہ تاکید کے لئے آیا ہے۔ زینہار۔ ہرگز۔ ہر آئنہ۔ البتّہ تاکید کے لئے آتے ہیں۔

حال اور ذوالحال

قطعہ

یاد داری کہ وقت زادنِ تو
ہمہ خنداں بدند و تو گریاں
آں چناں زی کہ بعد مردن تو
ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

اس قطعے میں خنداں اور گریاں اسم فاعل

سماعی کے صیغے ہیں ۔ مگر یہی صیغے کبھی فاعل یا مفعول کی حالت اور کیفیت ظاہر کرتے ہیں جیسے ناصر خنداں رفت ۔ زید را گریاں دیدم۔ رفت کا فاعل ناصر ہے ۔ اور خنداں سے اس کے جانے کی حالت ظاہر ہوتی ہے ۔ یعنی وہ ہنس رہا تھا۔ دوسری مثال میں زید دیدم کا مفعول ہے ۔ اور گریاں سے زید کی حالت معلوم ہوتی ہے ۔ یعنی میں نے زید کو روتے دیکھا۔ جس لفظ سے کسی چیز کی حالت یا کیفیّت ظاہر ہو ۔ وہ حال کہلاتا ہے ۔ اور جس چیز کی حالت ظاہر ہو وہ ذو الحال خواہ وہ فاعل ہو یا مفعول تو خنداں اور گریاں حال ہیں اور ناصر اور زید ذو الحال ۔ مگر یہ بھی جزو جملہ ہوتے ہیں ۔

مرکب تام یا جملہ اور اُس کی قسمیں

بطاعت بنہ چہرہ بر آستاں

بزرگاں مسافر بجاں پرورند

ان دونوں مصرعوں میں بات پوری ہو جاتی

ہے۔ اور اس کا انتظار نہیں رہتا۔ کہ کہنے والا کچھ اور کہے ؛

ایسا مرکب جس کو سُن کر خاطر جمع ہو جائے **مرکّب تام یا مرکّب مفید یا جملہ کہلاتا ہے ؛**

جملہ معنی کے لحاظ سے دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جس کی نسبت کہہ سکیں کہ سچا ہے یا جھوٹا۔ جیسے زید دیروز رفت ۔ اس کلام کی نسبت سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے ۔ کہ زید چلا گیا ہو ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نہ گیا ہو۔ ایسے جملے کو جملہ خبریہ کہتے ہیں ۔ دوسرے وہ جس کو سچ یا جھوٹ نہ کہہ سکیں ۔ جیسے مصرع اوّل مندرجہ عنوان میں حکم ہے کہ بطاعت چہرہ بر آستاں بنہ ۔ اس قسم کا جملہ **جملہ انشائیہ** کہلاتا ہے ۔ المختصر جس جملے میں خبر ہو اور خبر کی نسبت سچ اور جھوٹ دونوں باتوں کا احتمال ہوتا ہے ۔ وہ جملہ خبریہ ہے ۔ اور جس میں خبر نہ ہو وہ انشائیہ ؛

جملۂ فعلیہ اور جملۂ اسمیّہ

یاد رکھنا چاہیئے کہ مرکبات ناقص میں جو لگاؤ

ہوتا ہے - وہ ادھورا ہوتا ہے - اسی لئے اُس سے دلجمعی نہیں ہوتی - اور جو لگاؤ جملے میں ہوتا ہے وہ پورا ہوتا ہے - اور اسے اسناد کہتے ہیں +

جس چیز سے لگاؤ ہوتا ہے - اُسے مسند الیہ کہتے ہیں - اور جس چیز کا لگاؤ ہوتا ہے - اُسے مسند - یہ لگاؤ اسم کا بھی اسم سے ہوتا ہے اور فعل کا بھی - فعل کا اسناد اسم سے ہوگا تو فعل کو مسند کہینگے - اور جس اسم کی طرف ہوگا - اُسے مسند الیہ - اور جملے کو جملہ فعلیّہ +

اسم کا اسناد اسم کی طرف ہوگا - تو جس کی طرف ہوگا وہ مسند الیہ ہوگا اور جس کا ہوگا وہ مسند اور جملہ جملہ اسمیہ جیسے زید نوشت - یہاں نوشت کا اسناد زید کی طرف ہے - تو یہ جملہ فعلیہ ہے - یا احمد ذہین ست - یہاں ذہین کا اسناد احمد کی طرف ہے - اور ذہین اور احمد دونوں اسم ہیں تو یہ جملہ اسمیہ ہے +

جملہ فعلیہ میں فاعل فعل سے پہلے آتا ہے جیسے زید دوید - یہ مثال فعل لازم کی ہے -

فعل متعدّی ہو - تو فاعل کے بعد مفعول آتا ہے اور اس کے بعد فعل جیسے سلیم طعام خورد - اس جملے میں خورد فعل متعدّی ہے - سلیم فاعل ہے - اور طعام مفعول *

نظم میں یہ ترتیب بدل بھی جاتی ہے -

بیت

گل آورد سعدی سوے بوستاں

یہاں مفعول پہلے ہے - فعل درمیان - فاعل پیچھے *

فاعل اگر ضمیر مخاطب یا متکلم ہو تو وہ فعل کے ساتھ ہوتی ہے - جیسے دیدی اور شنیدم - ایسے افعال کو جن میں ضمیر ساتھ ہو - ترکیب میں فعل با فاعل کہتے ہیں *

افعال ناقص

یہ تو معلوم ہو گیا - کہ جس جملے میں فعل مسند ہو وہ جملہ فعلیہ ہے - مگر فعل کی بھی دو قسمیں ہیں - ایک وہ جن میں کام کرنا پایا جاتا ہے - جیسے خورد و نوشید - دید و شنید - آموخت و افروخت - ایسے افعال افعال تام کہلاتے ہیں - دوسرے وہ جن میں ہونا پایا جاتا ہے - جیسے شد - گشت - گردید - بود اور شود اور گردد وغیرہ - یہ تو مشتق ہیں - اور یقیناً فعل ہیں - مگر ایسے فعل کہ جب تک ان کے

ساتھ اور دو اسم نہ ہوں بات پوری نہیں ہوتی۔ جیسے زید عاقل گردید۔ یا مصرع

ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس

ایسے فعلوں کو فعل ناقص کہتے ہیں۔ اور فعل ناقص میں جو دو اسم آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو اسم کہتے ہیں۔ دوسرے کو خبر۔

ایسے افعال میں جو دو اسم آتے ہیں وہ کون اور کیا کے جواب میں واقع ہوتے ہیں۔ ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس۔ نا اہل تربیت سے لائق نہیں ہوتا۔ جب پوچھیں کون نہیں ہوتا تو جواب ہوگا ناکس۔ اور جب پوچھیں کہ کیا نہیں ہوتا۔ تو جواب ہوگا کس۔

آمد اور برآمد بھی جب ثابت اور ظاہر ہونے کے معنے دیں اور اسم اور خبر کو چاہیں تو فعل ناقص ہیں۔

مبتدا و خبر اور کلمۂ اسناد

دخل آب رواں ست و خرج آسیائے گرداں۔

اس فقرے کے پہلے جملے میں است نے آب رواں کا دخل سے تعلق پیدا کر دیا ہے اور

دوسرے جملے میں آسیاے گرداں کا لگاؤ خرج سے*
قواعد فارسی کی کتابوں میں است کو حرف ربط لکھا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ کلمہ اسناد ہے۔ جو مسند الیہ اور مسند میں لگاؤ پیدا کرتا ہے۔ مسند الیہ مبتدا ہے اور مسند خبر*

شعر

ہنر دیگراں ندیدن عیب
دیدن عیب خویشتن ہنر ست

ندیدن عیب یعنی ندیدن عیب ست*
ترکیب میں ہنر دیگراں ندیدن مبتدا۔ عیب خبر۔ است کلمہ اسناد۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ۔ است جمع میں اند اور واحد حاضر میں ای جمع حاضر میں اید اور متکلم میں ام جمع متکلم میں ایم ہے*
است کی جگہ ہست بھی بولتے ہیں*
ہست۔ ہستند۔ ہستی۔ ہستید۔ ہستم۔ ہستیم*
او عالم ہست۔ ہمہ پرہیزگار ہستند۔ تو خردمند ہستی۔ شما عاقل ہستید۔ من طالب علم ہستم۔ بندگان خدا ہستیم*
اس صورت میں است اور ہست وغیرہ کو فعل ناقص کہتے ہیں*

شعر

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوے دلاویز تو مستم

مشک ہستی یا عبیر ہستی کہ از بوے دلاویز تو مست ہستم ٭

من کیستم کیستم - من کہ ام - کہ ہستم ٭

فائدہ - است کا لفظ جب کسی ایسے کلمے کے ساتھ آتا ہے - جس کے آخر ہاے مختفی ہو تو نہ ہ پڑھنے میں آتی ہے نہ است کا الف - مگر لکھنے میں دونو حرف قائم رہتے ہیں - جیسے مصرع

گفتم این فتنہ است خوابش بردہ بہ

این فتنہ است فتن ست پڑھا جاتا ہے - نہ ہ پڑھنے میں آتی ہے - نہ است کا الف ٭

مصرع

کوشش بے فائدہ است وسمہ بر ابروے کور

بے فائدہ است - بے فائدست پڑھا جاتا ہے ٭

فاعل

ترتیب - کلام میں فاعل فعل سے پہلے آتا ہے - اس کے بعد مفعول پھر فعل - جیسے

زید سبق خواند - نصیر شیر را دید *

ان مثالوں میں زید اور نصیر فاعل ہیں اور پہلے ہیں اور سبق اور شیر مفعول اور خواند اور دید فعل اور وہ پیچھے ہیں *

مطابقت - فاعل اگر ذوے العقول سے ہو اور جمع ہو - تو فعل جمع آتا ہے - جیسے سعدی

مجرّدان طریقت بہ نیم جو نخرند
قباے اطلس آنکس کہ از ہنر خالیست

جب بذریعہ حرف عطف فاعل کو جمع کرتے ہیں - تب بھی فعل جمع لاتے ہیں - **سعدی**

بگیر جامۂ صوفی بیار جام شراب
کہ نیک نامی و مستی بہم نیامیزند

نیک نامی و مستی بہ ترکیب عطفی جمع ہو گئے - اسی لئے فعل جمع آیا *

اگر فاعل غیر ذوے العقول سے ہو اور جمع ہو تو فعل واحد لاتے ہیں - **بیت**

نگنجد کرمہاے حق در قیاس
چہ خدمت گزارد زبان سپاس

کرم ہا جمع ہے - نگنجد واحد اور یہی ترکیب فصیح سمجھی جاتی ہے *

اور اگر جمع ان سے ہو - تو فعل جمع لاتے

ہیں - شعر

اختراتے کہ بہ شب در نظر ما آیند
پیش خرشید محال ست کہ پیدا آیند

اگر فاعل متکلم اور مخاطب ہو - یا متکلم اور غائب ہو تو فعل متکلم آتا ہے - جیسے من و تو خواندیم - من و او نشستیم - شعر

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم
بندۂ بارگاہ سلطانیم

فائدہ - فاعل کی علامت اردو میں یہ ہے - کہ کس نے یا کون کے جواب میں واقع ہو - حامد دید - سعید شنید - ناصر آورد - محمود برد - حامد اور سعید کس نے کے جواب میں واقع ہوئے ہیں اور ناصر اور محمود کون کے جواب ہیں - جب پوچھیں کس نے دیکھا اور کس نے سنا - تو جواب ہوگا حامد نے اور سعید نے - یا کون لایا اور کون لے گیا تو جواب ہوگا ناصر اور محمود - تو حامد اور سعید اور ناصر اور محمود فاعل ہیں*

مفعول کی قسمیں

نحو کی کتابوں نے مفعول کی کئی قسمیں لکھی

ہیں - مفعول بہ - مفعول فیہ - مفعول معہ - مفعول لہ - مفعول مطلق ٭

مفعول بہ تو وہی ہے جس پر فعل واقع ہو ٭
مفعول فیہ وہ جس میں کوئی کام کیا جائے ٭
مفعول لہ - وہ مفعول جس کے لئے کام کیا جائے ٭

ظہوری

بدیدہ قطرہ خوں از جگر بر آوردم
بدیدن تو دل از چشم سر بر آوردہ

پہلے مصرع میں دیدہ مفعول فیہ ہے آنکھ میں اور دوسرے میں مفعول لہ یعنی تیرے دیکھنے کے لئے - مگر جس کو مفعول فیہ کہتے ہیں وہ ظرف ہے ٭ شعر

دیدہ را پردۂ خود کردہ بدیدن رفتم
پنبہ بر گوش نہادم بشنیدن رفتم

بدیدن دیکھنے کے لئے - بشنیدن سننے کے لئے - یہ مفعول لہ ہیں ٭

مفعول مطلق

کبھی عبارت میں ایسا فعل واقع ہوتا ہے - کہ اس کا مصدر یا حاصل مصدر بھی ساتھ

لاتے ہیں اور اس کو مفعول مطلق کہتے ہیں۔ یہ مفعول ایسا تو نہیں ہوتا کہ اس پر فعل واقع ہوا ہو۔ بلکہ اس میں فعل کی ہیئت یا تشبیہ پائی جاتی ہے۔ جیسے ظالم طپیدن بسمل مے طپد یعنی مثل طپیدن بسمل مے طپد ÷

طپیدن بسمل میں مصدر کے مفعول مطلق ہونے کی مثال ہے۔ حاصل مصدر کی مثال بھی سن لو ÷

مصرع

بے مہرے رمد رم آہو ز دوستاں

یعنی از دوستاں مثل رم آہو مے رمد ÷

یہ ہے حقیقت مفعول مطلق کی۔ مگر چونکہ نحویوں نے اس قسم کے کلمات کا مفعول مطلق نام قرار دیا ہے۔ اس لئے ہم بھی اس کو نہیں بدلتے ÷

بعض فعلوں کے دو دو مفعول ہوتے ہیں۔ پہلے کو مفعول اوّل اور دوسرے کو مفعول ثانی کہتے ہیں۔ جیسے زید را طعام خورانیدم۔ احمد را کتاب دادم۔ ان جملوں میں زید اور احمد مفعول اوّل ہیں اور طعام اور کتاب مفعول ثانی ÷

مفعول اگر ذی روح یا ذی عقل ہو۔ تو اُس کے ساتھ را علامت مفعول آتی ہے۔ جیسے زید

را دیدم اور اگر ایک فعل کے دو مفعول ہوں۔ تو را علامت مفعول پہلے مفعول کے ساتھ آتی ہے۔ گرسنہ را طعام بدہ۔ شعر

بہ تقصیرے کہ از حد بیش دارم
خجالت را شفیع خویش دارم

یہاں خجالت اور شفیع دو مفعول ہیں۔ اور علامت مفعول مفعول اوّل کے ساتھ آئی ہے ٭

کبھی علامت مفعول ایسے مفعول کے ساتھ لے آتے ہیں جو نہ ذی روح ہو نہ ذی عقل۔ جیسے

شعر

سپہر کے دید کسے حسن جہانگیرش را
کلک نقاش کشد حسرت تصویرش را

یعنی کلک نقاش حسرت تصویرش کشد۔ مصرع

کہ عطر صندل افزوں تر ز صندل مے دہد بو را

یعنی عطر صندل از صندل بو افزوں مے دہد ٭

حسرت تصویر اور بو کے ساتھ بھی جن میں سے کوئی بھی ذی روح اور ذی عقل نہیں علامت مفعول لے آئے ہیں ٭

جس طرح را علامت مفعول ہے۔ اسی طرح بہ بھی علامت مفعول ہے ٭

بتو گفتم یعنی ترا گفتم ٭

مفعول مالم یُسمّ فاعلہٗ

فعل مجہول کا فاعل تو معلوم نہیں ہوتا۔مفعول معلوم ہوتا ہے۔ اور وہی قائم مقام فاعل ہوتا ہے۔ جیسے کتاب خواندہ شد۔ اس سے یہ تو نہیں پایا جاتا کہ پڑھنے والا کون ہے۔ کتاب جو پڑھی گئی ہے وہ معلوم ہے۔ بس کتاب ہی نے جو مفعول ہے فاعل کا کام دیا ہے۔ مجہول فعل کے مفعول کو مفعول مالم یسم فاعلہٗ کہتے ہیں یا مفعول قائم مقام فاعل؛

مفعول مالم یسم فاعلہٗ کون یا کیا کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔ جیسے ظالم کشتہ شد۔ طفل دیدہ شد۔ قلم کشیدہ شد۔ جب پوچھیں کون مارا گیا تو جواب ہوگا۔ ظالم اور جب پوچھیں کون دیکھا گیا یا کیا دیکھا گیا تو جواب ہوگا طفل اور جب پوچھیں کہ کیا کھینچا گیا۔ تو جواب ہوگا۔ قلم۔ پس ظالم اور طفل اور قلم مفعول مالم یسم فاعلہٗ ہیں؛

مقولہ

گفتن کے مشتقات یعنی ماضی مضارع وغیرہ

کا مفعول اگر اسم مفرد ہو۔ تو اُس کو مفعول کہتے ہیں۔ اور اگر جملے کی صورت میں ہو تو وہ مقولہ کہلاتا ہے۔ جیسے شعر

بوقت لقمہ خوردن گفت اے مسرت گفت بہائیم
کہ روزی مے کند از ہم جدا یاران ہمدم را

اس شعر میں دوسرا مصرع گفت کا مقولہ ہے۔ مقولہ وہ بات ہے جو کہی جائے اور بہا سے مسرت نے جو بات کہی ہے وہ وہی ہے۔ جو دوسرے مصرع میں بیان کی گئی ہے۔ پس "کہ روزی مے کند از ہم جدا یاران ہمدم را" گفت کا مقولہ ہے +

شبہ فعل

جس طرح فعل فاعل اور مفعول اور متعلقات کو چاہتا ہے اسی طرح اسم فاعل اور اسم مفعول اور مصدر اور اسم حالیہ فاعل اور مفعول وغیرہ کو چاہتے ہیں اور شبہ فعل کہلاتے ہیں +

"اے بندگان را آمرزگار خطاہائے ما را درگذار" +

آمرزگار اسم فاعل شبہ فعل - بندگان مفعول +

"نہان و آشکارا را دانندہ" *

دانندہ اسم فاعل شبہ فعل - نہان و آشکارا را مفعول *

"بخشائش آلہی گم شدہ را در مناہی چراغ توفیق فرا راہ داشت" *

گم شدہ اسم مفعول شبہ فعل - در جار - مناہی مجرور - جار و مجرور متعلق شبہ فعل *

مصرع "خلق کشاں در پنہ سایہ رخت"

کشاں اسم حالیہ شبہ فعل - رخت مفعول - در جار - پنہ سایہ بہ ترکیب اضافی مجرور - جار و مجرور متعلق شبہ فعل *

"علم خواندن" - خواندن مصدر شبہ فعل علم مفعول *

شعر

تکیہ بر تقوے و دانش در طریقت کافری ست
راہ رو گر صد ہنر دارد توکل بایدش

تکیہ مبتدا - بر جار - تقوے و دانش بہ ترکیب عطفی مجرور - جار مجرور متعلق مبتدا *

شعر

کند کودکِ غنچہ تا خواب ناز
صبا مہد جنباں بدست نیاز

بدست نیاز جار و مجرور متعلق مہد جنباں -

جو اسم حالیہ شبہ فعل ہے ؛

جملہائے مفردہ

جملے دو قسم کے ہیں ایک وہ کہ ایک ہی جملے سے بات پوری ہو جاتی ہے - ایسے جملوں کو مفرد جملے کہتے ہیں - جملہ دعائیہ جس میں ندا نہ ہو اور جملہ مستانفہ جس میں قسم اور شرط وغیرہ نہ ہو - مفرد جملے ہیں ؛

جملہ دُعائیہ

شعر

سعادت دو جہاں روز و شب قرین تو باد
خدائے عز و جل ناصر و معین تو باد

اس شعر کے دونوں مصرعوں میں دُعا پائی جاتی ہے اور دونوں جملے دعائیہ ہیں ؛

ترکیب

باد فعل ناقص - سعادت مضاف دو جہاں مضاف الیہ - مضاف و مضاف الیہ مل کر اسم - قرین تو بہ ترکیب اضافی خبر - روز و شب بہ ترکیب عطفی

ظرف متعلق فعل - فعل ناقص اسم اور خبر اور متعلق کے ساتھ مل کر جملہ اسمیّہ دعائیہ ہُوا۔ باد فعل ناقص - خدا موصوف عزّو جل صفت - موصوف و صفت مل کر اسم - ناصر معطوف علیہ و عاطفہ معین معطوف - معطوف علیہ اور معطوف مل کر مضاف تو مضاف الیہ مضاف و مضاف الیہ مل کر خبر - فعل ناقص اسم اور خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ دعائیہ ہُوا ؛

جملہ معترضہ

کبھی اثنائے کلام میں ایک ایسا جملہ بول دیتے ہیں - کہ اگر نہ بھی بولا جائے تو کلام میں کچھ خلل واقع نہیں ہوتا - اس کو جملہ معترضہ کہتے ہیں - جیسے شعر

ہر چند دورم از تو کہ دور از تو کس مباد
لیکن امید وصل تو ام عنقریب ہست

شاعر کہتا ہے - کہ اگرچہ میں تجھ سے جدا ہوں (اور خدا کرے کہ کوئی تجھ سے جدا نہ ہو) - لیکن تیری جلد ملاقات کی مجھے امید ہے - یہاں دور از تو کس مباد جملہ معترضہ ہے - اگر یہ نہ بھی

بولا جاتا تو کلام میں کچھ خلل نہ ہوتا ×

جملہ مستانفہ

جو جملہ ابتدائے کلام میں واقع ہو۔یعنی اس سے نئی بات شروع ہو۔اس کو جملہ مستانفہ کہتے ہیں۔جیسے شعر

آغاز کردۂ برسانش بہ انتہا
طرحے فگندۂ بہ عنایت تمام کن

ان مصرعوں میں کلام ابتداءً شروع ہوتا ہے مضمون دونوں مصرعوں کا جداگانہ ہے۔اس لئے ہر ایک جملہ مستانفہ ہے ×

رباعی

عدل ست کہ بنیاد ظفرہا باشد
ظلم ست کہ موجب ضررہا باشد
جُودست کہ پردہ دار ہر عیب بود
بخل ست کہ سرپوش ہنرہا باشد

جملہائے مرکبّہ

دوسرے جملے وہ ہیں کہ باہم مل کر بات کو پورا کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں :-

جملہ عاطفہ - جملہ شرطیہ - جملہ ندائیہ - جملہ قسمیہ - جملہ معللہ - جملہ بیانیّہ - جملہ تمثیلیّہ - جملہ تشبیہیہ - جملہ مدللہ - جملہ تفسیریہ *

اب سب کا بیان لکھا جاتا ہے :-

جملہ عاطفہ

جامی

بخنداں از لب آں غنچہ باغم
وزیں گل عطر پرور کن دماغم

یہ دو جملے ہیں - اور ان میں وؔ حرف عطف ہے - جس نے دونوں جملوں کو باہم ملایا ہے جن جملوں میں حرف عطف آئے - ان میں سے پہلے کو معطوف علیہ کہتے ہیں اور دوسرے کو معطوف اور معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ عاطفہ ہوتا ہے *

ترکیب

بخنداں ... فعل با فاعل
باغم ... مضاف و مضاف الیہ } مفعول
از ... جارّہ
لب ... مضاف
آں ... اسم اشارہ
غنچہ ... مشارٌ الیہ } مضاف الیہ } مجرور } متعلّق فعل

فعل فاعل اور مفعول اور متعلّق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ

و ... حرف عطف
کن ... فعل با فاعل
دماغم ... مضاف و مضاف الیہ } مفعول اوّل
عطر پرور ... مفعول ثانی
ز ... جارّہ
ایں ... اسم اشارہ
گل ... مشارٌ الیہ } مجرور } متعلّق فعل

فعل فاعل اور مفعول اور متعلّق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف

معطوف اور معطوف علیہ مل کر جملہ عاطفہ ہوا ۔

جملہ شرطیہ

یہ جملہ دو جملوں سے مرکب ہوتا ہے۔ پہلے کو شرط کہتے ہیں۔ دوسرے کو جزا۔ اور شرط اور جزا مل کر **جملہ شرطیہ** ہوتا ہے۔ **بیت**

اگر خواہی از نیک بختی نشاں
در ظلم بندی بر اہلِ جہاں

یہ جملہ شرطیہ ہے۔ اور ترکیب یوں ہے:۔

ترکیب

اگر .. .. حرف شرط
خواہی .. .. فعل با فاعل
نشاں .. .. مفعول
از .. .. جار } متعلق فعل
نیکبختی مجرور

فعل فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر شرط جملہ فعلیہ ہوئی ✤

بندی .. .. فعل با فاعل
در .. .. مضاف } مفعول
ظلم .. .. مضاف الیہ
بر .. .. جار } متعلق فعل
اہل جہاں .. .. مضاف و مضاف الیہ } مجرور

فعل فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا ہوئی ✤

شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ ہؤا ✤

کبھی حرف شرط حذف کر دیا جاتا ہے۔ شعر

چوں در قدم تست شفائے ہمہ رنج
یک لحظہ قدم رنجہ نمائی چہ شود

یعنی اگر یک لحظہ ۔

جملہ ندائیہ

یہ جملہ بھی دو جملوں سے مرکّب ہوتا ہے۔ پہلے میں حرف ندا اور منادےٰ ہوتا ہے۔ اور اسے ترکیب میں ندا کہتے ہیں۔ دوسرے جملے میں وہ بات ہوتی ہے۔ جس کے لئے ندا کی جاتی ہے۔ اور وہ جواب ندا کہلاتا ہے ۔

ندا اور جواب مل کر جملہ ندائیہ ہوتا ہے ۔

دلا گر خردمندی و ہوشیار
مکن صحبت جاہلاں اختیار

ترکیب

دلا ندا و منادےٰ (اصل میں ہے بخوانم دل را بخوانم فعل با فاعل ہے۔ اور دل اس کا مفعول۔ تو دلا قائم مقام جملہ فعلیہ ہو کر ندا ہوئی) ۔

دگر خردمندی و ہشیار راصل ہیں ہے اگر خردمند و
ہشیار ہستی)

اگر - حرف شرط

ہستی - فعل ناقص مع اسم

خردمند و ہشیار۔ معطوف و معطوف علیہ مل کر خبر+
فعل ناقص اسم اور خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہو کر شرط ہوئی - اختیار، کن فعل با فاعل صحبت جاہلاں مفعول - فعل فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا ہوئی شرط کی - شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ ہو کر جواب ہوا ندا کا - ندا اور جواب مل کر جملہ ندائیہ ہوا +

جملہ قسمیہ

جس جملے میں حرفِ قسم آئے - وہ جملہ قسمیہ ہے - جس کی قسم کھائیں اُس کو مُقسم بہٖ کہتے ہیں - حرف ندا اور مقسم بہٖ مل کر ایک جملے کے قائم مقام ہوتے ہیں - جو یہ ہوتا ہے کہ قسم میخورم بفلاں اور ترکیب میں قسم کہلاتا ہے - اس کے بعد ایک اور جملہ آتا ہے - جس کو جواب قسم کہتے ہیں - قسم اور جواب قسم مل کر جملہ قسمیہ ہوتا ہے - اور یہ جملہ بھی مرکب ہوتا

ہے۔ جواب قسم کے پہلے ایک کاف زائد بھی آتا ہے ٭ بیت

بحقت کہ چشم نہ باطل بدوزد
بنورت کہ فردا بہ نارم مسوز

ترکیب

بہ ... حرف قسم
حقت .. مضاف و مضاف الیہ } مل کر مقسم بہ
} حرف قسم اور مقسم بہ مل کر قائم مقام جملہ فعلیہ ہو کر قسم ہوئی

بدوز ... فعل با فاعل
چشم .. مضاف و مضاف الیہ } مفعول
نہ ... جار } متعلق فعل
باطل ... مجرور
} فعل فاعل اور مفعول اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قسم کا جواب ہوا ٭

قسم اور جواب قسم مل کر جملہ قسمیہ ہوا ٭
دوسرا مصرع بھی جملہ قسمیہ ہے۔ اور اس کی ترکیب بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلے مصرع کی ٭

شعر

از آمدنت کہ نوبہار عمر ست
حقا کہ چہ خوش ترست زود آمدنت

حقا میں الف قسم کا ہے ٭

جملہ معلّلہ

اس جملے میں پہلے کو معلول کہتے ہیں۔ دوسرے کو جو سبب واقع ہوتا ہے علّت۔ معلول اور علّت مل کر جملہ معلّلہ ہوتا ہے۔ شعر

اگر شہرت ہوس داری اسیر دام عزلت شو
کہ در پرواز دارد گوشہ گیری نام عنقا را

ترکیب

اگر حرف شرط داری فعل با فاعل۔ ہوس مضاف شہرت مضاف الیہ۔ مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول۔ فعل فاعل اور مفعول کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ہوئی۔ شو فعل ناقص مع اسم۔ اسیر مضاف دام عزلت بہ ترکیب اضافی مضاف الیہ۔ مضاف و مضاف الیہ مل کر خبر۔ فعل ناقص اسم اور خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا ہوئی شرط کی۔ شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ ہو کر معلول ہوا۔ کہ حرف علّت دارد فعل گوشہ گیری فاعل نام عنقا مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول را علامت مفعول در جار پرواز مجرور جار

مجرور متعلق فعل - فعل فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر علت ہوئی - معلول اور علت مل کر جملہ معللہ ہوا - مطلب یہ ہے - کہ تجھے اگر شہرت کی خواہش ہو تو عزلت اختیار کر کیونکہ عزلت گزینی عنقا کے نام کو اُڑا لے جاتی ہے ؛

جملہ بیانیہ

کبھی کوئی جملہ اس طرح بولتے ہیں جس کا بیان جملہ مابعد میں آتا ہے - پہلے جملے کو مبین کہتے ہیں اور پچھلے کو **بیان** - بیان کے جملے کے شروع میں ایک کاف آتا ہے جس کو بیان کا کاف کہتے ہیں - مبین اور بیان مل کر جملہ بیانیہ ہوتا ہے ؛ سعدی

شنیدم کہ در مرزے از باختر
برادر دو بودند از یک پدر

اس بیت میں شنیدم مبین ہے اور در مرزے از باختر دو برادر از یک پدر بودند اس کا بیان ہے ؛

کبھی مبین جملہ نہیں ہوتا - بلکہ مبین یا تو مبتدا ہوتا ہے یا خبر یا فاعل یا مفعول - یعنی

جزو جملہ ہوتا ہے۔ جیسے خدا کہ خلاق عالم ست
رزاق عالم ست۔ یہاں خدا مبین ہے۔ کاف
بیانیہ۔ خلاق عالم ست بیان۔ مبین اور بیان
مل کر مبتدا۔ رزاق عالم است اس کی خبر۔
مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ÷

شعر

قدِ خمیدۂ پیراں بہ عجز مے گوید
کہ عمر بارِ گران ست و بر سر افتادست

ترکیب

مے گوید فعل۔ قد موصوف خمیدہ صفت۔ موصوف
و صفت مل کر مضاف۔ پیراں مضاف الیہ۔ مضاف
و مضاف الیہ مل کر فاعل۔ بہ عجز جار و مجرور
متعلق فعل۔ فعل فاعل اور مفعول اور متعلّق سے
مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مبین۔ کہ حرف بیان۔
عمر مبتدا۔ بار گراں موصوف و صفت مل کر خبر۔
است کلمۂ اسناد۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ
ہو کر معطوف علیہ۔ وَ حرف عطف۔ افتاد است
فعل ضمیر راجع بسوے مبتدا فاعل۔ بر سر جار و
مجرور متعلّق فعل۔ فعل فاعل اور متعلّق کے ساتھ
مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف۔ معطوف الیہ اور

معطوف جملہ عاطفہ ہو کر بیان ہؤا مبین کا۔ مبین اور بیان مل کر جملہ بیانیہ ہو کر مقولہ مے گوید کا۔ فعل فاعل اور مقولے اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہؤا۔

جملہ تمثیلیہ

یہ جملہ دو جملوں سے مرکب ہوتا ہے۔ جس میں دوسرا جملہ پہلے کی مثال واقع ہوتا ہے۔ پہلے جملے کو ممثل کہتے ہیں۔ دوسرے کو مثال۔ ممثل اور مثال مل کر جملہ تمثیلیہ ہوتا ہے۔

شعر

رفیق اہل غفلت عاقبت از کار مے ماند
چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار مے ماند

ترکیب

مے ماند فعل۔ رفیق اہل غفلت بہ ترکیب اضافی فاعل از کار جار و مجرور متعلق فعل عاقبت ظرف متعلق فعل۔ فعل فاعل اور متعلقات کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر ممثل ہؤا۔ چو حرف شرط خفت فعل یک پا فاعل۔ فعل فاعل کے ساتھ

مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ۔ مے ماند فعل ۔ پائے دیگر فاعل از جار رفتار مجرور ۔ جار و مجرور متعلق فعل ۔ فعل فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا ۔ شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ ہو کر تمثیل ہوئی ۔ ممثل اور تمثیل ہو کر جملہ تمثیلیہ ہُوا ؛

جملہ تشبیہیہ

کبھی دو جملوں میں دوسرا جملہ بطور تشبیہ واقع ہوتا ہے ۔ پہلے کو مشبہ کہتے ہیں ۔ اور دوسرے کو تشبیہ ۔ اور دونوں جملے مل کر جملہ تشبیہیہ کہلاتا ہے ؛ صائب

اہل دنیا را بہ غفلت زندہ دل پنداشتم
خفتہ دائم مردگاں را زندہ مے بیند بخواب

ترکیب

پنداشتم فعل با فاعل ۔ اہل دنیا مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول را علامت مفعول ۔ بہ جار غفلت مجرور ۔ جار و مجرور متعلق فعل ۔ فعل فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مشبہ ہُوا ۔ مے بیند فعل ۔ خفتہ فاعل مردگان مفعول

را علامت مفعول زندہ مفعول ثانی ب جار خواب مجرور۔ جار و مجرور متعلق فعل دائم ظرف متعلق فعل۔ فعل فاعل اور مفعولات اور متعلقات کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر تشبیہہ ہوئی۔ مشبہ اور تشبیہہ مل کر جملہ تشبیہیہ ہوُا +

جملہ مُدلّلہ

کبھی دو جملے اس طرح آتے ہیں۔ کہ دوسرا جملہ پہلے کی دلیل واقع ہوتا ہے۔ پہلے کو مدلل کہتے ہیں اور پچھلے کو دلیل۔ مدلل اور دلیل مل کر جملہ مدللہ ہوتا ہے +

شعر

ظہور خشم بزرگاں تہی ز حکمت نیست
غبار چہرہ گردوں دلیل باران ست

ترکیب

نیست فعل ناقص۔ ظہور خشم بزرگاں یہ ترکیب اضافی اسم۔ تہی خبر ز حکمت جار و مجرور متعلق فعل۔ فعل ناقص اسم اور خبر اور متعلق کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مدلل ہوُا۔ است فعل ناقص غبار مضاف۔ چہرہ گردوں مضاف الیہ۔

مضاف و مضاف الیہ مل کر اسم ۔ دلیل باراں بہ ترکیب اضافی خبر ۔ فعل ناقص اسم اور خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہو کر دلیل ۔ مدلل مع دلیل مل کر جملہ مدللہ ہؤا ۔

غنی

زبردست اضطراب و زیردست آسودگی دارد
دو شاہد بر کلام من دو سنگ آسیا باشد

اس شعر میں پہلا مصرع مدلل ہے ۔ دوسرا دلیل ۔ شاعر کہتا ہے ۔ کہ زبردست چکر میں رہتا ہے اور زیردست سکون و راحت میں ۔ میرے اس قول پر چکی کے دو پاٹ گواہ ہیں۔ یعنی میرے کلام کی دلیل یہی ہے ۔ مدلل اور دلیل مل کر جملہ مدللہ ہے ۔

جملہ تفسیریہ

کبھی ایسا جملہ بولتے ہیں جو مجمل ہوتا ہے اور اس کے لئے تفصیل کی ضرورت ہوتی ہے جو دوسرے جملے سے کی جاتی ہے ۔ ان میں سے پہلے جملے کو مُفسر کہتے ہیں ۔ اور پچھلے کو تفسیر ۔ مفسر اور تفسیر مل کر جملہ تفسیریہ

ہوتا ہے +

شعر

یک سخن در ہر مذاقے مے کند کار دگر
از نسیمے گل پریشاں غنچہ خنداں مے شود

پہلے مصرع سے معلوم نہیں ہوتا تھا۔ کہ ایک چیز ہر ایک مذاق میں کس طرح جدا جدا کام کرتی ہے۔ دوسرے مصرع میں اس کو کھول کر بتا دیا۔ کہ نسیم تو ایک ہی ہوتی ہے۔ مگر پھول کو پریشان کر دیتی ہے اور غنچے کو کھلا دیتی ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تفسیر ہے +

ترکیب

مے کند فعل۔ یک سخن فاعل۔ کار دیگر مفعول۔ از جار ہر مذاق مجرور۔ جار و مجرور متعلق فعل۔ فعل فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر مفسر ہوا۔ دوسرا مصرع اس کی تفسیر ہے۔ ترکیب یوں ہے۔ مے شود فعل ناقص۔ گل اسم۔ پریشاں خبر۔ از جار نسیمے مجرور۔ جار و مجرور متعلق فعل۔ فعل ناقص اسم اور خبر اور متعلق کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہوکر

معطوف علیہ ہؤا - تو حرف عطف محذوف - مے شود فعل ناقص غنچہ اسم خنداں خبر - فعل ناقص اسم اور خبر سے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف - معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ عاطفہ ہو کر تفسیر - مفسر اور تفسیر مل کر جملہ تفسیریہ ہؤا ⁂

حروف کے معانی اور مقاماتِ استعمال

الف

عطف۔ جیسے شبا روز۔ رستاخیز یعنی شب و روز اور رست و خیز +

اتّصال۔ جیسے پیاپے۔ دوشا دوش۔ دمادم یعنی پے بہ پے دوش بہ دوش۔ دم بدم +

دعا۔ فرد

بماناد آں دوست کو دوستاں را
غذاے دل و راحتِ جاں فرستد

بماناد اصل میں بماند ہے +

خانہ ات آباد باد۔ باد اصل میں بواد ہے + کلمے کے آخر آئے تو ان معانی میں استعمال ہوتا ہے +

ندا۔ جیسے بارِ الٰہا۔ خدایا۔ کریما۔ دلا مشفقا +

قابلیت۔ جیسے خوانا۔ قابل خواندن +

فاعل۔ جیسے گویا۔ جویا۔ دانا۔ بینا +

مفعول۔ التماسم پذیرا شد یعنی پذیرفتہ شد +

صفت ۔ جیسے زیبا ✣
قسم ۔ جیسے شعر

حقّا کہ اگر چو مرغ پر داشتمے
روزے نہ تو صد بار خبر داشتمے

ندبہ ۔ جیسے دریغا مصرع

دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

کثرت ۔ جیسے خوشا ۔ اندکا ۔ بسیار خوش و بسیار اندک ✣
زائد ۔ اسم میں جیسے اسکندر ۔ فعل میں جیسے گفتا ✣
بمعنی تا ۔ جیسے سراپا ۔ از سر تا پا ✣
ضمیر متکلم ۔ جیسے ملاذا ۔ معاذا بمعنی ملاذی و معاذی ✣
تعظیم ۔ جیسے طالبا ۔ غالبا ۔ صائبا ✣
اشباع ۔ جیسے نماک ۔ ماہار ۔ آچار کہ نمک اور مہار اور اچار میں اشباع ہے ✣

ب

معیت ۔ جیسے دریغا بہ خیر و عافیت رسیدم ۔ شعر

خوردہ ہماں بہ کہ بہ تنہا خوری
حیف براں خوردہ کہ تنہا خوری

یعنی بہ معیّت تنہا ۔ یہاں تنہا تن کی جمع ہے ✣

ظرف - مصرع

بکوے او نہ دہم طفل اشک را رخصت

سبب - بہ اعمالِ نیک رُستگار شوی ؛

بمعنی برائے - مصرع

بہ طوافِ کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند

مقابل - بیت :-

قزل ارسلاں قلعۂ سخت داشت
کہ گردن بہ الوند برمے فراشت

موافق - مصرع

مطرب بگو کہ کارِ جہاں شد بکام ما

نزد - مصرع

طمع برد شوخے بہ صاحب دلے

مثل - مصرع

بہ صورتِ تو بتے کمتر آفرید خدا

عوض - مصرع

پدرم روضۂ رضواں بدو گندم بفروخت

یعنی بعوض دو گندم +

قسم - شعر

ز ابروانِ تو بے اختیار مے ترسم
بمرتضےٰ کہ ازیں ذوالفقار مے ترسم

یعنی قسم بہ مرتضےٰ +

تیمّن و توسّل - شعر

الٰہی بحقِ بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

استعانت - سرش بہ سنگ شکستم - مصرع

بہ لشکر تواں کرد ایں کارزار

بمعنی زیر - مصرع

کرا پائے خاطر در آید بہ سنگ

یعنی زیر سنگ +

ابتدا - مصرع

بنام جہاں دار جاں آفریں

رُخ - مصرع

بہ گردن فتد سرکش تند خو

یعنی بر رخ گردن +

سوے تو چو باد تند تر مے آیم
از جانب شوق بے خبر مے آیم
گر آبلہ در پاے نہ بینم چہ عجب
زاں رو کہ بدیدہ و بسر مے آیم

اتصال - رنگ برنگ - دم بدم +

اضافت - مصرع

ور زر داری بہ زور محتاج نۂ

یعنی محتاجِ زور +

بمعنی لائق - شعر :-

صائب کنوں کہ درد بہ درماں نماندہ است
آں بہ کہ راہ چارہ و تدبیر نسپریم

بمعنی از - شعر :-

بہ تن بویا کند گلہائے تصویر نہالی را
بہ پا بیدار سازد خفتگانِ نقش قالی را

بمعنی در - مصرع

دشنام بمن دادی و شکّر بہ دہانِ تو

یعنی در دہان تو *

بمعنی بر - مصرع

مشتِ آبے بروے غفلت زن

بر روے غفلت *

بمعنی را - خط شما را بہ حامد رسانیدم - یعنی حامد را *

زائد - مصرع

آں قطرہ ام کہ چرخ بدور افگند مرا
بپرسیدم - بگفتم *

بمعنی تا - صیتش از مشرق بہ مغرب رسیدہ یعنی
تا مغرب *

بہ لحاظ - بیت

بہ دانش بزرگ و بہ ہمت بلند
بہ بازو دلیر و بہ دل ہوشمند

مقدار - بہ جوے نیرزد +

ت

ضمیر مضاف الیہ - دلت - سرت - قلمت - کتابت +
ضمیر مفعول - شعر

فراموشت نکرد ایزد دراں حال
کہ بودی نطفۂ مدفون و مدہوش

یعنی ایزد ترا فراموش نکرد +
بمعنی خود - مصرع

گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست

تاکید کے لئے - جیسے خودت گفتی +

چ

لکھنے ہیں چ کے آخر ہ لگا دیتے ہیں +
استفہام - مصرع

چہ مے خواہی اے کودک ناجوے

کثرت - مصرع

چہ شبہا نشستم دریں سیر گم

تعظیم - چہ شیریں کلامے ست +

تحقیر - مصرع

من چہ باشم کہ بر خاطر عاطر گزرم

علت - در آنجا قیام نکردیم - چہ خوف دزداں بود ٭

مساوات - مصرع

برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر

نہی - مصرع

چہ مے خسپی اے فتنۂ روزگار

یعنی مخسپ ٭

بمعنی ہرچہ - مصرع

چہ باشد بیشتر بزودی فرست

یعنی ہرچہ بیشتر باشد ٭

ش

ضمیر مضاف الیہ - پیامش - نامش - کلامش ٭

مفعول دیدمش - گفتمش ٭

بمعنی خود - مصرع

فریدوں بہ آں شوکتش ہم نماند

حاصل مصدر کے لئے - اس صورت میں ش کا ماقبل مکسور ہوتا ہے - ستایش - گزارش - نمایش ٭

برائے نسبت - جیسے بالش منسوب بہ بال ٭

ک

بیان - مصرع

گلے کہ یک ورقش آبروے نہ چمن ست

علّت - بیت

ضمیر دل خویش منماے زود

کہ ہرگہ کہ خواہی توانی نمود

مفاجاۃ - شعر

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید

گر مرغ کباب است کہ با بال و پر آید

نتیجہ - مصرع

اے بے خبر بکوش کہ صاحب خبر شوی

عطف - شعر

اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند

کہ خرِ لنگ جاں بمنزل برد

استفہام - مصرع

فراق و ہجر کہ آورد در جہاں یا رب؟

اضراب - شعر

نہ من براں گلِ عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارا نند

تفضیل شعر

ترکِ احسان خواجہ اولے تر
کاحتمالِ جفاے بوابان

بمعنی ہرکہ - بیت

دگر کشور آباد بیند بخواب
کہ دارد دلِ اہلِ کشور خراب

تصغیر - مرغک - کرمک ✣

تحقیر - مردک ✣

بمعنی بسیار - خوشترک ✣

رحم - طفلک - مامک ✣

تشبیہ - بیت

چناں مے خورد زنگی خام را
کہ زنگی خورد مغز بادام را

زائد - بیت

ایں ہمہ شور و اضطراب کہ چہ
ایں ہمہ ترکِ خورد و خواب کہ چہ

قسم کے بعد - شعر

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر ست
رفتن بہ پائمردی ہمسایہ در بہشت

تردید - احمد گفت کہ محمود؟

بہ محلِ دعا - بیت

مرا حاجیے شانۂ عاج داد
کہ رحمت بر اخلاق حجاج باد

بمعنی اگر - ابیات

چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے
ز قدرِ رفیعت بدرگاہ حے
کہ باشند مشتے گدایانِ خیل
بہ مہمان دار السلامت طفیل

یعنی اگر باشند +

بمعنی ولیکن - سعدی

بسے گشت فریاد خواں پیش و پس
کہ ننشست بر انگبینش مگس

بعض نے اس کاف کو حالیہ لکھا ہے +

م

ضمیر مضاف الیہ - چشم - گوشم +

مفعول - شعر

کوتہ نکنم ز دامنت دست
ور خود بزنی بہ تیغ تیزم

یعنی مرا بہ تیغ تیز بزنی +

بمعنی خود - سرم برداشتم - یعنی سر خود +

کبھی خود کی تاکید کے لئے - کتاب خودم بتو خواہم داد *

نسبت - نیلم *

ترتیب عددی - سوم - چہارم - پنجم - مگر اس کا ماقبل مضموم ہوتا ہے *

تانیث کے لئے - خانم - بیگم *

نہی - امر کے شروع میں آگر نہی کے معنے دیتی ہے - جیسے مگو - مخند *

بمعنی ہستم - مصرع

من بندۂ حضرتِ کریمم

یعنی بندۂ حضرت کریم ہستم *

ن

نفی - رباعی

اے نیک نکردہ و بدیہا کردہ

وانگاہ بہ لطفِ حق تولا کردہ

بر عفو مکن تکیہ کہ ہرگز نبود

ناکردہ چو کردہ - کردہ چوں ناکردہ

معنی مصدری - ماضی پر آکر مصدر کر دیتا ہے - جیسے رفتن - گفتن - دیدن - دویدن *

استفہام - شعر

نہ مارا در جہاں عہد وفا بود
جفا کردی و بد عہدی نمودی

زائد - پاداش - پاداشن *

بمعنی نیست - رباعی

نختے نہ کہ با دوست در آمیزم من
صبرے نہ کہ از عشق بپرہیزم من
دستے نہ کہ با قضا در آویزم من
پاے نہ کہ از زمانہ بگریزم من

اسم پر آئے یا نیست کے معنوں میں آئے تو ہاے مختفی لگا دیتے ہیں *

و

عطف - شعر

مرا از فطرتِ خورشید تاباں ایں پسند آمد
کہ بایک چشم مے بیند بزرگ و خرد دنیارا

دو جملوں کے درمیان بھی آتی ہے - رباعی

از باد صبا دلم چو بوئے تو گرفت
بگزاشت مرا و جستجوے تو گرفت
اکنوں ز منش ہیچ نمے آید یاد
بوے تو گرفتہ بود خوے تو گرفت

دوسرے مصرع میں دو جملوں میں عطف ہے۔
کبھی حذف بھی ہو جاتی ہے۔ شعر

بقدر ہر سکوں راحت بود بنگر تفاوت را
دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مردن

لزوم۔ مصرع

من و دست و دامانِ آل رسول

استبعاد۔ شعر

از تو بر گیرم و دل با دگراں یار کنم
اے بہ قربانِ تو صد دل من و ایں کار کنم

واو معروف

شفقت و ترحّم۔
پسرو۔ دخترو۔ شیخو اسم کے آخر واقع ہوتی ہے ٭

تسویہ۔ مصرع

پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند

یعنی پیری برابر صد عیب ست ٭

نسبت۔ ہندو۔ آہو ٭

بمعنی با۔ مصرع

گل ہمیں پنج روز و شش باشد

تقابل۔ بیت:۔

عشق ست و ہزار شعلہ در تاب
عقل ست و ہزار پنبہ در آب

معاوضہ - شعر

ز شوق کوے تو پا در گلم ز عمر چہ سُود
ہزار جان گرامی و یک قدم رفتار

حصر - شعر

مائیم و فقیری و سیہ روئی کونین
رخسار سفید امرا را نشناسیم

ی

یاے معروف

نسبت - جیسے فارسی - ہندی - عربی ۔

خطاب - رباعی

یارب در خلق تکیہ گاہم نکنی
محتاج گدا و بادشاہم نکنی
موے سیہم سفید کردی بکرم
با موے سفید رو سیاہم نکنی

شنیدۂ - گفتۂ - دیدۂ - چشیدۂ ۔
اس صورت میں ی نہیں لکھتے - بلکہ ہ لکھ کر
اُس پر ہمزہ لگا دیتے ہیں ۔

بمعنی ہستی - تیز فہمی - یعنی تیز فہم ہستی ٭

مصدری - پیری - جوانی - نیک نامی - دانائی ٭

بعض اس تی کو عربی مصدروں کے آخر بھی لگا دیتے ہیں - جیسے خلاصی - صفائی - سلامتی مگر یہ صحیح نہیں ٭

لیاقت - کشتنی و سوختنی و گردن زدنی - یعنی لائق کشتن و لائق سوختن و لائق گردن زدن ٭

شعر

درد دل من نہفتنی نیست

ایں درد دگر کہ گفتنی نیست

یعنی لائق نہفتن و لائق گفتن ٭

فاعل - فریبی - غوغائی - فریب کنندہ و غوغا کنندہ ٭

مفعول - مہری - سندی - انتخابی - یعنی مہر کردہ شدہ و سند کردہ شدہ و انتخاب کردہ شدہ ٭

مبالغہ - علامی و فہامی ٭

یائے مجہول

تنکیر و وحدت - مصرع

سگے پائے صحرا نشینے گزید

سگے میں یائے تنکیر ہے - صحرا نشینے میں

یاے وحدت ÷ **مصرع**

بزرگے ہنرمند آفاق بود

ایک بزرگ - یہاں یاے وحدت ہے ÷

ماضی میں جو بمقام شرط و جزا مستعمل ہوتی ہے

بیت

گر امروز بودے خداوندِ جاہ
نکردے خود از کبر در وے نگاہ

تمنّا - آرزو کے مقام پر بولتے ہیں - **مصرع**

گرش مہر و وفا بودے چہ بودے

استمرار - صیغہ ماضی کے آخر آتی ہے - **بیت**

نخوردے کہ خاطر بیاشایدش
نہ دادے کہ فردا بکار آیدش

اضافت - راے تو - روے او ÷

تعظیم - **شعر**

ببرد دل ز کفم دوش مجلس آراے
سہی قدے سمن اندام ماہ سیماے

تحقیر - **شعر**

یار دارد سر صید دل حافظ یاراں!
شاہبازے بہ شکار مگسے مے آید

شاہبازے میں یاے تعظیم ہے - مگسے میں یاے تحقیر ÷

قلت - آبے بیار - مصرع

سکندر را نمے بخشند آبے

کثرت - بیت

مرا شاید انگشتری بے نگیں
نشاید دل خلقے اندوہگیں

یعنی خلق کثیر ٭

ندابیہ - جس کلمے کے آخر الف ہو۔ اور وہ مُنادے ہو۔ تو مُنادے اور الف ندا کے درمیان لاتے ہیں۔ اور اُسے یائے ندابیہ کہتے ہیں۔ مصرع

خدایا رحم کن بر حال زارم

نوعیت - مصرع -

ہر کسے را بہر کارے ساختند

جس لفظ میں یہ ے آتی ہے۔ اُس کے پہلے ہر کا لفظ ہوتا ہے ٭

زایدہ - اسم کے ساتھ بھی زایدہ آتی ہے ! اور است حرف ربط کے ساتھ بھی۔ جامی

سود اگر بایدت ز مایہ خویش
دست بخشش کشا بہ بخشایش
سودت اکنوں ستائش و فردا
در جوار خدائے آسائش

دانا ستے و شیدا ستے یعنی داناست و شیدا است ٭

با

معیت - قرآن مجید با ترجمہ خواندم +
بمعنی باوجود - باآنکہ کتاب از محمود بارہا طلبیدم
مگر نہ فرستاد +
عطف - شعر

فرق است میان آں کہ یارش در بر
باآں کہ دو چشم انتظارش بر در

بمعنی جانب - مصرع -

بُرد از وے پیام چند باُو

تقابل - شعر

باصیقل ضمیر تو چوں عکس آئینہ
مرئی شود زِ ظل بدن صورت حواس

برائے صفت - اِسم پر آکر صفت کے معنے
پیدا کرتا ہے - جیسے باہنر - باتمیز - باخبر +

تا

بمعنی ہرگز - مصرع

ز صاحب غرض تا سخن نشنوی

تنبیہ - فرد

تا چہ خواہی خریدن اے مغرور
روزِ در ماندگی بہ سیم و غلُ

بمعنی اگر - مصرع

تا سنگ بکف آید بر شیشۂ ہستی زن

ابتداحزیں لاہنجی -

تا بادِ صبا ابوئے ترا در چمن آورد
بر داشتہ ہر شاخ گلے دست دُعا را

انتہا - بیت

سعادت ازلی تا ابد قریں تو باد
زمانہ تابع و اقبال ہمنشیں تو باد

عِلّت شعر

ز من صورت نہ بند و معنی آزار خاطر ہا
بیاد کس نیایم تا نباشم بارِ خاطر ہا

بیان - فرد

عمر گراں مایہ دریں صرف شد
تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا

برائے نتیجہ - شعر

چشم من کرد بہر گوشہ رواں سیل سرشک
تا سہی سرو ترا تازہ بہ آبے دارد !!!

برائے شِدّت التزام درمیان دو امر - شعر

تا ترا از دور دیدم رفت ہوش وعقل من
مے شود نزدیک منزل کارواں از ہم جُدا

فائدہ متعلق حذف کلمات

کبھی کوئی فِقرہ یا شعر لکھتے لکھتے کوئی لفظ یا الفاظ حذف کر دیتے ہیں۔ اور جب اِس کا مطلب بیان کرنا یا ترکیب کرنی ہوتی ہے۔ تو اِس لفظ یا لفظوں کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ کبھی کوئی ایسا جُملہ ہوتا ہے۔ کہ عبارت میں تو نہیں لکھتے۔ مگر اِس کے معنے لے لیتے ہیں۔ پہلی قسم کے لفظ محذوف کہلاتے ہیں۔ دوسری قِسم کا جُملہ مقدرہ کہلاتا ہے یہ مقدر جُملہ عموماً لفظ بنام کے ساتھ جو کتاب یا کسی اور تحریر کے آغاز میں لفظ خدایا اُس کی کسی صِفت کے ساتھ آتا ہے۔ مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے۔ بیت

بنام خدائے زمین و زماں
کہ ہست آفرینندہ انس وجاں

یا

بنام جہاں دار جاں آفریں
حکیمے سخن بر زباں آفریں

اِن دونوں بیتوں میں بنام کے پہلے جملہ شروع می کنم مقدر ہے۔ اور ایسے محل پر ہمیشہ مقدر ہوتا ہے۔ اب محذوف لفظوں کی مثالیں دیکھو۔ مصرع

کہ پروردہ کشتن نہ مردی بود

یہاں را محذوف ہے۔ یعنی پروردہ را کشتن ◆

بیت

معانیش در زیر حرف سیاہ

درخشندہ چوں مہر روشن چو ماہ

مصرع ثانی میں کلمہ است محذوف ہے ◆

سعدی

یکے پیش داؤد طائی نشست

کہ دیدم فلاں صوفی افتادہ مست

اِس بیت میں نشست کے بعد وگفت محذوف ہے ◆

ایک شاعر کہتا ہے:۔

اے دیدہ طفل اشک مرا بر زمین مزن

پروردہ ام بہ خونِ جگر ایں یتیم را

دُوسرے مصرع میں زیرا کہ محذوف ہے ◆

قطعہ

رسید قاصد و آورد نامہ از بر دوست

کہ گشت دیدہ منور ز صورتِ رقمش

چہ غدر خواہی قاصد کنم ۔ مگر گویم
ہزار جان گرامی فدائے ہر قدمش

شعر اوّل کے پہلے مصرع میں بمن اور شعر ثانی کے دُوسرے مصرع میں باوا محذوف ہے ؛

شعر

چوں صبا پنہاں سخن در گوش بلبل مے کند۔
غنچہ مے خندد کہ آخر ایں سخن گل مے کند

دُوسرے مصرع میں مے خندد کے بعد ُمے گوید' محذوف ہے ۔ ایک حکیم کہتا ہے ؎

چوب را آب فرو مے نبرد حکمت چیست
شرم دارد ز فرو بردن پروردۂ خویش

پہلے مصرع میں خوُد ہی سوال کیا ہے ۔ دُوسرے میں خوُد ہی جواب دیا ہے ۔ اور کہا ہے ۔ کہ "حکمت ایں است کہ" اتنے الفاظ محذوف ہیں ؛

سعدی علیہ الرحمتہ نے گلستاں میں بہت سے مقام پر لفظ حذف کر دئے ہیں ۔ ذیل کی مثالیں دیکھو

سحبان وائل را در فصاحت بے نظیر نہادہ اند ۔ یہاں نہادہ اند کا فاعِل محذوف ہے ۔ اور وُہ اہلِ سخن یا اہل بلاغت ہے ؛

۱ ۔ بزرگے را پُرسیدند با چندیں فضیلت کہ دست راست راست ۔ خاتم در انگشت چپ چرا مے

کنند؟

۲- یکے را از بزرگان بہ محفلے اندر مے ستودند و در اوصاف جمیلش مبالغہ ہمے کردند۔

اِن دونوں مثالوں میں فاعل محذوف ہے۔ یعنی مردمان۔

کاروانے را در زمین یونان بزدند و نعمت بے قیاس بُردند۔

بُردند و بزدند کا فاعل رہزنان ہے۔ جو محذوف ہے۔

صرف و نحو کی تعریف اور فائدے

زُبان کے لیے دو علم ضروری ہیں۔ ایک وہ جس سے یہ معلوم ہو۔ کہ کلمے کیونکر بنتے اور کیا کیا صورتیں اختیار کرتے ہیں۔ جیسے کرد۔ کند۔ مے کُند۔ خواہد کرد۔ کن نکن۔ کردہ۔ شود۔ کنندہ۔ کردہ شدہ یہ تمام لفظ کردن سے بنے ہیں۔ یعنی حروف وحرکات کے تغیر و تبدل سے اُن کی طرح طرح کی شکلیں بن گئی ہیں۔ اِس عِلم کو صرف کہتے ہیں۔ فائدہ اُس کا یہ ہے۔ کہ اِس

کے جاننے سے صحیح لفظ بنانے آتے ہیں۔ اور غلط الفاظ بنانے سے ذہن محفوظ رہتا ہے۔ دُوسرا عِلم وُہ ہے۔ جس سے کلموں کی ترتیب اور اُن کو باہم مِلانا آتا ہے۔ اِس کا نام نحو ہے۔ فائدہ اِس کا یہ ہے۔ کہ کلام کرنے والا صحیح کلام کرتا اور غلط گفتگو سے بچتا ہے۔

اِس کِتاب کے حِصّہ اوّل میں عِلم صرف لکھا گیا ہے۔ اور حصۂ ثانی میں عِلم نحو کے مسائل منضبط کرکے زُبان کی ضرورت پوری کر دی گئی ہے۔

سوالاتِ امتحانی

۱۔ اِسم جمع کی تعریف کرو۔ اور بتاؤ۔ کہ اِس کے ساتھ فعل واحد آتا ہے۔ یا جمع

۲۔ وُہ کونسے حروف استثنا ہیں۔ جو اضافت کے ساتھ اِستعمال کیے جاتے ہیں؟

۳۔ مستثنٰے متّصل کِسکو کہتے ہیں۔ اور مستثنٰے منقطع کِس کو؟

۴۔ ایسے الفاظ بیان کرو۔ جن میں علامت مصدر تو ہے۔ مگر وُہ مصدر نہیں ہیں؟

۵۔ اِسم فاعِل سماعی کِسکو کہتے ہیں؟

۶۔ بحر کا لفظ جب دریا کے معنوں میں ہو۔ تو اُس کی جمع کیا آتی ہے۔ اور جب وزن شعر مراد ہو تو جمع کیا آتی ہے؟

۷۔ کِن کِن لفظوں میں صیغہائے تثنیہ استعمال کئے جاتے ہیں؟

۸۔ دِل پسند کِس قِسم کا اِسم ہے؟

۹۔ توجہ کا اِسم فاعِل کیا ہے؟

۱۰۔ مجلِس خانہ صیحح ہے یا غلط؟

۱۱۔ چند الفاظ ایسے لکھو۔ جن میں صِفت نِسبتی پائی جاتی ہے؟

۱۲۔ اِن لفظوں کی جمع بتاؤ:۔ قاضی۔ نقل۔ منشور
دُکان۔صورت۔اُستاد۔افضل۔اسلوب۔فضیلت
یتیم۔جواب۔دلیل۔عندلیب۔ضابطہ۔مصلحت
جریمہ۔خصلت۔ضمیر۔تمثال۔دماغ +

۱۳۔ مفرس کسکو کہتے ہیں؟

۱۴۔ ضمیر متصل کے ماقبل اگر آ یا وَ ہو تو کونسا حرف زیادہ کرتے ہیں۔ اور اِسکو کِس حرکت سے پڑھتے ہیں؟

۱۵۔ گل اندود کِس قسم کا اِسم ہے؟

۱۶۔ کیا روز و شب کی جمع آ۔ نَ سے آتی ہے۔ اگر آتی ہو تو مثال بیان کرو +

۱۷۔ ہائے ملفوظی کونسی ہ ہے۔ اور ہائے مختفی کونسی؟

۱۸۔ سر کا لفظ کسرہ اضافی سے پڑھا جاتا ہے۔ یا بلا کسرہ؟

۱۹۔ با بداں کم نشیں کہ صحبتِ بد گرچہ پاکی ترا پلید کند میں کم نے کیا معنے دیے ہیں؟

۲۰۔ دیباہ کیا لفظ ہے؟

۲۱۔ صید کی کیا جمع ہے۔ اور وجد کی کیا؟

۲۲۔ وہ الفاظ جمع بتاؤ جو بمعنی واحد استعمال ہوتے ہیں؟